قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

قلوب صرف اللہ کے ذِکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں

حقیقتِ ذِکر

یعنی

اِطمینانِ قلب اور تسکینِ خاطر حاصل کرنے کے طریقے اور ذرائع

مُرتّبہ

حضرت مولانا محمد احتشامُ الحسن صاحب کاندھلوی

ناشر

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد دہلی نمبر ۶

(کتبہ ایس احمد علی مکان ۱۰۶۳ شیش محل دہلی)

Marfat.com

۲۹۶۲۵۲
۲۳۱۸۹
۵۷۷۸

DATA ENTERED

بار اوّل

تعداد ایک ہزار

قیمت مجلّد ـــــ عہ ۱۲ بلا جلد عہ ۳

دسمبر سنہ ۱۹۵۳ء

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

فہرست مضامین

انسانی روح کی بقا ذکر اللہ سے ہے	۹
جو مجلس ذکر اللہ سے خالی ہے وہ منحوس ہے	۱۱
فرشتوں کا استقبال اور حق تعالیٰ کا فخر و مباہات	۱۴
ہر شے جاندار ہے اور ہر جاندار کی روح ذکر اللہ ہے	۱۸
آیات فضیلت ذکر	۲۱
احادیث فضیلت ذکر	۲۴
فرض عبادات سے مقصود ذکر اللہ کی ادائیگی ہے	۲۹
نماز	۳۰
روزہ	۳۵
حج	۳۶
جہاد	۳۰
ذکر اللہ کا مفہوم	۴۲
تکمیل انسانیت	۵۱
ذکر اللہ کے شعبے	۵۴

پہلا شعبہ

اللہ کا نام لینا	
اسماء حسنیٰ	[illegible]
فضیلت ذکر	

کلمہ طیبہ کے فضائل ۶۲

دوسرا شعبہ ۷۲

تسبیح وتحمید ″

سید الانبیاء والمرسلین کو تسبیح وتحمید کا حکم ۷۴

تسبیح وتحمید کی ترغیب ۷۷

تسبیح وتحمید کا مفہوم ۸۰

تسبیح وتحمید کے فضائل ۸۳

کلمہ تمجید کے فضائل ۸۸

تسبیحات فاطمہ رضؓ ۹۳

صلوٰۃ التسبیح ۹۷

بعض ضروری مسائل ۱۰۲

تیسرا شعبہ ۱۰۵

دُعا ″

دُعا کی فضیلت ۱۰۹

دُعا کے آداب ۱۱۳

دُعا کی قبولیت ۱۱۷

بددُعا کے الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت ۱۱۹

بعض جامع دُعائیں ۱۲۱

بعض مخصوص دُعائیں ۱۲۹

چوتھا شعبہ ۱۳۴

توبہ واستغفار	۱۳۴
توبہ کی حقیقت	"
توبہ کی شرائط	۱۳۹
توبہ کے طریقے	۱۴۲
توبہ کی فرضیت وتاکید	۱۴۴
توبہ کے فضائل	۱۴۶
احادیث فضائل توبہ	۱۵۲
توبہ اور استغفار کی دُعائیں	۱۶۱
پانچواں شعبہ	۱۶۴
صلوٰۃ وسلام	"
صلوٰۃ وسلام کا مفہوم	۱۶۶
صلوٰۃ وسلام کے مواقع	۱۶۹
صلوٰۃ وسلام کے فضائل	۱۷۳
صلوٰۃ وسلام کی برکات اور اثرات	۱۷۹
صلوٰۃ وسلام کی دعائیں	۱۸۳
چھٹا شعبہ	۱۸۸
قرآن مجید کی مشغولیت	"
قرآن مجید کی عظمت وحرمت	۱۸۹
آیاتِ قرآنی	۱۹۰
احادیث نبوی ﷺ	۱۹۳

قرآن مجید کی بعض خصوصیات ١٩٨
قرآن مجید کو سیکھنا اور سکھانا. ٢٠٢
قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کے آداب اور شرائط ٢١٢
قرآنِ مجید کی تلاوت ٢١٧
تلاوت کے آداب ٢٢٠
قرآن مجید کا فہم وتدبر ٢٢٥
قرآن مجید کے فضائل ٢٢٧
قرآن مجید کی بعض سورتوں اور آیتوں کے خصوصی فضائل ٢٣٥

ساتواں شعبہ

٢٤١
آیاتِ خداوندی اور صفاتِ باری میں غور وفکر "
غور و فکر کے طریقے ٢٤٧
مراقبہ ٢٥١
مراقبہ کا طریقہ ٢٥٣
مراقبہ کے اقسام وانواع "
ذکر اللہ کے تمام شعبوں پر مداومت ٢٥٦
نماز کی جامعیت ٢٥٧
تقرب بالفرائض ٢٦١
تقرب بالنوافل ٢٦٤
اوراد و وظائف ٢٦٦
نماز استسقاء ... خاتمہ کلام ٢٧٠ تا ٢٧٣

اظہارِ حقیقت!

ذکر اللہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر سعادت اور حلاوت نہیں ہو سکتی۔ ذکر اللہ سے ایمان کی تازگی ہے اور بندگی کی رونق ہے۔ حق تعالیٰ کے انعامات اور خیر و برکات نازل ہوتے ہیں۔

دینی غفلت اور لاپروائی کی وجہ سے مسلمان ذکر اللہ سے غافل اور نا آشنا ہو گئے جس کے باعث مصائب و مشکلات کا سامنا ہے۔ جو روز افزوں ہے اگر مسلمان غفلت سے بیدار ہو کر حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو جائیں تو ان کی ساری مشکلات ختم ہو جائیں۔ اور سب مصائب دور ہو جائیں۔

اس رسالہ میں ذکر اللہ کی وسعت و حقیقت اور ضرورت و اہمیت اور فضیلت و منقبت کو واضح کیا ہے۔ اور ذکر اللہ کے مختلف شعبوں اور ان کے اثرات و برکات اور فضائل و محاسن کو بیان کیا گیا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ ایک سیاہ کار کے ہاتھوں بہت سی مفید باتیں ظاہر

Marfat.com

ہوگئیں۔ جس رب کریم نے اپنے لطف وکرم سے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی وہی اپنے فضل وعطا سے قبولیت بھی بخشے گا۔

جس موضوع پر میں نے قلم اٹھایا ہے میں اس سے بالکل لذت آشنا نہیں اگر کسی اللہ کے بندہ کو کوئی نفع ہو۔ کچھ سرور وکیف نصیب ہو اور ذکر اللہ کی جانب کشش ورغبت پیدا ہو۔ تو یہ محض اپنے بزرگوں کی توجہات اور برکات ہیں ورنہ پھر میری بداعمالیوں لغزشوں کے بداثرات ہیں۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیات اعمالنا

سیاہ کار

محمد احتشام الحسن غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

کاندھلہ ضلع مظفر نگر

۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۹ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سبحان الذی باسمه البقاء والدوام والصلوۃ والسلام علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه البررۃ الکرام۔

انسان کے خوب صورت خوشنما جسم کا بقا روح کے ساتھ وابستہ ہے۔ جسم کی تمام خوب صورتی اور رعنائی جسم کے تمام احساسات صرف روح کے ساتھ قائم ہیں۔ اگر ایک لمحہ کے لئے روح کو جسم سے علیحدہ کر دیا جائے تو تمام احساسات مردہ ہو جائیں گے۔ ساری خوب صورتی اور رعنائی نیست و نابود ہو جائے گی اور جسم فنا ہو جائے گا۔ اور سڑ کر خاک ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح اس روح کیلئے بھی روح ہے جسکے ساتھ انسانی روح کا بقا ہے وہ روح اس روح سے بھی زیادہ لطیف اور نورانی ہے۔ اگر اس کو ایک لمحہ کے لئے انسانی روح سے جدا کر لیا جائے تو انسانی روح فنا ہو جاتی ہے۔ اس کی تمام لطافت اور نورانیت زائل ہو جاتی ہے۔ اور تمام احساسات روحانی مردہ ہو جاتے ہیں۔ اور ایک لطیف و نورانی شئے گندہ اور ظلماتی بن جاتی ہے۔ جب اصل جوہر فنا ہو جاتا ہے تو سارا میلان خاطر گندگی اور خباثت کی طرف ہو جاتا ہے۔ جو روح انسانی کے مردہ ہونے کی کھلی علامت ہے۔

Marfat.com

وہ روح جس کے ساتھ روح انسانی کا بقا رہے "ذکر اللہ" ہے جو قلب ذکر الٰہی سے غافل ہے۔ درحقیقت اس کی روح مردہ ہو چکی، احساسات روحانی فنا ہو چکے روح کی نورانیت باقی نہیں رہی صرف ایک کثیف ظلمت ہے جو جسم کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اسی لئے غافل انسان کو مردہ جسم کے ساتھ تشبیہ دی گئی چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِی لَایَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الحی والمیت

(بخاری مسلم، فضائل ذکر صفحہ ۲۳)

مثال اس شخص کی جو ذکر کرتا ہو اپنے رب کا اور اس کی جو نہ ذکر کرتا ہو اپنے رب کا زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔

اسی مضمون کو ایک شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے

زندگی نتواں گفت حیوانے کہ مراست
زندہ آں است کہ با دوست وصالے دارد

خدا کا وصال یہی ہے کہ اس کی یاد تمہارے دل میں ہو اور تم اس سے غافل نہ ہو۔ اگر تم غافل نہیں تو پھر وہ تو ہر آن ہر جگہ موجود ہے۔ اور حاضر و ناظر ہے پھر وصال میں کیا شبہ ؟ ۔

اسی لئے ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہوا ہے:

اَنَا جلیس من ذکرنی — میں ہمنشین ہوں اس شخص کا جو میرا ذکر کرے۔

اللہ رب العالمین کی ہمنشینی سے بڑھ کر کیا نعمت ہو سکتی ہے؟ اور اس دولت سے بڑھ کر کیا دولت مل سکتی ہے۔

جو مجلسِ ذکر اللہ سے خالی ہو وہ منحوس ہے

وہ مجلس جو ذکر اللہ سے خالی ہے وہ سراسر گندگی اور پراگندگی اور حسرت وشرمندگی ہے۔ اور ہر نوع کی خیر وخوبی اور صلاح وفلاح سے خالی ہے۔

ارشاد نبوی ہے۔

ما من قوم یقومون من مجلس لا یذکرون اللہ فیہ الا قاموا من مثل جیفۃ حمار وکان علیھم حسرۃ (جمع الفوائد بروایت ابی داؤد)	جو لوگ بھی ایسی مجلس سے جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ اٹھتے ہیں وہ مردار گدھے جیسے جسم پر سے اور ہوگی یہ نشست انکے لئے سراسر حسرت۔

یہ حسرت کب ہوگی اور کیوں ہوگی؟۔ ممکن ہے کہ دنیا ہی میں نصیب ہوجائے جبکہ غفلت ومدہوشی سے چونک پڑے۔ اور بڑا خوش قسمت ہے وہ جو دنیا میں ہشیار ہوگیا۔ اور اپنی غفلت ونادانی پر نادم وشرمسار ہوگیا کہ سچی ندامت ساری برائیوں کو دھودیتی ہے۔ اور حقیقی ہوشیاری آئندہ غفلت ونادانی سے بچاتی ہے۔

مرنے کے بعد تو ہر شخص کے لئے حسرت ہوگی کہ ایک جنبش لب کی بدولت کس قدر نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ اگر بیکار رکھوا س میں زبان کو نہ گھماتا تو ان بے شمار نعمتوں سے محروم نہ ہوتا۔ اصل حسرت اہل دوزخ کے لئے ہوگی۔ کہ وہ ذرا سے عقل کے پھیر کے باعث نعمت ورحمت کے ذائقہ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہوگئے۔ لیکن جنت والے بھی پراز حسرت

Marfat.com

ہوں گے کہ کیوں ہم نے غفلت میں اوقات کو ضائع کیا۔ اور یہاں کی کمائی میں کمی کی۔ ہر چند کہ وہ نعمتوں سے سرفراز ہیں مگر اس کی نعمتیں بیحد وحساب ہیں چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

لیس تحسر اھل الجنۃ الا علی ساعۃ مرت بھم لم یذکروا اللہ تعالٰی فیھا

نہیں حسرت وافسوس کریں گے اہل جنت مگر ان اوقات پر جو ذکر اللہ سے خالی گذرے

(فضائل ذکر بروایت طبرانی و بیہقی صہ۲۵)

بہر حال جو مجلس ذکر الٰہی سے خالی ہو وہ اپنی نخوست اور غلاظت میں جیفہ مردار سے ہرگز کم نہیں۔ اور ایسی مجلس میں بیٹھنے والے گویا سڑے ہوئے مردہ کے گرداگرد جمع ہیں۔ اس کے برعکس جو مجلس ذکر اللہ سے معمور ہو اس کے انوار اور تجلیات سے زمین و آسمان فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ملائکہ اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ رحمت خداوندی ہم آغوش ہوتی ہے اور سکون وطمانیت کی فضا پھیلتی ہے۔

ارشاد نبوی ہے۔

لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ

جو لوگ اللہ کے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں فرشتے ان کے گرداگرد جمع ہو جاتے ہیں اور رحمت خداوندی ان کو ڈھانک لیتی ہے اور سکون واطمینان ان پر نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

(فضائل بروایت مسلم و ترمذی)

Marfat.com

فرشتوں کا استقبال اور حق تعالیٰ کا فخر و مباہات

فرشتوں کا خیر مقدم اور استقبال اور حق تعالیٰ کی قدر دانی اور عزت افزائی کا مفصل تذکرہ دوسری روایات میں زیادہ واضح طور پر بیان کیا گیا۔

ارشادِ نبویؐ ہے۔

إنّ لله ملئكة يطوفون في الطرق يلتمسون أهل الذكر فإذا وجدوا قوما يذكرون الله تعالى تنادوا هلموا إلى حاجتكم فيحفونهم بأجنحتهم إلى السماء الدنيا فيسألهم ربهم وهو أعلم بهم ما يقول عبادي؟ قال يقولون يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك فيقول هل رأوني؟ فيقولون لا والله ما رأوك فيقول كيف لو رأوني؟ فيقولون لو رأوك كانوا أشد لك تحميدا وأكثر لك تسبيحا فيقول فما يسألون؟

اللہ کے فرشتے ہیں جو پھرتے رہتے ہیں راستوں میں اور ڈھونڈتے ہیں ذکر کرنے والوں کو جب پاتے ہیں انکو جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں تو آواز دیتے ہیں اپنے رفقا کو: "دوڑو تم اپنے مقصود کی طرف"۔ اور گھیر لیتے ہیں اس مجمع کو اپنے بازوؤں کے ساتھ آسمانِ دنیا تک۔ پھر سوال کرتا ہے ان سے پروردگار (اور وہ باخبر ہے ان سے) میرے بندے کیا کہتے تھے؟ عرض کریں گے: "آپ کی پاکی اور بڑائی اور تعریف اور بزرگی بیان کر رہے تھے"۔ پھر ارشاد ہوگا: "کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ عرض کریں گے: واللہ بالکل نہیں

فیقولون یسألونك الجنة فیقول
هل رأوها فیقولون لا والله
یا رب ما رأوها فیقول کیف
لو رأوها فیقولون لو رأوها
کانوا اشد علیها حرصا واشد لها
طلبا واعظم فیها رغبة قال فمم یتعوذون
فیقولون یتعوذون من النار
فیقول هل رأوها؟ فیقولون
لا والله ما رأوها فیقول کیف
لو رأوها؟ فیقولون لو رأوها
کانوا اشد منها فرارا واشد
لها مخافة فیقول أشهدکم
انی قد غفرت لهم فیقول ملك
من الملائکة فیهم فلان لیس
منهم انما جاء لحاجة قال
هم الجلساء لا یشقی جلیسهم

(جمع الفوائد بروایت بخاری مسلم ترمذی)

دیکھا۔ پھر ارشاد ہوگا۔ کیا حال ہوتا اگر مجھے
دیکھ لیتے؟ عرض کریں گے" اگر وہ دیکھ
لیتے تو بہت زیادہ حمد بیان کرتے۔ اور
پاکی بیان کرتے۔ ارشاد ہوگا۔ کیا سوال
کرتے تھے؟ عرض کریں گے۔ سوال
کرتے تھے آپ سے جنت کا" ارشاد
ہوگا کیا دیکھا ہے۔ انھوں نے جنت کو؟
عرض کریں گے واللہ یارب انھوں نے
جنت کو نہیں دیکھا۔ ارشاد ہوگا کیا حال
ہوتا اگر اس کو دیکھ لیتے؟ عرض کریں گے
اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو زیادہ بڑھے
ہوئے ہوتے حرص اور طلب اور رغبت
میں۔ ارشاد ہوگا" کس چیز سے پناہ مانگتے
تھے؟ عرض کریں گے دوزخ سے۔ ارشاد
ہوگا۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟
عرض کریں گے۔ نہیں واللہ نہیں دیکھا
ارشاد ہوگا۔ کیا حال ہوتا اگر دیکھ لیتے؟
عرض کریں گے اگر دیکھ لیتے تو زیادہ
سخت ہوتے اس سے بھاگنے میں اور اس

اور اس کے خوف ہیں۔ ارشاد ہوگا میں تم کو
شاہد بناتا ہوں اس پر کہ میں نے ان کی
مغفرت کی۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ
عرض کرے گا۔ ان میں فلاں شخص ذاکرین
میں سے نہیں وہ تو محض اپنے کام آیا تھا
ارشاد ہوگا۔ یہ ایسے لوگوں کی نشست
ہے جن کا ہم نشین بھی ناکام نہیں رہ سکتا۔

فرشتے کی یہ معروض چغل خوری نہ تھی بلکہ محض اظہار واقعہ تھا تاکہ صراحت کے ساتھ یہ شخص بھی "مغفورین" میں شامل ہوجائے۔ ورنہ باخبر کے سامنے اظہار واقعہ ایک بے معنی بات ہے۔ اور یہی وجہ حق تعالیٰ کی فرشتوں سے سوال کی ہے تاکہ اس سوال وجواب کے ذریعہ انسان کے ان کارناموں کی عظمت ووقعت نمایاں ہوجائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو لوگ ذکر اللہ کے لئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ تم لوگوں کی مغفرت کی گئی اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔"

دوسری حدیث میں ہے "جو اجتماع کہ ذکر الٰہی سے بالکل خالی ہو وہ قیامت کے دن اہل مجلس کے لئے ندامت وحسرت کا موجب ہوگا۔
(فضائل ذکر ص ۲۹)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کے ایک مجمع کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے؟ عرض کیا۔ ہم بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی حمد وثنا بیان کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی۔ اور اس قدر بڑا احسان ہم پر فرمایا حضور اقدس نے ارشاد فرمایا "واللہ اسی لئے بیٹھے ہو" عرض کیا واللہ اسی لئے بیٹھے ہیں" ارشاد فرمایا "میں نے تمہارے ساتھ بدگمانی کی وجہ سے حلف نہیں لیا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے تبلایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تمہارے بارہ میں اظہار فخر فرما رہے ہیں۔ (فضائل ذکر ص۲۰)

یہ فرشتوں کا استقبال اور یہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا فخر ومباہات عزت افزائی اور قدردانی۔ انسان کی خاطر نہیں انسان سراسر گندہ نجاست وغلاظت سے بھرپور۔ پھر فرشتے جیسی نورانی مخلوق اس کو کیوں خاطر میں لاتی؟ اور ہر نقص اور عیب سے پاک ہر خوبی اور کمال کا مالک اس ذرہ ناپاک کی جانب کیوں متوجہ ہوتا؟ یہ سب کشش اور تاثیر ہے اس نام پاک کی جو اس کی زبان سے نکلا۔ اور استقبال اور خیر مقدم اور عزت افزائی اور قدردانی ہے۔ ان کلمات طیبات کی جو اس کی وردِ زبان ہیں۔ البتہ انسان کی اس قدر عزت افزائی اور قدردانی ضرور ہے کہ اس کی گندگی اور خباثت اور اس کی نااہلیت اور ناقابلیت کے باوجود اس کو اس نام پاک کے لینے کی اجازت عطا کی گئی اور اس کے انوار اور برکات سے نوازا گیا۔ ؎

ہزار بار بشویم دھن زمشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ذکر کے اثرات

ذکر الٰہی سے اصل فیضیاب اور انوار ذکر سے حقیقی نور انسان کی روح حاصل کرتی ہے۔ اس لیے کہ یہ روح کی روح اور اس کی نورانی غذا ہے پھر یہ اثرات پھوٹ کر انسان کے جسم میں سرایت کرتے ہیں پھر مکیں سے مکان متاثر ہوتا ہے اور جس گھر میں اللہ کا نام لیا جائے اس کے در و دیوار اینٹ پتھر تک میں تازگی اور شگفتگی آتی ہے۔ اور انوار و برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جو گھر اس نعمت سے محروم ہوتا ہے۔ اس میں مردنی اور پژمردگی ہوتی ہے اور ہر وقت نحوست و ظلمت چھائی رہتی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

مثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ والبیت الذی لایذکر اللہ فیہ مثل الحی والمیت

مثال اس گھر کی جس میں اللہ کا نام لیا جائے اور اس گھر کی جس میں اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ مثال زندہ اور مردہ کی ہے

(جمع الفوائد بروایت بخاری و مسلم)

یعنی جس گھر میں اللہ کا نام لیا جائے وہ زندہ کے مشابہ ہے اس لئے کہ زندگی کے اثرات اور برکات اس میں نمایاں ہیں اور جس گھر میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ مردہ کے مانند ہے اس لئے کہ نحوست اور ظلمت اس پر مسلط ہے اور زندگی کے ثمرات اور برکات سے محروم ہے۔ چنانچہ نور بصیرت رکھنے والے اللہ کے نیک بندے دونوں قسم کے مکانوں کے اثرات کو محسوس ہی نہیں بلکہ مشاہدہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ جس جگہ اللہ کا نام لیا جائے وہ فخر کرتی ہے اس جگہ پر جہاں غافل لوگ بستے ہوں۔ اور وہ سکون و طمانیت جو اصل سرمایہ حیات ہے بغیر ذکر الٰہی کے کسی طرح نصیب نہیں ہو سکتا۔

ارشاد ربانی ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ
بیشک صرف اللہ کے ساتھ قلوب اطمینان و سکون حاصل کرتے ہیں۔

ہر شے جاندار ہے اور ہر جاندار کی روح ذکر ہے

غرض ہر جاندار کی بقا ذکر الٰہی سے ہے اور ہر شے جاندار ہے اور اپنے اندر روح رکھتی ہے۔ اس لئے کہ روح ایک "امر ربانی" ہے اور بغیر "امر ربانی" کے کسی شے کو وجود اور بقا نصیب نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ربانی ہے۔

یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا
(س بنی اسرائیل ع)
سوال کرتے ہیں وہ تم سے روح کے متعلق۔ کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ اور نہیں دئے گئے تم (انسان) مگر تھوڑی سی۔

اور اب تو جدید تحقیقات میں بھی اس قدر تسلیم کر لیا گیا کہ علاوہ حیوانات کے نباتات اور بعض جمادات میں بھی روح اور جان ہوتی ہے۔ ابھی پرواز عقل یہیں تک ہے ذرا اور آگے بڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ہر شے میں روح ہے اور ہر ذرہ جاندار ہے۔ اور اس روح کی روح وہی ذکر الٰہی ہے۔ جو ہر شے کا حقیقی

مشتمل ہے جس کو قرآن کریم نے جگہ جگہ واضح کیا ہے۔

(۱) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صَآفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ

(س نور ع ۶)

کیا نہیں دیکھتا تو بیشک اللہ کی بیان کرتے ہیں اس کے لئے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے حتی کہ پرندے اس حال میں کہ پر پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک جانتا ہے اپنی دعا کو اور اپنی پاکی بیان کرنے کے طریقہ کو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

(۲) وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ

(س بنی اسرائیل ع ۵)

اور نہیں کوئی چیز مگر پاکی بیان کرتی ہے اس کی تعریف کے ساتھ لیکن نہیں سمجھتے تم ان کے پاکی بیان کرنے کو۔

(۳) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (ع ۵)

پاکی بیان کرتے ہیں اس کی ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ بھی ان میں ہے۔

(۴) سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(س حدید ع ۱)

پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

(۵) سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (س حشر ع ۳)

پاکی بیان کرتی ہے اللہ کی جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

Marfat.com

(۶) يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
(س حشر ع ۳)

پاکی بیان کرتی رہتی ہیں اللہ کی جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں ہے وہ بادشاہ ہے پاک ہے زبردست ہے حکمت والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
(س تغابن ع ۱)

پاکی بیان کرتی رہتی ہے اللہ کی جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کے لئے ہے سلطنت اور اسی کے لئے ہے ہر تعریف اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔

یہ چند آیات قرآنی ہیں جن سے بخوبی اور واضح ہو گیا کہ ہر وہ شے جو آسمان میں ہے اور ہر وہ شے جو زمین پر ہے۔ ذکر الٰہی۔ تسبیح تحمید تقدیس میں مشغول رہتی ہے۔ اور ہر شے اپنے ذکر کے طور و طریق سے بخوبی واقف اور باخبر ہے۔ اگرچہ ہم اپنی بے شعوری اور کم علمی کی وجہ سے اس کا ادراک نہ کر سکیں اور ظاہر ہے جب حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے سوا کسی شے کا وجود ذاتی اور خانہ زاد نہیں تو لامحالا ہر شے کو اپنے بقا اور تحفظ کے لئے کسی زبردست سہارے کی ضرورت ہو گی۔ اور خدا کے نام سے بڑھ کر کیا سہارا ہو سکتا ہے؟ جس کی بدولت تمام کارخانہ عالم چل رہا ہے۔ جب خدا کے نام لیوا کم ہو جائیں گے نظام عالم میں گڑبڑ شروع ہو جائے گی حتیٰ کہ جب ایک متنفس بھی خدا کا نام لینے والا روئے زمین پر باقی نہ رہے گا تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ اور یہ تمام گلستان فنا ہو جائے گا۔

انسان کے سوا ہر شے کا ذکر غیر اختیاری ہے اور وہ مجبور ہے کہ بتلائے ہوئے طریق کے موافق ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ انسان کو چونکہ مجبور محض نہیں بنایا اور کچھ اختیارات اس کو عطا فرمائے ہیں اس لیے انسان بجائے سبقت کرنے کے یہاں ہر شے سے پیچھے رہ گیا۔ ہر شے اپنے مشغلہ میں چست اور یہ سست اگرچہ ایک حیثیت سے یہ ہر شے سے بازی لے گیا اس لیے کہ جو کچھ کرتا ہے مجبور ہو کر نہیں بلکہ اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے۔ موانع اور دشواریوں کے ہوتے ہوئے کرتا ہے اور اسی جولان گاہ سے پار اترنا اس کی کامیابی اور سرفرازی ہے۔ اور یہی اشرف مخلوقات ہونے کا راز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی حیات روحانی اور کمالات انسانی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ زبردستی اس کے سر نہیں تھوپی گئیں اور ان کے کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا۔ ہاں ان چیزوں کو اس پر واضح ضرور کر دیا گیا تاکہ لاعلمی کی وجہ سے محروم نہ ہو جائے اور جو چیز جتنی زیادہ ضرورت کی تھی اس کی اتنی ہی تاکید اور ترغیب فرمائی گئی۔

آیات فضیلت ذکر

ذکر الٰہی کی اس کثرت اور اہمیت کے ساتھ تاکید اور ترغیب ہے جس کا احاطہ دشوار ہے۔ ارشاد ربانی ہے

(۱) فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (سورۃ بقرع ۱۸) — پس ذکر کرو تم میرا میں یاد رکھوں گا تم کو اور شکر ادا کرو میرا اور ناشکری نہ کرو۔

(۲) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ (س آل عمران ع ۴)

اور کثرت سے اپنے رب کا ذکر کیجیے اور صبح و شام تسبیح بیان کیا کیجیے۔

(۳) إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (س مائدہ ع ۱۲)

بیشک ارادہ رکھتا ہے شیطان اس کا کہ ڈالے تمہارے درمیان عداوت اور بغض کو شراب اور جوئے کے ذریعہ اور روکے تم کو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے۔ پس کیا تم باز آجاؤ گے؟

(۴) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝ (س اعراف ع ۲۲)

اور ذکر کر اپنے رب کا عاجزی اور خوف کے ساتھ اپنے جی میں اور دھیمی آواز کے ساتھ صبح اور شام۔ اور مت ہو غافل لوگوں میں سے۔

(۵) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ ۝ (س کہف ع ۴)

اور ذکر کیا کیجیے اپنے رب کا جب نسیاں واقع ہو۔

(۶) وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَرْضًا الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِي (س کہف ع ۱۱)

اور ہم دوزخ کو اس روز (قیامت کے دن) کافروں کے سامنے لائیں گے جن کی آنکھوں پر ہمارے ذکر سے پردہ پڑا ہوا تھا۔

(۷) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ ۝

اور آپ خوشخبری سنا دیجیے ایسے خشوع کرنے والوں کو جن کا حال یہ ہے کہ جب اللہ کا

۵۷۷۸

Marfat.com

(س حج ع ۵)

ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

(۸) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(س نور ع ۵)

(کامل ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ نہیں غافل کر سکتی ان کو اللہ کے ذکر سے تجارت اور نہ خرید و فروخت۔

(۹) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

(س عنکبوت ع ۵)

اور بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

(۱۰) وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

(س احزاب ع ۵)

اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں تیار کر رکھی ہیں اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر۔

(۱۱) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

اے ایمان والو ذکر کرو تم اللہ کا بکثرت ذکر اور پاکی بیان کرو اس کی صبح و شام۔

(۱۲) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ

(س زخرف ع ۴)

اور جو اندھا بن جائے رحمان کے ذکر سے مسلط کر دیتے ہیں ہم اس کے لئے ایک شیطان کو پس وہ اس کا ساتھی ہے۔

(۱۳) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(س جمعہ ع ۲)

اور ذکر کرو تم اللہ کا بہت تاکہ تم فلاح پاؤ۔

(۱۴) وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا

(س جن ع ۱)

اور جو اعراض کرے گا اپنے رب کے ذکر سے داخل کرے گا اس کو سخت عذاب میں۔

یہ چند آیات قرآنی ہیں جو ایک سمجھدار انسان کی تنبیہہ اور بیداری کے لئے بہت کافی ہیں۔

احادیث فضیلتِ ذکر

پچھلے صفحات میں چند احادیث بھی گذریں جن سے ذکر اور ذاکر کی فضیلت اور فوقیت نمایاں ہوتی ہے۔ مزید ترغیب اور تشویق کے لئے چند احادیث کو اور شامل کر لیا جائے۔

(۱) الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللہ

(فضائل ذکر بروایت احمد و ترمذی ص۲)

کیا خبردار کردوں تم کو اس چیز سے جو تمہارے بہتر اور پاکیزہ اعمال سے ہے تمہارے مالک کے نزدیک۔ اور بہتر ہے تمہارے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے اور بہتر ہے تمہارے لئے اس بات سے بھی کہ تم اپنے دشمن سے ملو۔ اس طرح کہ تم ان کی گردنیں اڑا رہے ہو۔ اور وہ تمہاری گردنیں اڑا رہے ہوں صحابہ نے عرض کیا "ہاں ضرور" ارشاد فرمایا۔ "وہ ذکر اللہ ہے"۔

(۲) عن ابی سعید سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العباد افضل درجۃ

حضرت ابو سعید سے مروی ہے کہ سوال کئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا بندہ بڑھا ہوا ہے درجہ میں اللہ

Marfat.com

عند اللہ یوم القیمۃ قال الذاکرون اللہ کثیرا قلت یا رسول اللہ ومن الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفہ فی الکفار والمشرکین حتی ینکسر ویختضب دما لکان الذاکرون اللہ افضل منہ درجۃ

(فضائل بروایت احمد ترمذی بیہقی ص۲۰)

کے نزدیک قیامت کے دن؟ ارشاد فرمایا اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور غازی فی سبیل اللہ سے بھی؟ ارشاد فرمایا اگرچہ وہ غازی چلائے اپنی تلوار کو کفار و مشرکین کے درمیان یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والے افضل ہیں اس سے درجہ اور رتبہ میں۔

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم رجلا فی حجرہ دراہم یقسمہا واخر یذکر اللہ لکان الذاکر للہ افضل

(فضائل بروایت طبرانی ص۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی شخص کے پاس بہت روپیہ ہو اور وہ اس کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا اللہ کا ذکر میں مشغول ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔

(۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عجز منکم عن اللیل ان یکابدہ وبخل بالمال ان ینفقہ وجبن عن العدو ان یجاہدہ فلیکثر ذکر اللہ (فضائل بروایت طبرانی بیہقی)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تم میں سے عاجز ہو رات کو محنت کرنے سے اور بخیل ہو مال خرچ کرنے میں اور ڈرپوک ہو جہاد کرنے میں اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

Marfat.com

(۵) لان اقعد مع قوم یذکرون اللہ من صلوٰۃ الغداۃ حتی تطلع الشمس احب الی من ان اعتق اربعۃ من ولد اسمٰعیل ولان اقعد مع قوم یذکرون اللہ من صلوٰۃ العصر الی ان تغرب الشمس احب الی من ان اعتق اربعۃ۔ (جمع الفوائد بحوالہ ابی داؤد)

یہ بات کہ بیٹھوں میں ان لوگوں کے پاس جو اللہ کا ذکر کرتے ہوں نماز فجر سے طلوع آفتاب تک زیادہ پسندیدہ ہے مجھکو چار نفوس کے آزاد کرنے سے خواہ وہ حضرت اسمٰعیل ہی کی اولاد سے ہوں۔ اور یہ بات کہ بیٹھوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کے پاس نماز عصر سے غروب آفتاب تک زیادہ پسندیدہ ہے مجھ کو چار نفوس کے آزاد کرنے سے۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ "ذکر اللہ" تمام اعمال صالحہ" سے افضل اور بالا تر ہے۔ حتیٰ کہ سیم و زر کا خرچ کرنا۔ کفار و مشرکین کے ساتھ جہاد کرنا انسانوں کو غلامی سے آزاد کرنا باوجود اپنی عظمت رفعت وقعت منفعت کے ذکر اللہ سے کمتر اور اس کے مقابلہ میں کم حیثیت ہیں۔

اور یہ بات ہے بھی بدیہی اور بالکل واضح اس لئے کہ تمام اعمال صالحہ کی روح "ذکر اللہ ہے"۔ اور جب کوئی عمل صالح اپنی روح سے خالی ہو تو وہ اپنی عظمت شان اور علو مرتبت اور اپنے بیشمار منافع کے باوجود محض پوست ہے۔ بلا مغز کا اور جسم ہے بلا روح کا یعنی صورت عمل موجود مگر حقیقت ناپید۔ البتہ یہی اعمال بلکہ ہر عمل جب مع اپنی حقیقت کے موجود ہوگا اور جسم اپنی روح کے ساتھ وابستہ ہوگا۔ تو پھر ان کی عظمت و رفعت میں کیا شبہ؟۔

پس ہلاکت و بربادی اور کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں وہ انسان نما حیوان

Marfat.com

جو اپنی غفلت و نادانی کی وجہ سے ذکر الٰہی سے محروم ہیں اور اپنے بے جان لاشہ پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ (س زمر ع ۳)

پس ہلاکت ہے ان کے لئے پھرے ہوئے ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے یہی ہیں کھلی گمراہی میں۔

اور خسارہ اور پورے خسارہ میں ہیں وہ نفوس جو ایمان اور اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوتے ہوئے بھی دنیاوی کاروبار میں اس قدر پھنسے ہوئے ہیں کہ مال و دولت کی ہوس نے بال بچوں کی فکر نے ان کو اندھا بنا رکھا ہے اور ذکر اللہ کی نعمت سے محروم کر رکھا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (س منافقون ع ۲)

اے ایمان والو تم کو تمہارے اموال اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے گا پس یہی لوگ ہیں خسارہ والے۔

یہی لوگ خسارہ والے کیوں؟ اس لئے کہ انھوں نے خدائی گروہ کا جو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں ساتھ چھوڑا اور اس شیطانی گروہ میں جا ملے جس کا شعار غفلت و مدہوشی اور انجام خسران و نامرادی ہے۔ چنانچہ منافقوں کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ

تسلط جما رکھا ہے ان پر شیطان نے پس غافل کر دیا ہے ان کو اللہ کے ذکر سے

Marfat.com

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (س مجادلہ ع ۳) یہی ہیں گروہ شیطان۔ خبردار رہو بلا شک گروہ شیطان ہی خسارہ والا ہے۔

خدا کے ذکر سے غافل ہونا یہ کھلی علامت ہے خود فراموشی کی یا یوں سمجھیے کہ ہم خدا کے ذکر سے غافل ہو گئے اس کی پاداش میں حق تعالیٰ نے ہم پر خود فراموشی کی بلا کو مسلط کر دیا جس کی وجہ سے ہم اپنے مصالح اور منافع کو سوچنے اور سمجھنے سے بھی محروم ہو گئے۔ اور یہ کوئی ناگہانی آفت نہیں ہمیں پہلے ہی سے تنبیہہ کر دی گئی تھی اور اس گمراہی کے راستے سے روک دیا گیا تھا چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (س حشر ع ۳) اور مت ہو تم ان لوگوں کی طرح جو غافل ہو گئے اللہ سے پس غافل کر دیا ان کو اللہ نے ان کی جانوں سے یہی لوگ ہیں گمراہ۔

ذکر اللہ میں کوتاہی گمراہوں اور منافقوں اور شیطانی گروہ کی عادت ہے اور جو لوگ ایمان اور اسلام کی دولت سے سرفراز ہیں ان کا شیوہ ہے کہ وہ ہر وقت ہر حالت میں خدا کے ذکر سے مست اور سرشار رہتے ہیں ارشاد ربانی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ وہ لوگ ہیں جو ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے۔ اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں پھر کہتے ہیں ہمارے رب نہیں پیدا کیا آپ نے یہ سب بیکار۔ پاک ہے آپ کی ذات

Marfat.com

(س آل عمران ع ۲۰)   محفوظ رکھئے ہم کو عذاب جہنم سے۔

انسان کی تین ہی حالت ہو سکتی ہے۔ کھڑا ہو یا بیٹھا یا لیٹا۔ اور مومن ان تینوں حالتوں میں ذکر کرتا رہتا ہے۔ تو لامحالہ وہ ہر وقت خدا کے ذکر میں مشغول رہتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں قوت پرواز پیدا ہوتی ہے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتا ہے گویا ترقی ہوتی ہے۔ ذکر سے مذکور کی طرف اور جلوہ نمائی ہوتی ہے مذکور کی صفات کمالیہ کی۔ اس غور و فکر میں جب وہ دیکھتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی کوئی بھی شے بے کار نہیں ہر چیز اس کی خاطر بنائی گئی اور اس کے کام آرہی ہے۔ اور خود یہ بیکار محض تو بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ پروردگار تو نے یہ سب کچھ بیکار نہیں بنایا تو پاک ہے ہر عیب سے اور میں سراسر عیب دار ہوں میرے عیوب کی پردہ پوشی فرما میری کوتاہیوں سے درگذر فرما اور ان کی پاداش سے محفوظ فرما۔

فرض عبادات سے مقصود ذکر کی ادائیگی ہے

تمام عبادات کی اصل روح ذکر اللہ ہے پس جو عبادت ذکر الٰہی سے خالی ہو اور غفلت و مدہوشی کے ساتھ ادا کی جائے وہ حقیقی عبادت ہی نہیں بلکہ محض ڈھانچہ ہے حقیقت سے خالی۔ اور جسم ہے بلا روح۔ البتہ محض صورت کے اعتبار سے اس کو عبادت کہہ سکتے ہیں۔ اسی نقلی روح کی جانب اس ارشاد نبوی میں توجہ دلائی ہے۔

اِنَّ اللہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ   بیشک اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں

وَاَعمَالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم — اور اعمال کو ولیکن دیکھتا ہے تمہارے قلوب اور نیتوں کو۔

یعنی اس علیم و خبیر کی نگاہ تمہاری اور تمہارے اعمال کی صورتوں اور شکلوں پر نہیں ہوتی بلکہ وہ دل کے بھیدوں کا جاننے والا دلوں پر نظر رکھتا ہے۔ جو روح کی جلوہ گاہ ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان اعمال کی روح بھی ہے یا محض اشکال و صور ہیں۔ ایک مشہور حدیث میں ہے۔ انما الاعمال بالنیات (یعنی تمام اعمال ایک روح کے ساتھ وابستہ ہیں جو دل کے دھیان اور قلبی لگاؤ سے تعلق رکھتی ہے۔

لیکن وہ عبادت جو ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے عبادت ہے اور جسم اپنی حقیقت اور روح سمیت موجود ہے۔ وہ بھی اصل مقصود اور فی نفسہٖ مطلوب نہیں بلکہ اس کا اصل مقصد یہی "ذکر الٰہی" کی یاد دہانی ہے اور وہ ملکہ اور قوت پیدا کرنا ہے جس سے دل ہر وقت "ذکر الٰہی" میں مشغول اور منہمک رہ سکے۔

نماز

عبادات میں سب سے اہم اور افضل نماز ہے۔ نماز کی ساخت اور ترکیب اور ترتیب پر نظر ڈالی جائے تو وہ سراسر ذکر الٰہی ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ (س) — اے محمد تلاوت کیجیے آپ اس کتاب کی جو آپ کی طرف وحی کی گئی اور قائم کیجیے نماز کو بیشک نماز روکتی ہے فحش اور بری باتوں سے بیشک اللہ کا ذکر بڑی شے ہے۔

Marfat.com

آخر کا فقرہ "بیشک اللہ کا ذکر بڑی شے ہے" درحقیقت علت اور غایت ہے نماز کے فحش اور برائی سے روکنے کی۔ یعنی نماز سراسر "ذکر اللہ" ہے۔ اور ذکر اللہ ایسی عظیم الشان اور عجیب التاثیر شے ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے فواحش و منکرات کا وجود ہی نہیں ہو سکتا۔ جس دل میں "ذکر اللہ" سمایا ہوا ہو یاد الٰہی بسی ہوئی ہو وہاں غیر کی گنجائش ہی نہیں۔ پھر ان خس و خاشاک کا کیسے گذر ہو سکتا ہے؟ ؎

عشق آن شعلہ است چوں او بر فروخت ہر چہ جز معشوق باشد جملہ سوخت

یہاں سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ فحش اور برائی سے وہی نماز روکتی ہے جس میں اس کی روح "ذکر اللہ" موجود ہو اور جس نماز میں روح ہی نہ ہو اور غفلت و مدہوشی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کی سب تاثیرات مفقود ہوں گی اور وہ بجائے رحمت و نعمت کے موجب لعنت و ہلاکت ہو گی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

نماز سے غفلت کے دو درجے ہیں اول یہ کہ سرے سے نماز ہی نہ پڑھے اور نماز جیسی نعمت عظمیٰ سے غفلت اور لاپرواہی برتے۔ یہ غفلت کا اعلیٰ درجہ ہے اور مدہوشی کی انتہا ہے۔ اور سراسر خسران ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ نماز تو پڑھے لیکن نماز کی روح سے غافل ہو اور جو کچھ نماز میں کر رہا ہے یا کہہ رہا ہے اس سے بالکل بے خبر ہو۔ یہ درجہ اگرچہ پہلے سے کمتر ہے لیکن پھر بھی بڑی

غفلت و مدہوشی ہے۔

نماز میں ہو کر نماز سے بے خبری اور اس کی روح سے بے پروائی اس سے بڑھ کر کیا نادانی اور گمراہی ہو سکتی ہے؟ جیسا کہ جسم بغیر روح کے بس نام کا جسم ہے۔ ایسا ہی روح تو بغیر جسم کے موجود ہی نہیں سکتی۔ جسم نماز کو ضائع کر دینا اور اس کی روح کی بقا کا دعویٰ کرنا فتورِ عقل اور دماغ کی خرابی کا ثبوت ہے البتہ جسم کی آراستگی روح کی شائستگی کی کھلی نشانی ہے۔

چنانچہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا تحریر فرماتے ہیں۔

رأیت بعض جہال الطریقۃ ترکوا العبادات من غیر اشارۃ قالوا یجب السالک ان یکون دائما فی الصلوٰۃ ما عرف المسکین ان للصلوٰۃ قالباً و روحاً قالبہا الارکان و روحہا الحضور کالانسان مثلا کما ان روح الانسان لا یکون انساناً بل ھو بعض الانسان فکذلک روح الصلوٰۃ۔ فما دام تعلق الارواح بالقالب باقیا یجب تزیین قالب الصلوٰۃ بروح الصلوٰۃ الی اوان انقطاع العمر وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (سیر الاولیا باب ہفتم ص ۳۹۴)

(ترجمہ) بعض نادان طریقت کو دیکھا ہے کہ وہ بلا عذر عبادات کو چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت نماز میں رہے مسکین یہ نہیں پہچانتا کہ نماز کے لئے ایک جسم اور ایک روح ہے۔ جسم نماز ارکان ہیں اور روح نماز حضورِ قلب ہے۔ انسان کی طرح جیسا کہ انسان کی روح کو کامل انسان نہیں کہہ سکتے لیکن وہ بعض انسان ہے ایسا ہی نماز کی روح کو نماز نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ بعض نماز ہے۔

پس جب تک بھی ارواح کا تعلق جسم کے ساتھ باقی رہے ضروری ہو کہ نماز کے جسم کو نماز کی روح سے آراستہ رکھے حتیٰ کہ موت عمل کو منقطع کر دے چنانچہ ارشاد باری ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ یعنی عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ آ جائے تجھ کو موت۔

نماز کی اصل روح ذکر اللہ ہے اور نماز کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ بار بار ذکر اللہ کی یاد دہانی کرائی جائے اور انسان میں وہ ملکہ در قوت پیدا کیا جائے جس سے ہر وقت ہر آن ذکر الٰہی میں مشغول رہ سکے اور اس امانت کے نگہداشت اور برداشت کی استعداد اور صلاحیت تام ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے

إِنَّنِيْ أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا	بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا
فَاعْبُدْنِيْ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ	کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کر
لِذِكْرِيْ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ	اور قائم کر نماز کو میری یاد کے لئے بے شک
أَكَادُ أُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ	قیامت آنے والی ہے میں اس کو پوشیدہ
بِمَا تَسْعٰى ۝ (سورۃ طٰہٰ ۱۴)	رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کا
	بدلہ دیا جائے۔

اس مختصر آیۃ میں انسان کی پیدائش کا مقصد [illegible] اور اس سے ذات کو [illegible] دلیل اور [illegible] کے ساتھ واضح کر دیا۔ واضح الفاظ میں آیۃ کے مفہوم کو اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے [illegible] بنایا گیا ہے جس سے اس کو اپنے معبود کی یاد [illegible] کے سوا کوئی ہے نہیں [illegible]

گذارا جائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ کا ذکر اور دھیان ہر وقت موجود ہو اس ذکر اور دھیان کی قوت کو پیدا کرنے کے لئے نماز کو قائم رکھنے کی ضرورت ہوئی اس لئے کہ بغیر بار بار کی یاد دہانی کے خیالات اور افکار کا مجتمع رہنا دشوار ہوتا ہے۔ اور اس سب جدوجہد کا نتیجہ اس دن کھلے گا جب ہر ایک کا اعمال نامہ پیش ہوگا۔ اور ہر عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن کو مخفی اس لئے رکھا گیا تاکہ عدم تعیین کے باعث کوئی وقت بھی غفلت کے ساتھ گذارنے کی جرأت نہ ہو۔

یہاں سے یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہو گئی کہ نماز سے مقصود "ذکر اللہ" کا بقاء و قیام ہے۔ جو نماز کی بھی روح ہے اور نمازی کی بھی۔

نماز جمعہ کے متعلق ارشاد ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (س ۲۸ جمعہ ع ۲)

پھر جب پوری ہو چکے نماز (جمعہ) تو منتشر ہو جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل کو اور ذکر کرو اللہ کا بہت تاکہ تم فلاح پاؤ۔

نماز پوری ہو چکی فریضہ خداوندی ادا ہو چکا چلنے پھرنے اور تلاش معاش کی بھی اجازت مل گئی لیکن پھر بھی تاکید یہی ہے کہ مسجد سے باہر نکل کر اللہ سے غافل نہ ہو جانا بلکہ "ذکر الٰہی" میں مشغول رہنا اس لئے کہ فلاح کا راستہ یہی ہے اور زندگی کا سہارا یہی ہے۔

Marfat.com

روزہ

روزہ ذکر اللہ کی ادائیگی بھی ہے اور ذکر اللہ کی صلاحیت اور قابلیت بھی پیدا کرتا ہے۔ اور باطن کو صاف و شفاف کر کے حق سبحانہ و تعالیٰ کی تجلی گاہ بنا دیتا ہے۔ روزہ دن بھر کا ذکر ہے جس وقت سے انسان روزہ کی نیت کرتا ہے اسی وقت سے نفس کھانے اور پینے کا تقاضا شروع کر دیتا ہے لیکن دل برابر شام تک یہی کہتا رہتا ہے کہ اللہ کی اجازت نہیں۔ اس وقت کھانے پینے کی ممانعت ہے نفس اور قلب میں صبح سے شام تک یہی کش مکش جاری رہتی ہے۔ مگر دل ہمت و استقلال کے ساتھ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ اور نفس کو سرکشی اور طغیان کا موقع نہیں دیتا۔ اگر ذرا بھی دل غافل ہو جائے اور حق تعالیٰ کو بھول جائے تو نفسانی خواہشات اس کے روزہ کو فاسد کر دیتی ہیں۔ اسی لئے روزہ کو صبر کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور مدد طلب کرو صبر (روزہ) کے ذریعہ اور نماز کے ذریعہ۔

پس یہ صبح سے شام تک قلبی استحضار یہی قلبی ذکر ہے۔ اور یہی روزہ کا مقصود ہے۔ نیز روزہ سے قوی نفسانیہ مضمحل ہو جاتے ہیں شہوانی جذبات مغلوب اور مقہور ہو جاتے ہیں اور باطن کی ساری گندگیاں اور نفس کی ساری خباثتیں دور ہو جاتی ہیں اور قلب میں صفائی اور روشنی پیدا ہو جاتی ہے

Marfat.com

جس کی وجہ سے قلب دیگر اذکار کو جلد قبول کر لیتا ہے اور ان کی جانب از خود راغب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اذکار و اوراد اور نماز و قرآن کی جانب زیادہ شوق و رغبت پایا جاتا ہے۔

حج

حج بھی اسلامی عبادات میں ایک اہم فریضہ ہے۔ اور یہ سعادت عمر میں صرف ایک بار حاصل ہوتی ہے۔ یوں انسان چاہے تو ہر سال اس بین الاقوامی اجتماعی عبادت میں شرکت کر سکتا ہے لیکن ادائے فرض کی دولت صرف ایک بار حاصل ہو گی۔

اس اجتماعی عبادت سے مقصود بھی اسی روح انسانی "ذکر اللہ" کی ادائیگی ہے۔ اور درحقیقت یہ بھی یہ "ذکر الٰہی" کا اجتماعی اعتراف اور مظاہرہ اور یہی اس کا مقصود اصلی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَاَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ لِّیَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَیَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِیۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے لوگ آپ کے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔ تاکہ اپنے فوائد کے لیے آموجود ہوں۔ اور تاکہ مقرر ایام میں ان مخصوص چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو خدا نے ان کو عطا کیے ہیں۔

Marfat.com

نیز مزدلفہ کے قیام کا مقصد بھی "ذکر الٰہی" ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ — پھر جب تم عرفات سے واپس ہو تو ذکر کرو
فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ — اللہ کا مشعرِ حرام کے پاس (یعنی مزدلفہ میں)
وَاذْکُرُوْہُ کَمَا ھَدٰىکُمْ وَاِنْ کُنْتُمْ مِّنْ — اور ذکر کرو تم اس کا جس طرح بتایا ہے تم کو
قَبْلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ۔ (پ۲ بقرہ ع۹) — اور اگرچہ تھے تم پہلے گمراہوں سے۔

ایام تشریق کے تمام افعال (رمی جمار۔ ذبح۔ نحر۔ حلق) کو ذکر کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ اس لئے کہ مقصود سب کا یہی ہے۔ اور روح سب کی یہی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ — پس ذکر کرو تم اللہ کا معدودے چند
(پ۲ بقرہ ع ۲۵) — ایام میں (ایام نحر)

ان آیات شریفہ سے معلوم ہوگیا کہ تمام ارکانِ حج اور افعال اور اعمال کا مقصود "ذکر اللہ کی کثرت" ہے۔ اور یہی تمام ارکان اور اعمال کی اصلی روح ہے۔ پھر حج کے قائم کرنے کا مقصد اور مختلف طریقوں سے ذکر کی مشق کرانے کی غرض یہی ہے کہ یہ ملکہ اور قوت اچھی طرح راسخ ہو جائے اور انسان کسی وقت بھی اس اصلی روح سے غافل نہ ہو۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا — پس جب تم پورا کر چکو اپنے حج کے افعال
اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ — تو ذکر کیا کرو اللہ کا جیسا کہ تذکرہ کرتے ہو تم
ذِکْرًا ۔ — اپنے آباؤ اجداد کا۔ بلکہ اللہ کا ذکر اس سے
(پ۲ بقرہ ع ۲۵) — بھی بڑھ کر ہو۔

جہاد

جہاد بظاہر معرکہ خونریزی اور قتل و غارت گری ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے وہی "قتال" باعث فلاح ہے۔ جو اپنی روح "ذکر اللہ" پر مشتمل ہو۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو جب ملو تم مخالف جماعت سے (جہاد میں) تو ثابت قدم رہو اور ذکر کرو اللہ کا بکثرت تاکہ فلاح پاؤ۔

میدان کارزار گرم ہے جان کی بازی لگی ہوئی ہے۔ دم لینے کی فرصت نہیں دشمن کے غلبہ کا ہر وقت خطرہ درپیش ہے پھر بھی حکم یہی ہے کہ نماز کو نہ چھوڑو اور ایسی حالت میں بھی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرو۔ چنانچہ ایسے وقت کے لئے "نماز خوف" تلقین فرمائی گئی۔ اس پر بھی اکتفا نہیں فرمایا گیا اور محض نماز کی ادائیگی کو کافی نہیں سمجھا گیا۔ بلکہ حکم دیا گیا کہ نماز پڑھ کر غافل ہو کر جنگ میں مشغول نہ ہو بلکہ جنگ میں بھی ہر حال میں "ذکر الٰہی" میں مشغول رہو۔ چنانچہ نماز خوف کے متعلق ارشاد ہے۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

پس جب پورا کر چکو تم نماز (خوف) پس ذکر کرو اللہ کا کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تم تو قائم رکھو نماز کو۔

اس خطرے اور خوف کی حالت میں بھی نماز باجماعت ادا کرائی گئی اور

جہاد کی اصل روح "ذکر اللہ" کی حفاظت کی تاکید فرمائی۔

اس بیان سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوگئی ہوگی کہ تمام عبادات اور فرائض کی روح "ذکر اللہ" ہے اور تمام عبادات کا مقصود بھی یہی ہے۔ کہ اس روح انسانی کی حفاظت اور نگہبانی کی جائے۔ اتنی بات اور ذہن نشین کر لیجئے کہ شریعت محمدیہ" میں انسان کا کوئی کام عبادت کے دائرہ سے باہر نہیں۔ اس لئے کہ اسلام کا مفہوم ہی یہ ہے کہ ہر کام کو خدا اور رسول کے موافق کیا جائے اور جو کام خدا اور رسول کے حکم کی وجہ سے سرانجام پائے وہ سراسر عبادت اور بندگی ہے تو جن چیزوں کو ہم عبادت سمجھتے ہیں وہ بھی اور جن چیزوں کو ہم اپنا کام سمجھتے ہیں اور ان کو معاملات اور معاشرت سے موسوم کرتے ہیں وہ بھی عبادت میں داخل ہیں اور سب کی اصل روح یہی ذکر اللہ" ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کے ہر کام اور ہر حالت کے متعلق شریعت میں کوئی ذکر بتایا گیا حتیٰ کہ حوائج ضروریہ سے فراغت اور قضاء شہوت نفسانی یہ دونوں وقت بظاہر ایسے گندے اور گھناؤنے ہیں۔ کہ ان کو ذکر الٰہی اور عبادت سے کوئی مناسبت نہیں۔ مگر شریعت مطہرہ میں ان اوقات کو بھی ضائع نہیں ہونے دیا اور ہر ایک کا وہ طریقہ بتادیا کہ اس کا لحاظ رکھنے سے یہ وقت بھی عبادت میں شمار ہوجائے۔ پھر دونوں ضرورتوں کے پورا کرنے سے پہلے اور پورا کرلینے کے بعد اس حالت کے مناسب ذکر کی بھی تلقین کردی گئی تاکہ اس اضطراری حالت میں بھی انسان اپنی اصل روح سے غافل نہ ہونے پائے۔

Marfat.com

یہ عبادات اور اعمال صالحہ کی خصوصیت نہیں بلکہ اگر کبھی نفس وشیطان و غلاظت اور معصیت اور نافرمانی میں مبتلا کرنے کی کوشش کریں تو ایسے وقت میں اپنے کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی بھی یہی ترکیب ہے کہ فوراً ہی روح کی طرف متوجہ ہو اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے تاکہ بصیرت کی نگاہیں کھل جائیں اور اچھے برے کی تمیز ہو جائے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ؕ

اور وہ لوگ جو متقی ہیں جب آتا ہے ان کو کوئی خیال شیطانی تو مشغول ہو جاتے ہیں ذکر میں پس وہ ہو جاتے ہیں بصیرت والے۔

انسان جو کچھ نافرمانی کی جرأت کرتا ہے اپنے اندھے پن سے کرتا ہے جب بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ خود بخود اپنی اس نازیبا حرکت سے باز آ جاتا ہے۔

لیکن اگر شیطانی وسوسہ کے وقت ہوش و حواس درست نہ رہیں اور مدہوشی میں گناہ میں مبتلا ہو جائے تب بھی مایوس اور ہراساں ہونے کی ضرورت نہیں خدا کی رحمت سے، مایوسی بھی ایک شیطانی پھندا ہے جس کے ذریعہ انسان کو اس کی روح سے محروم کرنے کی کوشش کرتا ہے سمجھدار وہ ہی جو اس شیطانی پھندے کو توڑ کر اپنی روح کی خبر لے اور فوراً ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے تاکہ گئی ہوئی روح واپس آ جائے اور ہمیشہ کے لئے زندگی کی نعمت سے محروم نہ ہو۔ یہ وہ روح نہیں جو جا کر پھر واپس نہ آئے۔

Marfat.com

البتہ اس کے فقدان پر داوست نہ ہونی چاہیے کہ یہ انسان کی حقیقی موت ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔

اور وہ جب کرتے ہیں کوئی کھلا گناہ یا ظلم کرتے ہیں اپنے نفسوں پر تو اللہ کو ذکر کرتے ہیں۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کی مغفرت کر سکتا ہے۔ اور نہیں اصرار کرتے اپنے کیے پر اور وہ جانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کی جزا معافی ہے ان کے رب کی طرف سے۔ اور ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ اور یہ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے۔ اور کیا اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں کا۔

پہلی آیت ارادہ معصیت کے وقت ذکر کی تعلیم کرتی ہے اور دوسری آیت معصیت کے سرزد ہونے کے بعد ذکر میں مشغولی کی ترغیب دیتی ہے گویا اگر گناہ کا وسوسہ آئے تو اس کا علاج بھی ذکر ہے اور اگر گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا تدارک بھی ذکر ہی سے ہو سکتا ہے۔

اس سے بڑھ کر رحمت و شفقت کیا ہوگی کہ گناہ دور فرمانی بھی

Marfat.com

دھتکارا نہیں جاتا۔ بلکہ اپنی طرف بلایا جا رہا ہے ؎

مائیم پر از گناہ تو دریائے رحمتی
جائیکہ فضل تست چہ باشد گناہ ما

غرض انسان کی اصل روح "ذکر الٰہی" ہے اور اس کے بغیر اس کو کسی وقت اور کسی حال میں بھی گزارا نہیں ؎

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند و آگاہ نباشی

ذکر اللہ کا مفہوم

ذکر مقابل ہے غفلت و نسیان کا۔ تو جو کام بھی حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے دھیان کے ساتھ کیا جائے وہ ذکر اللہ میں داخل ہے بشرطیکہ وہ کام یا اس کی اصل شریعت محمدیہ میں ملتی ہو اس لئے کہ شریعت محمدیہ کے بتلائے ہوئے طریق کے علاوہ نہ کوئی نیکی ہے اور نہ کوئی عمل لائق پذیرائی۔

مشہور محدث قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر اللہ تعالیٰ ضربان ذکر بالقلب وذکر باللسان وذکر القلب نوعان احدھما وھو ارفع الاذکار واجلھا الفکر فی عظمۃ اللہ تعالیٰ وجلالہ وجبروتہ وملکوتہ وآیاتہ فی سمٰوٰتہ وارضہ

ذکر اللہ دو قسم کا ہے۔ ذکر قلبی ذکر لسانی اور ذکر قلبی بھی دو قسم کا ہے۔ ایک جو سب سے ارفع اور اعلیٰ ہے وہ غور و فکر ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت جلال. جبروت. ملکوت میں اور اس کے آسمانوں اور زمین کی نشانیوں میں۔

الثانی ذکر بالقلب عند الامر

دوسرے قلب کا ذکر امر اور نہی کے

والنهي فيتمثل ما امر به ويترك
ما نهي عنه ويترك ما اشكل
عليه واما ذكر اللسان مجردا
فهو اَضعفُ الاذكار ولكن فيه
فضل عظيم كما جاءت به الاحاديث
(نزهة الناظرين)

وقت یعنی جس چیز کا حکم دیا ہے اس کو بجا
لائے اور جس چیز سے منع کیا ہے اس کو اور مشتبہ
کام کو چھوڑ دے۔ اور محض ذکر لسانی یہ اضعف
اذکار ہے لیکن پھر بھی اس میں بڑی فضیلت
ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہیں۔

امام نووی کتاب الاذکار میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَعْلَمْ اَنَّ فَضِيْلَةَ الذِّكْرِ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ
فى التسبيح والتهليل والتحميد
والتكبير ونحوها بل كل عامل
لله بطاعة فهو ذاكر الله تعالى كذا
قاله سعيد بن جبير وغيره
وقال عطاء مجالس الذكر هي
مجالس الحلال والحرام كيف
تَشْتَرِي وتبيع وتصوم وتصلي
وتنكح وتطلق وتحج واشباه هذا
ويروى عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال من اطاع الله فقد ذكر
الله وان قلت صلوته وصيامه
وتلاوته القرآن (نزهة

خبردار رہو ذکر کی فضیلت سبحان اللہ
لا الہ الا اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر وغیرہ کلمات
کے ورد میں منحصر نہیں بلکہ ہر اللہ کی طاعت
کرنے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالا ہے
جیسا کہ حضرت سعید وغیرہ کا ارشاد ہے
اور حضرت عطاء فرماتے ہیں۔ مجالس
ذکر وہ مجالس ہیں جن میں حلال و حرام کا ذکر
ہو یعنی کس طرح خریدے اور فروخت کرے
اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور نکاح
کرے اور طلاق دے اور حج کرے وغیرہ وغیرہ۔
اور فرمایا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس
شخص نے اللہ کی اطاعت کی درحقیقت
اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز اور

روزہ اور تلاوت قرآن کم ہو۔

ذکر کا اصل منبع اور سرچشمہ انسان کا دل ہے۔ یاد اول دل ہی میں گھر کرتی ہے۔ اور جب دل حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت وہیبت جمال وکمال کے تصور اور دھیان سے بھرپور ہو جاتا ہے۔ تو دل کے جذبات کی ترجمانی زبان کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جس قدر دل میں محبت وعظمت جاگزین ہوگی اسی قدر عظمت و محبت لذت وحلاوت کیساتھ بیساختہ بار بار اس کے نام پاک اور اس کی مقدس صفات کا تذکرہ ہوگا۔ زبان جب تک دل کی ہمنوا نہ ہوگی اس نام پاک کی لذت وحلاوت سے آشنا نہ ہوگی۔ اور جب دل اور زبان دونوں ہمنوا ہوکر "ذکر الٰہی" سے مانوس ہو جائیں گے تب اس کے اثرات باقی جوارح اور اعضاء پر مرتب ہوں گے۔ اور تمام جوارح طاعت وفرمانبرداری کے خوگر بن جائیں گے۔ اور انسان کا ہر حرکت وسکون حکم خداوندی اور فرمان ربانی کے ماتحت سرزد ہوگا۔ اگر جوارح نافرمانی اور عصیاں میں مبتلا ہیں تو یہ کھلی علامت ہے۔ اس کی کہ دل وزبان اس نعمت عظمیٰ سے محروم اور نا آشنا ہیں۔ اس لئے کہ دل کی صلاحیت اور راستی تمام اعضاء کو راہ راست پر رکھتی ہے۔ اور دل کی خرابی تمام جوارح کو خراب وخستہ گندہ و پراگندہ کر دیتی ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

ان فی جسد ابن آدم لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب

بیشک انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہی اگر وہ درست ہوجائے تو تمام جسم درست ہو جائے اور اگر بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جائے خبردار رہو وہ دل ہے

اس گوشت کے لوتھڑے کی صلاحیت اور درستی یہی ہے کہ دلی جذبات اور قلبی رجحانات سراسر اطاعت اور فرمانبرداری کے ہوں یہی وجہ ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ثباتِ قلبی کی دعا مانگی۔

اللّٰھم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی طاعتک — اے اللہ اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنی طاعت و فرمانبرداری پر ثابت رکھ۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی دعا رہی کہ دل ہدایت کے راستے سے ڈگمگائے نہیں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا (ہمارے پروردگار ہمیں راہ ہدایت مل جانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا مت کر)۔

دل تمام اعضاء انسانی کا رئیس اور حاکم اعلیٰ ہے جب وہ مطیع و فرمانبردار بن جائے گا تو تمام جوارح خود بخود مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے اور یہی ان اعضاء کا ذکر الٰہی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

اے فرزند فرصت غنیمت است و صحت فراغ مغتنم ہموارہ اوقات را بذکر الٰہی جل شانہ مصروف باید ساخت ہر عملیکہ بروفق شریعت غرا کردہ آید داخل ذکر است اگرچہ بیع و شری بود پس در جمیع حرکات و سکنات مراعات احکام شرعیہ باید نمود

بیٹا فرصت غنیمت ہے اور صحت و فراغت مغتنم تمام اوقات کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھنا چاہیئے۔ جو عمل بھی شریعت غرا کے موافق کیا جائے ذکر میں داخل ہے۔ چاہے وہ خرید و فروخت ہو۔ پس تمام حرکات اور سکنات میں احکام

همہ ذکر گردد تا چہ ذکر عبارت از طرد غفلت
است وچوں مراعات اوامر و نواہی
در جمیع افعال نمودہ آید از غفلت آمر و
ناہی آنہا بجانے تیسر شد و دوام
ذکر او تعالیٰ حاصل گشت۔
(مکتوب ۲۵ جلد ۲ صـ۴۲)

شرعیہ کی پابندی کی جائے یہ سب ذکر
ہے اس لئے کہ ذکر کی حقیقت غفلت
کو دور کرنا ہے اور جب تمام افعال میں
اوامر و نواہی کی پابندی کا لحاظ رکھا
جائے گا تو آمر و ناہی کی غفلت سے خلاصی
ہو جائے گی اور ذکر الٰہی کا دوام نصیب ہو جائیگا

اسی مضمون کو دوسرے مکتوب میں نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا۔

باید دانست کہ ذکر عبارت از طرد
غفلت است بہر وجہ کہ میسر شود نہ
آنکہ ذکر مقصود بر تکرار کلمہ نفی و اثبات
است یا تکرار اسم ذات تعالیٰ
چنانچہ گمان بردہ می شود۔
پس آنچہ از امتثال اوامر و انتہا از
نواہی شرعیہ نمودہ آید ہمہ داخل ذکر
است بیع و شری بامراعات حدود
شرع ذکر است وہمچنیں نکاح و
طلاق باں مراعات ذکر چہ درحین
مباشرت ایں امور یا مراعات مذکورہ
آمر و ناہی جل سلطانہ نصب عین مباشر

سمجھ لینا چاہیئے کہ ذکر کی حقیقت
غفلت کو دور کرنا ہے جس طرح بھی حاصل
ہو نہ یہ کہ ذکر منحصر ہے لا الٰہ الا اللہ
اور اللہ کے تکرار پر جیسا کہ خیال کیا جا
رہا ہے۔
پس جو کچھ بھی اوامر خداوندی کے امتثال
اور نواہی شرعیہ سے احتراز کیا جائے سب
ذکر میں داخل ہے حتیٰ کہ خرید و فروخت
بھی شرعی حدود کی مرعایت کے ساتھ
ذکر ہے اور ایسے ہی نکاح و طلاق بھی حدود
شرع کی پابندی کے ساتھ ذکر ہے اسلئے
کہ ان امور کو شریعت کی پابندی کے ساتھ

Marfat.com

این امور است پس غفلت را گنجائش نباشد۔ (مکتوب ۴۶ جلد ۲ صہ ۹۱)

ادا کرتے وقت کرنے والے کا نصب العین حق جل سلطانہ کی رضا اور خوشنودگی ہوتی ہے پس غفلت کو گنجائش نہوئی۔

انسان کو مختلف حالات سے سابقہ پڑتا ہے انہی حالات کے موافق انسان کو مختلف احکام کا مامور بنایا ہے اور اس امر خداوندی کی بجا آوری آمر سلطانہ کی عظمت و شان کا دھیان رکھتے ہوئے اس حالت کا ذکر ہے۔ مثلاً اگر کوئی نابینا جا رہا ہو اور اس کے کوئیں میں گرنے اور ہلاک ہونے کا خطرہ ہو۔ تو اس وقت کا ذکر یہ نہیں کہ تسبیح نماز۔ تلاوت میں مشغول ہو بلکہ اس وقت کا ذکر یہی ہے کہ اس کی جان بچانے کی کوشش کی جائے اگر ایسا نہ کیا اور کسی دوسری عبادت میں مشغول رہا تو یہ عبادت نہیں ، بلکہ نافرمانی ہے۔ اور قابل مواخذہ ہے۔

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است ، اگر خاموش بنشینی گناہ است

یہ میری خود ساختہ رائے نہیں بلکہ یہ بھی حضرت مجدد صاحب کا فیصلہ ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔

شخصے بذکر الٰہی اشتغال دارد درین اثناء نابینائے پیدا شد کہ پیش راہ او چاہ است کہ اگر قدم دیگر بردارد درچاہ رود۔ دریں صورت آں شخص را ذکر گفتن بہتر است۔ یا نابینا را

ایک شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہے اس اثناء میں ایک نابینا ظاہر ہوا جس کے سامنے کنواں ہو کہ اگر دوسرا قدم اٹھائے تو کنوئیں میں گرے۔ اس صورت میں اس شخص کے لئے ذکر میں مشغول رہنا بہتر ہے

Marfat.com

از چاہ خلاص کردن بہتر۔ شک نیست
کہ تخلیص نابینا بہتر است از ذکر گفتن
او چہ او تعالیٰ غنی است از وی و از ذکر
او و نابینا بندہ ایست محتاج کہ دفع
ضرر از وے ضروری است علی الخصوص
کہ باین تخلیص مامور شود این زمان
تخلیص او ہم ذکر است کہ امتثال
امر است در ذکر ادائے یک حق است
کہ حق مولا باشد جل شانہ و در تخلیص
دو امر واقع شود۔ ادائے دو حق
است حق عبد و حق مولا تعالیٰ۔ بلکہ
نزدیک است کہ ذکر گفتن در آں
وقت داخل ذنب نمودہ آید چہ ہر
وقت ذکر گفتن مستحسن نیست در
بعضے اوقات ذکر نہ گفتن مستحسن است
در ایام منہی و در اوقات مکروہ
روزہ نا داشتن و نماز نا گذاردن
از روزہ داشتن و نماز گذاردن
بہتر است۔ (مکتوب ۳۶ جلد ۲ صفحہ ۹)

یا نابینا کو کنویں سے بچانا بہتر ہے۔
بلاشک نابینا کو کنویں سے بچانا اسکے
ذکر الٰہی کرنے سے بہتر ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ
بے نیاز ہے اس سے اور اس کے ذکر سے اور
نابینا ایک محتاج بندہ ہے جس سے اذیت
کا دفع کرنا ضروری ہے خصوصاً جبکہ اس
کے بچانے پر مامور بھی ہو اس وقت اسکو
بچانا بھی ذکر ہے چونکہ اس میں امر خداوندی
کی بجا آوری ہے۔ ذکر میں ایک حق کی ادائیگی
ہے جو کہ مولا جل شانہ کا حق ہے اور اس کے بچانے
میں جو حکم کے ماتحت ہوا۔ دو حق کی ادائیگی
ہے۔ بندہ کا حق اور مولا کا حق۔ بلکہ
بعید نہیں اگر اس وقت کا ذکر کرنا
گناہ میں شمار کیا جائے چونکہ ہر وقت
ذکر کرنا مستحسن نہیں بعض اوقات ذکر نہ
کرنا مستحسن ہوتا ہے۔ ممنوعہ ایام میں اور
مکروہ اوقات میں روزہ نہ رکھنا اور
نماز نہ پڑھنا روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے
سے بہتر ہے۔

Marfat.com

جب انسان کی جان کی حفاظت اس قدر اہم اور ضروری ہے تو کسی گم گشتہ راہ انسان کو ضلالت و گمراہی کے گڑھے سے نکالنا بدرجہا اہم اور ضروری ہوگا۔ اس لیے کہ کنوئیں میں گرنے سے صرف جسم کا فنا ہے روحِ کو اس سے کوئی نقصان نہیں۔ اور گمراہی میں مبتلا ہونے سے روح کی فنا ہے اور جسم کو معطل و بیکار کرنا ہے اور روح و جسم دونوں کو ہمیشہ کے لئے دکھ درد اور عذاب میں ڈالنا ہے۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے چند باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

(۱) ذکر کا اصلی مفہوم اور حقیقی مقصود یہ ہے کہ بندہ کسی وقت اپنے معبود سے غافل نہ ہو۔ اس غفلت کو دور کرنے کے لئے جو شرعی طریقہ اختیار کیا جائے وہ "ذکر الٰہی" میں داخل ہے۔

(۲) ذکر اللہ کا دائرہ وسیع ہے اس کو محدود کر کے ذکر لسانی کے ساتھ مخصوص نہ کرنا چاہیئے۔ البتہ شریعت کی دائرہ میں ضرور محصور رہے گا اس لئے کہ دائرہ شریعت کے باہر کی کوئی بات معتبر نہیں۔

(۳) تمام اوامر خداوندی کا امتثال اور نواہی شریعت اجتناب "ذکر الٰہی" میں داخل ہے حتیٰ کہ معاملات اور معاشرت بھی حکم خداوندی کی پابندی کے ساتھ ذکر میں داخل ہیں مگر اس کے لئے دو اہم شرطیں ہیں۔

اول یہ کہ امتثال اوامر اور اجتناب نواہی کے وقت آمر اور ناہی جل سلطانہ کا دھیان عظمت و محبت کے ساتھ موجود ہو۔ اور اسی کی بقدر اس امر کی عظمت و وقعت ہو۔

دوسرے یہ کہ مقصود یہ کام نہ ہو بلکہ اصلی نصب العین آمر وناہی جل سلطانہ کی رضاجوئی اور حکم کی بجاآوری ہو۔

چونکہ یہ دونوں شرط نہایت سخت ہیں اس لئے ذکر کا یہ طریق بظاہر سہل ہے لیکن درحقیقت نہایت دشوار گذار ہے۔ پس غفلت ومدہوشی کو دُور کرنیکے لیے سہل اور قریب تر راستہ یہی ہے۔ کہ اپنے دل وزبان کو حق تعالےٰ کے اسم پاک اور مقدس صفات کے ذکر سے مانوس کرے۔ تاکہ مذکور جل شانہٗ کی عظمت ومحبت راسخ ہوجائے۔ جب عظمت ومحبت راسخ ہوجائیگی تو وہ ملکہ پیدا ہوجائے گا جس سے حدود شرعیہ کی پابندی بھی ذکر بن جائیگی اور ایک ذکر دوسرے ذکر کی جانب رہبری کرے گا۔

چنانچہ اسی مکتوب میں حضرت مجدد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

لیکن ذکرے کہ باسم وصفت مذکور واقع شود سریع التاثیر است ومحبت بخش مذکور است وقریب الایصال است بمذکور بخلاف ذکرے کہ بامتثال اوامر وانتہاء از نواہی واقع شود کہ ازیں صفات قلیل النصیب است	لیکن جو ذکر کہ مذکور کے نام اور صفت کے ذریعہ ہو سریع التاثیر اور مذکور کی محبت پیدا کرنے والا ہے اور مذکور تک رسائی کا قریب راستہ ہے بخلاف اس ذکر کے جو امتثال اوامر اور اجتناب نواہی کے ذریعہ ہو کہ اس طریق سے کم حصہ پایا ہے۔
وایضاً ذکرے کہ باسم وصفت واقع شود وسیلہ ابیست مر ذکرے راکہ	نیز جو ذکر کہ اسم اور صفت کے ذریعہ واقع ہو وسیلہ ہے اس ذکر کے لئے جو

> بمراعات حدود شرعیہ حاصل شود زیراکہ در جمیع امور مراعات احکام شرعیہ نمودن بے محبت تام بصاحب شرع میسر نیست واین محبت تام مربوط بذکر اسم وصفت اوست تعالیٰ پس اول آن ذکر باید تا بدولت این فکر مشرف گردد۔
>
> (مکتوب ۶۴ ج ۲ ص ۹۱)

جو حدود شرع کی پابندی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ تمام امور میں احکام شرعیہ کی پابندی اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ شریعت قائم کرنے والے کے ساتھ کمال محبت نہ ہو اور یہ کمال محبت وابستہ ہے اس کے نام و صفت کے ذکر کے ساتھ۔ پس اول ذکر لسانی کرنا چاہیئے تاکہ پھر اس ذکر کی دولت سے بھی مشرف ہو جائے۔

تکمیلِ انسانیت

انسان ایک بے حقیقت شے ہے گندہ شے (منی) سے بنا اور گندی جگہ (شکم مادر) میں وجود پایا اور گندہ راستہ سے عالم موجودات میں نازل ہوا اس لئے طبعی میلان ہمیشہ گندگی کی طرف ہوگا۔ پھر بھی جان آفرین نے اس ذرۂ ناپاک میں کچھ جوہر پنہاں کئے ہیں اور وہ استعداد رکھی ہے جس کے بروئے کار لانے سے یہ ذرہ خاک چشمہ آفتاب کو بھی ماند کر دے۔ اور اس حد تک ترقی کر جائے جو انسانی فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ اس جوہر پنہاں اور استعداد ترقی کا نام انسانیت ہے۔

اس جوہر کو نمایاں کرنے اور استعداد کو بروئے کار لانے [illegible]

Marfat.com

دینے کے لئے شریعت کے تمام اوامر و نواہی مقرر کئے گئے۔ پس تمام احکام شریعت کا مقصود اس "تودہ خاک" کو انسان بنانا ہے اور یہ اس وقت تک ناممکن اور محال ہے جب تک کہ اس کا تعلق خالق اور اس کی مخلوقات کے ساتھ خوشگوار نہ ہو۔ خالق سے تعلق کا مقتضا یہ ہے کہ اس کی معرفت اور حضور حاصل ہو کوئی وقت اس سے غفلت اور لاپروائی میں نہ گذرے پھر اس کے بتلائے ہوئے طریق کے موافق اس کی مخلوقات کے ساتھ حسن برتاؤ ہو تاکہ تمام مخلوقات کے ساتھ خوشگواری پیدا ہو جائے اور کسی کو کسی سے گزند اور تکلیف نہ پہنچے۔ اور کسی کی حق تلفی نہ ہو ہر ایک کے حقوق متعین ہوں اور ان کو پورا پورا ادا کیا جائے۔

چنانچہ سید الانبیاء والمرسلین کا ارشاد ہے۔

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ مکارم اخلاق کو تمام و کمال تک پہنچا دوں

ظاہر ہے جو شخص "اخلاق حسنہ" سے آراستہ اور عادات قبیحہ" سے پاک نہیں وہ ہرگز انسان کہلانے کا مستحق نہیں اور نہ اس کو انسانی گروہ میں شامل ہونے کا حق حاصل ہے اور اخلاق حسنہ" سے آراستگی اور عادات قبیحہ" رستگاری اس وقت تک ناممکن اور محال ہے کہ جب تک کہ اپنے خالق اور مالک جل جلالہ کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری نہ ہو۔ اگر بغیر جذبہ اطاعت اور فرمانبرداری کے اخلاق کی درستی ہو بھی گئی تو ان کا برمحل استعمال نہ ہوگا اور بیکار رہیں گے۔

Marfat.com

پس کمال انسانیت کا دار و مدار صرف دو باتوں پر ہے۔
اول نفس انسانی کی ساری توجہ خالق اور مالک کی طرف رکھنا۔ دوسرے اپنے مالک اور خالق کی ماتحتی میں زندگی گذارنا۔ اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا۔ اور عادات قبیحہ سے پاک ہونا۔ اور یہی شریعت کا مقصود ہے۔
چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ تحریر فرماتے ہیں۔

المقصود من جمیع الطاعات توجہ النفس الناطقۃ الی جناب اللہ عزوجل وتخلیتہا عن الرذائل وتحلیتہا بالشمائل حتی تصیر ہذہ الملکۃ لہا راسخۃ فی شرعیتہا ہذہ النکتۃ (تفہیمات ج۲ ص۲۶)	مقصود تمام طاعات سے نفس انسانی کو متوجہ رکھنا ہے حق عزوجل کی طرف اور نفس انسانی کو رذائل سے پاک اور شمائل سے آراستہ کرنا ہے تاکہ یہ ملکہ اس کے ہیں راسخ ہو جائے۔ شریعت کے تقرر کرنے میں اصل نکتہ یہی ہے۔

نفس انسانی کا حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب متوجہ رہنا اور ایک لمحہ غافل نہ ہونا ذکر الٰہی ہے اور اس کے بتلائے ہوئے احکام کی پابندی کرنا عبادت اور بندگی ہے۔ اور یہی وہ شاہراہ ترقی ہے جو انسانیت کو درجہ کمال تک پہنچاتی ہے۔ اور حقیقت سے روشناس کرادیتی ہے۔ یہی دین کی اصل روح ہے اور یہی کمال ایمان ہے ارشاد نبوی ہے۔

ان من اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا والطفہم باہلہ (جمع الفوائد)	بیشک مومنین میں زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور زیادہ مہربان ہو اپنے گھر والوں پر۔

Marfat.com

اس مختصر بیان سے ذکر اللہ کی اہمیت اور حقیقت اور وسعت قدرے واضح ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ذکر اللہ کے اس قدر انواع و اقسام ہیں جو تمام امور شرعیہ اور اعمال انسانیہ پر مشتمل اور حاوی ہیں جن میں اصل اور بنیاد ذکر لسانی ہے اور اسی کو بیان کرنا ہمارا مقصود ہے۔

ذکر اللہ کے شعبے

ذکر اللہ کے مختلف شعبے ہیں اور ہر شعبہ متعدد شاخوں پر مشتمل ہے اور ہر شاخ کے لئے مختلف برگ و بار ہیں۔

پہلا شعبہ

اللہ کا نام لینا

کسی کی خوبیوں کا بار بار تذکرہ اس سے محبت اور انس پیدا کر دیتا ہے اور جب کسی سے انس اور محبت پیدا ہو جاتی ہے تو بیساختہ بلا ارادہ ہر وقت اس کا نام اور اس کی خوبیوں کا تذکرہ برزبان رہتا ہے۔ دل اس تذکرے سے چین پاتا ہے اور زبان لذت و حلاوت کا مزہ لیتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ خوبیاں اس میں ایسی جاگزیں ہو جاتی ہیں کہ گویا اس کی طبع زاد ہیں۔

تمام خوبیوں اور بھلائیوں اور کمالات کا مالک اور خالق تنہا حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہر خوبی اور کمال بالذات اسی کے لئے ہے۔

Marfat.com

دوسروں کی تمام خوبیاں اور کمالات خانہ زاد اور مستقل نہیں بلکہ صفات خداوندی کا عکس اور پرتو ہیں۔ مثلاً جمال بالذات حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہے مگر اس کی ایک جھلک نے تمام عالم کو حسین وجمیل بنا رکھا ہے۔

بنی آدم کو چونکہ زمین میں "خلافت خداوندی" کا اعزاز بخشا گیا اس لئے اس میں وہ استعداد بھی رکھ دی گئی جس کے ذریعہ "صفات خداوندی" کا مظہر بن سکے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

تخلقوا باخلاق اللّٰہ — اوصاف خداوندی کے خوگر بنو۔

ان صفات خداوندی میں خصوصی عظمت وشان والی ۹۹ صفات ہیں جن کو "اسماء حسنیٰ" کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (س اعراف ع ۲۲) — اور اللہ ہی کے لئے ہیں اسماء حسنیٰ پس پکارو تم اس کو ان کے ذریعہ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (س اسراء ع ۱۲) — کہہ دیجیے پکارو تم اللہ کو یا پکارو رحمن کو جس نام سے چاہے پکارو اس لئے کہ اس کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں۔

جس قدر ان "اسماء حسنیٰ" سے وابستگی ہو گی اور ان کے ذریعہ خدا کو یاد کیا جائے گا اسی قدر یہ صفات جلوہ ریز ہوں گے۔ اور اسی قدر انسان ان سے آراستہ ہو گا۔ ارشاد نبوی ہے۔

اِنَّ للّٰہ تسعة وتسعین اسما — بیشک اللہ کے لئے ننانوے ۹۹ اسماء ہیں

من احصاها دخل الجنۃ جو بھی محفوظ رکھے گا ان کو داخل ہو گا جنت میں۔

ان اسماء حسنیٰ کی حفاظت اور احصاء مستلزم ہے ان اوصاف سے آراستگی کو اور جو شخص ان اوصاف سے آراستہ ہو گیا اس کے لیے یقیناً جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

اسماءِ حسنیٰ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اَلرَّحْمٰنُ	اَلرَّحِیْمُ	اَلْمَلِکُ	اَلْقُدُّوْسُ
بڑا مہربان	نہایت رحم والا	بادشاہ	پاک
اَلسَّلَامُ	اَلْمُؤْمِنُ	اَلْمُهَیْمِنُ	اَلْعَزِیْزُ
سلامت	امن دینے والا	محافظ	غالب
اَلْجَبَّارُ	اَلْمُتَکَبِّرُ	اَلْخَالِقُ	اَلْبَارِئُ
زبردست	بڑائی والا	پیدا کرنے والا	بنانے والا
اَلْمُصَوِّرُ	اَلْغَفَّارُ	اَلْقَهَّارُ	اَلْوَهَّابُ
صورت بنانیوالا	بہت بخشنے والا	زور والا	بڑا دینے والا
اَلرَّزَّاقُ	اَلْفَتَّاحُ	اَلْعَلِیْمُ	اَلْقَابِضُ
روزی دینے والا	فیصلہ کرنے والا	جاننے والا	بند کرنے والا

Marfat.com

اَلْبَاسِطُ	اَلْخَافِضُ	اَلرَّافِعُ	اَلْمُعِزُّ
کھولنے والا	پست کرنے والا	بلند کرنے والا	عزت دینے والا
اَلْمُذِلُّ	اَلسَّمِیْعُ	اَلْبَصِیْرُ	اَلْحَکَمُ
ذلت دینے والا	سننے والا	دیکھنے والا	فیصلہ دینے والا
اَلْعَدْلُ	اَللَّطِیْفُ	اَلْخَبِیْرُ	اَلْحَلِیْمُ
انصاف والا	باریک دان	خبردار	بردبار
اَلْعَظِیْمُ	اَلْغَفُوْرُ	اَلشَّکُوْرُ	اَلْعَلِیُّ
عظمت والا	بخشش والا	قدردان	بلند
اَلْکَبِیْرُ	اَلْحَفِیْظُ	اَلْمُقِیْتُ	اَلْحَسِیْبُ
بڑائی والا	حفاظت کرنیوالا	قوت دینے والا	کفایت کرنیوالا
اَلْجَلِیْلُ	اَلرَّقِیْبُ	اَلْمُجِیْبُ	اَلْوَاسِعُ
عظمت والا	نگاہ رکھنے والا	قبول کرنے والا	وسعت دینے والا
اَلْحَکِیْمُ	اَلْوَدُوْدُ	اَلْمَجِیْدُ	اَلْبَاعِثُ
حکمت والا	محبت کرنیوالا	بزرگی والا	اٹھانے والا
اَلشَّہِیْدُ	اَلْحَقُّ	اَلْوَکِیْلُ	اَلْقَوِیُّ
گواہ	سچا	ضامن	زبردست
اَلْمَتِیْنُ	اَلْوَلِیُّ	اَلْحَمِیْدُ	اَلْمُحْصِیْ
مضبوطی والا	دوست	تعریف والا	احاطہ کرنیوالا

اَلْمُبْدِئُ	اَلْمُعِیْدُ	اَلْمُحْیِیْ	اَلْمُمِیْتُ
نیا پیدا کرنے والا	لوٹانے والا	زندہ کرنے والا	مارنے والا
اَلْحَیُّ	اَلْقَیُّوْمُ	اَلْوَاجِدُ	اَلْمَاجِدُ
زندہ	تھامنے والا	موجود کرنے والا	بزرگی والا
اَلْوَاحِدُ	اَلْاَحَدُ	اَلصَّمَدُ	اَلْقَادِرُ
اکیلا	یکتا	بے نیاز	قدرت والا
اَلْمُقْتَدِرُ	اَلْمُقَدِّمُ	اَلْمُؤَخِّرُ	اَلْاَوَّلُ
قدرت دینے والا	سب سے پہلے	سب سے پیچھے	اول
اَلْاٰخِرُ	اَلظَّاهِرُ	اَلْبَاطِنُ	اَلْوَالِیْ
آخر	کھلا ہوا	پوشیدہ	وارث
اَلْمُتَعَالِیْ	اَلْبَرُّ	اَلتَّوَّابُ	اَلْمُنْتَقِمُ
برتر	نیک	توبہ قبول کرنیوالا	بدلہ لینے والا
اَلْعَفُوُّ	اَلرَّؤُفُ	مَالِكُ الْمُلْكِ	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
معاف کرنے والا	بڑا مہربان	ملک کا مالک	بزرگی اور کرم والا
اَلْمُقْسِطُ	اَلْجَامِعُ	اَلْغَنِیُّ	اَلْمُغْنِیْ
انصاف کرنیوالا	جمع کرنے والا	بے پروا	غنی کرنے والا
اَلْمَانِعُ	اَلضَّارُّ	اَلنَّافِعُ	اَلنُّوْرُ
روکنے والا	نقصان پہنچانیوالا	نفع پہنچانیوالا	روشنی والا

Marfat.com

اَلْوَارِثُ	اَلْبَاقِیْ	اَلْبَدِیْعُ	اَلْھَادِیْ
وارث	ہمیشہ رکھنے والا	نادر پیدا کرنے والا	راہ دکھلانے والا
	اَلصَّبُوْرُ	اَلرَّشِیْدُ	
	تحمل والا	نیک راہ بتانیوالا	

وَاِسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

کوئی نہیں معبود سوائے تیرے پاک ہے تو بیشک ہوں میں ظالموں میں

یہ "اسماء حسنیٰ" درحقیقت صفات ہیں اس ذات وحدہٗ لاشریک کی جو فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ اس کی معرفت کی منتہا یہی ہے کہ اپنی نارسائی کا اعتراف حاصل ہو جائے۔ اس راہ کی ابتدا بھی عجز و حیرت سے ہوتی ہے اور انتہا بھی عجز و حیرت ہی ہے۔ ع

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

چنانچہ اہل معرفت کا آخری فیصلہ ہمیشہ یہی ہوا۔ معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد۔ ؎

دور بینان بارگاہ الست
جز ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

ان اسماء حسنیٰ میں سے جس نام پاک کا ورد رکھے گا اسی صفت کی حقیقت اس پر منکشف ہوگی۔ اور وہی ذریعہ ہوگی حق سبحانہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت کا جو انسان کو اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کرے گی اور خوگر بنا کے بنائے گی

Marfat.com

اور یہی کمال انسانی کا منتہا ہے۔
لیکن اگر صفات سے الگ ہو کر اس کی عالی ذات کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تو اس کے لئے لفظ اللہ بطور اسم ذات کے اختیار کیا گیا۔ چونکہ یہ اسم حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے لئے بطور اسم ذات استعمال میں آیا ہے اس لئے قدرتی طور پر ان تمام صفتوں پر حاوی ہو گیا جن کا حق تعالیٰ کی ذات کے لئے تصور کیا جا سکتا ہے اگر ہم خدا تعالیٰ کا تصور اس کی کسی صفت کے ساتھ کریں تو یہ تصور ایک خاص صفت ہی میں محدود رہے گا۔ لیکن جب ہم لفظ اللہ کو لیتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن ایک ایسی ذات کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ اور ان تمام صفات حسن و کمال سے متصف ہے جو اس کی نسبت بیان کئے گئے ہیں اور جو اس میں ہونے چاہئیں۔ اور جو اس کے شایانِ شان ہیں۔

افضل اذکار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا۔ افضل الذکر لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔
اور یہ بھی بالکل ظاہر اور واضح اس لئے کہ دارین کی فلاح اور موجودات کا بقا صرف اسی ایک کلمہ کے ساتھ وابستہ ہے۔
یہ ایک عظیم الشان کلمہ ہے جو دل میں سماتا ہے اور دل کی دنیا کو وسعت دیتا چلا جاتا ہے۔ زبان سے ادا کرنے میں نہایت سہل اور معانی اور مطالب کے اعتبار سے اتنا بھاری کہ اس کے سامنے زمینوں و آسمانوں کا وزن بھی ہیچ در ہیچ

Marfat.com

چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

لو ان السموات السبع والارضین السبع فی کفة ولا الٰه الا اللّٰه فی کفة لمالت بهن (نسائی)

اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے میں لا الٰہ الا اللہ تب بھی یہ کلمہ والا پلڑا جھک جائیگا۔

اس کلمہ کے دو جزو ہیں ہر باطل الٰہ کی نفی اور اللہ عز اسمہ کا اثبات۔

اللہ اس کو کہتے ہیں جس میں تمام "صفات حمیدہ" ذاتی ہوں اور تمام و کمال کے ساتھ موجود ہوں تو اس نفی و اثبات کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ جل جلالہ کے علاوہ نہ کہیں "صفات حمیدہ" کا وجود ذاتی اور اصلی ہے اور نہ کسی کو ان کا کمال حاصل ہے حتیٰ کہ کسی ماسوا اللہ کا وجود تک اصلی اور ذاتی نہیں۔ بلکہ تمام محاسن اور کمالات کا ذاتی اتصاف صرف ایک ذات وحدہٗ لاشریک لہ کے لئے ہے۔ باقی جہاں کہیں ان صفات کا وجود ہے وہ ذاتی اور اصلی نہیں بلکہ عکس اور جھلک ہے۔ صفات خداوندی کی۔

جو دل ایک کے سوا ہر چیز کی نفی کر رہا ہو اور ہر ماسوی اللہ کو اپنے سے دور پھینکے ہوئے ہو اس کی عظمت و بڑائی کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

جس ایک کلمہ نے ہر ماسوی اللہ کو (ذوات ہوں یا صفات) کالعدم اور موہوم محض قرار دیا ہو اس کا کوئی ہم وزن کیسے مل سکتا ہے؟

یہ ایک حقیقت ہے بلا اس کے اعتراف کے چارہ نہیں کہ دین و دنیا کی فلاح و نجات کا سارا مدار کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے یقین پر ہے اور ایمان و یقین کو

Marfat.com

حاصل کئے بغیر جنت کی چوکھٹ تک رسائی ناممکن اور محال ہے۔ جس قدر عظمت و دھیان کے ساتھ اس کلمہ کا ورد ہوگا اسی قدر دولت یقین (ایمان) سے سرفراز ہوگا۔ اسی لئے کلمہ کے ورد کی نہایت تاکید اور ترغیب دی گئی۔

کلمہ طیبہ کے فضائل

کلمہ طیبہ کے بے شمار فضائل میں سے چند نقل کئے جاتے ہیں۔ ارشاد نبویؐ ہے۔

(۱) جددوا ایمانکم قیل یا رسول اللہ وکیف نجدد ایماننا قال اکثروا من قول لا الٰہ الا اللہ ۰
(فضائل ذکر بروایت احمد۔ طبرانی)

تم اپنے ایمان کو تازہ اور نیا کرتے رہا کرو۔ عرض کیا گیا "یا رسول اللہ ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ بتازہ بنائیں؟۔ ارشاد فرمایا۔ لا الٰہ الا اللہ کو بکثرت پڑھا کرو۔

(۲) اکثروا من شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ قبل ان یحال بینکم وبینھا
(فضائل ذکر)

بکثرت لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کیا کرو قبل اس کے کہ تم میں اور اس کلمہ میں رکاوٹ پیدا ہو۔

یعنی مرنے سے پہلے زندگی میں اس کلمہ کی خوب کثرت کی جائے اس لئے کہ موت کے بعد عملی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ پھر صرف اس زندگی کے ثمرات اور نتائج سے واسطہ پڑتا ہے۔

(۳) اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامۃ من قال لا الٰہ الا اللہ خالصاً من قلبہ او نفسہ
(فضائل بروایت بخاری)

میری شفاعت کے ساتھ سب سے زیادہ سعادت حاصل کرنے والا قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو خلوص دل کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے۔

(۴) من قال لا الٰه الا اللّٰه مخلصًا دخل الجنۃ قیل وما اخلاصھا؟ قال ان تحجزہ عن محارم اللّٰہ۔
(فضائل بروایت طبرانی)

جس شخص نے کہا لا الٰہ اللہ اخلاص کے ساتھ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ عرض کیا گیا اس کا اخلاص کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہ محارم خداوندی سے باز رکھے۔

(۵) ما قال عبد لا الٰه الا اللّٰه الا فتحت له ابواب السماء حتی یفضی الی العرش ما اجتنبت الکبائر (فضائل بروایت ترمذی)

نہیں کہا کسی بندے نے لا الٰہ الا اللہ مگر کھول دیئے جاتے ہیں اس کے لیئے آسمان کے دروازے حتیٰ کہ پہنچ جاتا ہے عرش تک جب تک کہ کبائر سے بچتا رہے

(۶) انی لاعلم کلمۃ لا یقولھا عبد حقا من قلبه فیموت علی ذلک الاحرم علی النار لا الٰه الا اللّٰه
(فضائل بروایت حاکم)

میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کوئی ایسا نہیں جو اس کو حق جان کر پڑھے اور اسی حال میں مر جائے مگر وہ بندہ نارِ جہنم پر حرام ہو جاتا ہے۔ وہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

(۷) مفاتیح الجنۃ شھادۃ ان لا الٰه الا اللّٰه (فضائل بروایت امام احمد)

جنت کی کنجیاں لا الٰہ الا اللہ کا اقرار ہے۔

(۸) ما من عبد قال لا الٰه الا اللّٰه فی ساعۃ من لیل او نھار الا طمست ما فی الصحیفۃ من السیئات حتی تسکن الی مثلھا من الحسنات (فضائل بروایت ابی یعلی)

جو بھی بندہ کسی وقت دن میں یا رات میں لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو اعمالنامہ میں سے برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور ان کی بجائے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

(۹) علیکم بلا الٰه الا اللّٰه والاستغفار

التزام کرو تم لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کا

فاکثروا منهما فان ابلیس قال اهلکت الناس بالذنوب واهلکونی بلا اله الا الله والاستغفار فلما رأیت ذلک منهم اهلکتهم بالاهواء وهم یحسبون انهم مهتدون (فضائل، بروایت ابی یعلی)

اور بکثرت پڑھا کرو ان کو اس لئے کہ شیطان کہتا ہے "میں نے لوگوں کو گناہوں کے ذریعہ ہلاک کیا اور انھوں نے مجھ کو لا الہ الا اللہ اور استغفار کے ذریعہ ہلاک کیا جب میں نے یہ دیکھا تو ان کو ایسی خواہشات سے ہلاک کیا جن کو وہ ہدایت اور حق سمجھتے رہیں

شیطان کا مقصد زندگی لوگوں کو گناہوں میں مبتلا کر کے ان کی زندگیوں کو تباہ و برباد کرنا ہے اور لا الہ الا اللہ اور استغفار دونوں اس زہر کا تریاق ہیں اور گناہوں کے تمام اثرات کو زائل کر دیتے ہیں جو شیطان کے لیے بمنزلہ ہلاکت کے ہے اس لئے کہ اس کا مقصد زندگی بالکل فوت ہو گیا۔ اسی لئے ان دونوں کے التزام اور کثرت کی ہر وقت شدید ضرورت ہوئی۔

شیطان نے ان دونوں سے ہٹانے کی آخری صورت یہ نکالی کہ لوگوں سے بہ چھڑا کر ایسے کاموں میں لگا دیا جن کو وہ حسنات سمجھتے ہوں۔ جب تریاق کی کمی ہو گئی تو زہر نے اپنا کام شروع کر دیا۔

(۱۰) لن یوافی عبد یوم القیمة یقول لا اله الا الله یبتغی بذلک وجه الله الا حرم علی النار (فضائل بروایت بخاری و مسلم)

نہیں آئے گا کوئی بندہ قیامت کے دن جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لئے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ مگر نار جہنم اس کے لئے حرام ہو گی۔

Marfat.com

(۱۱) لیس من عبد یقول لا الہ الا اللہ مائۃ مرۃ الا بعثہ اللہ یوم القیمۃ ووجہہ کالقمر لیلۃ البدر ولم یرفع لاحد یومئذ عمل افضل من عملہ الا من قال مثل قولہ او زاد (فضائل بروایت طبرانی)

نہیں ہے کوئی بندہ جو کہتا ہو لا الہ الا اللہ سو مرتبہ مگر اٹھائے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اور اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔ اور اس دن کوئی نیکی اسکی نیکی سے بڑھی ہوئی نہ ہوگی۔ مگر اس کی نیکی جس نے اس کلمہ کو اسی قدر پڑھا ہو یا اس مقدار سے زائد پڑھا ہو۔

(۱۲) لا الہ الا اللہ لا یسبقہا عمل ولا تترک ذنبا (فضائل بروایت ابن ماجہ)

لا الہ الا اللہ سے کوئی نیکی نہیں بڑھ سکتی اور نہ یہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے

(۱۳) ما منکم من احد یتوضأ فیبلغ او فیسبغ الوضوء ثم یقول اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الا فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخل من ایہا شاء (فضائل بروایت مسلم وابوداؤد)

جو شخص وضو کرے اور اہتمام کے ساتھ کرے پھر کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

(۱۴) لا یموت عبد یشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ یرجع ذلک الی قلب موقن الا دخل الجنۃ (فضائل)

جو شخص اس حال پر مرے کہ یقین قلب کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا معترف ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا

(۱۵) من علم ان اللہ ربہ وانی

جو شخص یقین قلب کے ساتھ یہ جانتا ہو کہ

ذنبیہ ھو فتامن قلبہ حرمہ اللہ اللہ رب ہے اور محمد اللہ کے نبی ہیں۔ اللہ تع
علی النار (فضائل ص۱۱) اس کو نارِ جہنم پر حرام کر دیتے ہیں۔

ارشاداتِ نبوی سے چند حقائق سامنے آجاتے ہیں۔

(۱) انسان کی نجات اور فلاح کا مدار ابدی چین و راحت کا حصول اور دائمی عذاب سے چھٹکارے کا واحد ذریعہ نعمائے جنت سے سرفرازی اور عذاب جہنم سے رستگاری کا انحصار کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اعتراف پر ہے۔ اور اس اعتراف کے لئے زبانی اقرار کافی نہیں بلکہ دل اور زبان دونوں کا ہمنوا ہونا ضروری ہے۔ زبان سے کلمہ کی سچائی کا اعتراف ہو اور دل میں بھی اس صداقت کا پورا پورا یقین ہو۔ اگر ایک بار بھی دل نے اس کو مان لیا اور زبان نے اس کو کہہ لیا تو اب وہ مومن ہے۔ اور اس وقت تک مومن رہے گا جب تک کہ اس کا انکار نہ کرے۔ اور یہ مقدار اگرچہ ایمان کی ادنیٰ ترین مقدار ہے پھر بھی دائمی عذاب سے رستگاری اور دخول جنت کے لئے کافی ہے۔ یہ شخص جنت میں ضرور جائے گا اور ہمیشہ کیلئے عذاب جہنم میں مبتلا نہ ہوگا۔

(۲) لا الہ الا اللہ کا دل و زبان سے اعتراف ظلمتوں کو دُور کر دیتا ہے اور گناہوں کے تمام اثرات کو دھو دیتا ہے اور دل کو بالکل صاف و شفاف کر دیتا ہے۔ اس لئے جس قدر بار بار صداقت اور یقین کے ساتھ اس کلمہ کا تکرار ہوگا اسی قدر دل میں صفائی اور پاکیزگی پیدا ہوگی۔ اور ایمان میں طراوت اور تازگی آئے گی تو گویا دولت ایمان کو حاصل کرنے کا راستہ بھی یہی ہے اور پھر اس سرمایہ ایمان کی افزونی اور فراوانی کا طریقہ بھی یہی ہے۔

Marfat.com

ایمان ایک مخفی خزانہ ہے ذرا سی بے اعتدالی سے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ پس جب تک جسم میں جان ہے اس سرمایہ کی حفاظت اور نگہداشت انتہائی ضروری ہے اس لئے کہ سرمایہ دار وہی ہے جس نے اس دولت کو آخر تک پاس رکھا۔ اور جسے ساتھ لے گیا ہو۔ اور جو یہیں چھوڑ گیا تو وہ مفلس و نادار ہے خالی گیا مشہور ہے کہ موت کا کوئی وقت نہیں۔ یعنی ہر وقت موت کا وقت ہے تو کسی وقت اور کسی آن بھی مسلمان کو اپنی پونجی سے خالی اور غافل نہ ہونا چاہیئے۔ اور ہر وقت اس کی پاسداری رکھنی چاہیئے۔ جس کا طریقہ یہ ہی ہے کہ بار بار لا الٰہ الا اللہ کو پڑھتا رہے اور اس کے مفہوم پر غور کرتا رہے۔

پھر وقت نہ بھی آئے تو اپنی پونجی میں بہر حال اضافہ اچھا ہے جس قدر پونجی پاس ہوگی اسی قدر عزت افزائی قدر دانی سرابدی اور سرفرازی ہوئی یہاں بھی اور وہاں بھی۔

(۳) کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہر اس شئی سے جو اللہ سے زیادہ قیمتی اور وزنی ہے اس لئے کوئی نیک عمل اس کی ہمسری اور برابری نہیں کر سکتا۔ پس افضل ترین اعمال اور سہل ترین مشاغل یہ ہے کہ انسان اس کلمہ طیبہ سے مانوس ہو جائے اور اس کے ورد میں مشغول رہے۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو کم از کم سو مرتبہ روزانہ ضرور پڑھ لیا کرے تاکہ دل کی سیاہی اور چہرہ کی ظلمت دور ہو قلب روشن ہو جائے اور چہرہ پر منور ان جائے۔

اس چمک و دمک کو محسوس کرنے والے یہاں بھی محسوس کریں گے اور وہاں تو صرف اسی نور کا ظہور ہوگا۔ مادی شعاعوں کا وجود نہ ہوگا۔

Marfat.com

(۴) اس کلمہ کے دو جز ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط اور لازم و ملزوم ہیں۔ پہلے جزو کا مفہوم اللہ جل جلالہٗ کی وحدانیت اور یکتائی کا اقرار ہے دوسرے جز کا مفہوم سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت کا اعتراف ہے۔ نہ اقرار توحید ہی بغیر اقرار رسالت کے تام ہو سکتا ہے نہ اقرار رسالت بغیر اقرار توحید کے نصیب ہو سکتا ہے پس قلبی اعتقاد اور زبانی اقرار میں دونوں جز ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔ اور دونوں کی تصدیق ضروری اور لازمی ہے۔ تصدیق کے موقعہ پر جہاں کہیں ایک جز کو بولا گیا اس سے پورے کلمے کی تصدیق مقصود ہے۔

البتہ جہاں کہیں ورد اور وظیفہ کے طور پر پڑھنے اور بہ کثرت پڑھنے کی ترغیب اور تاکید ہے۔ وہاں صرف جز اول کا پڑھنا آیا ہے۔ اس لئے کہ ذکر صرف اللہ کا حق ہے۔ نبی کا حق صلاۃ و سلام ہے۔ اسی لئے حضرات مشائخ نے ذکر کے لیے فقط لا الٰہ الا اللہ تجویز فرمایا اور گاہ بگاہ محمد رسول اللہ کا پڑھنا اقرار رسالت اور تجدید عہد کے لیے تجویز فرمایا۔

(۵) کوئی عمل خواہ کتنا ہی عظیم الشان ہو بغیر اخلاص کے نیکیوں اور خوبیوں میں شمار نہیں ہوتا اور نہ بارگاہِ خداوندی تک باریابی پاتا ہے۔ اور ذرا سی بات اخلاص کی بدولت در اجابت تک پہنچ جاتی ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں مقبول اور منظور ہو جاتی ہے۔

پس کلمہ طیبہ کا اعتراف جو تمام اعمال اور حسنات کی جڑ اور بنیاد ہے اور مدار کار اسی پر منحصر ہے بغیر اخلاص کی آمیزش کے کیسے باریاب اور مقبول

Marfat.com

ہو سکتا ہے۔؟ اس لئے اولین شرط یہی ہے کہ اس اعتراف کے ساتھ پورا پورا اخلاص بھی ہو جس قدر اخلاص موجود ہوگا۔ اسی قدر بار آور کارآمد سود مند ہوگا۔ اور بارگاہِ خداوندی میں مقبول اور ممتاز ہوگا۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ تمام اغراض منافع اور فوائد سے قطع نظر اور قطع تعلق کر کے مقصود صرف رضاء الٰہی اور تعلق خداوندی ہو۔

کلمہ طیبہ پر پورا ایمان اور یقین تو بغیر اخلاص کے ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ جب اخلاص نہیں تو وہ شہادت قلبی نہیں بلکہ ایک گونہ انکار ہے جس کو نفاق کے ساتھ تعبیر کیا جا سکتا ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے جس قدر اخلاص میں زیادتی ہوگی اسی قدر ایمان میں پختگی اور افزونی ہوگی۔ جس کے اولین ثمرات یہ ہوں گے کہ اوامر خداوندی کی بجاآوری کا شوق اور ان کی عظمت و وقعت پیدا ہوگی اور خلافِ شرع امور سے نفرت و بیزاری ہوگی۔

اور اخلاص کو پیدا کرنے کا سہل طریق بھی یہ ہے کہ غور و فکر عظمت و دھیان کے ساتھ لاالٰہ الا اللہ کے ورد میں مشغول رہے۔ جس قدر غور و فکر اور عظمت و دھیان ہوگا اسی قدر اخلاص میں اضافہ ہوگا۔ اور دولت ایمان میں ترقی ہوگی۔ ؎

ذکر گو ذکر تا ترا جان است — پاکی دل ز ذکر یزدان است

اگر غور و فکر اور عظمت و دھیان قائم نہ رہ سکے تب بھی کلمہ طیبہ کو بکثرت پڑھتے رہنا چاہیئے۔ یہ کلمہ اپنا اثر کرے گا اور ضرور کرے گا البتہ اس لاپروائی

کی بدولت دین میں فائز اور کامیاب ہوگا۔

چنگاری کی خاصیت تو جلانا ہے۔ اور وہ بہر حال جلا کر رہے گی تم اس کے معترف ہو یا منکر۔ البتہ اگر اعتراف ہوگا تو سمجھ بوجھ کر زیادہ منافع حاصل ہونگے اور جلد منتفع ہوگا۔

(۶) کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت میں انسان کی زندگی سرسبزی شادابی کا راز مضمر ہے۔ اور نفس و شیطان کی ہلاکت و بربادی ہے۔ اور ان سے تغافل اور لاپروائی میں انسان کی موت اور ہلاکت و بربادی ہے اور شیطان کی کامیابی اور کامرانی ہے۔

مزید بصیرت اور واقفیت کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رح کی تحقیق لطیف بھی ذہن نشین کر لی جائے۔ ارشاد فرماتے ہیں

"لا الہ الا اللہ کوئی چیز حق جل سلطانہ کے غضب کی تسکین کے لیے اس کلمہ طیبہ سے زائد نفع بخش نہیں جبکہ کلمہ طیبہ دخول نار کے غضب کو بھی تسکین دے دیتا ہے تو باقی غضب جو اس سے کمتر ہیں بطریق اولیٰ ان کو تسکین دے گا۔ اور کیوں نہ تسکین دے؟ بندہ نے کلمہ طیبہ کے تکرار کے ساتھ ہر ماسوی کی نفی کرکے تمام سے روگردانی کرکے اپنی تمام توجہات کا مرکز معبود برحق کو بنایا ہے۔ منشاء غضب الٰہی بھی جاتا رہا یہ بات اکثر عالم مجاز میں بھی مشاہدہ کی جاتی ہے۔ جب کوئی مالک اپنے غلام سے آزردہ اور ناراض ہوا اور غلام حسن تدبیر سے غیروں کے لیے تعلق ہو کر صرف اپنے مالک کے تعلق کو ظاہر کرے اور اسی طرف متوجہ رہے

تو ناچار مالک کو بھی غلام پر شفقت و رحمت ہوگی اور سارا غصہ رفع دفع ہوجائیگا یہ کلمہ طیبہ پورے خزانہ کی کنجی ہے نہ بعض وہ رحمت جو صرف آخرت کے لئے ذخیرہ رکھی جائے۔

سمجھنا اور جاننا چاہیئے کہ کفر کی ظلمتوں اور شرک کی کدورتوں کو دور کرنے میں کوئی چیز کلمہ طیبہ سے بڑھ کر شفیع اور دستگیر نہیں جس شخص نے اس کلمہ کی تصدیق کر لی اور ایمان کا ذرہ حاصل کر لیا لیکن رسوم کفر از قسم شرک میں مبتلا رہا تب بھی امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت کی بدولت عذاب سے نکل آئے گا اور ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔

نیز اس کلمہ طیبہ کے فضائل بہت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ	جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوگیا۔

کوتہ نظر تعجب کرتے ہیں کہ ایک بار لا الٰہ الا اللہ کہنے سے دخول جنت کیسے نصیب ہوگیا؟ وہ کلمہ طیبہ کی برکات سے ناواقف ہیں فقیر کا عقیدہ تو یہ ہو رہا ہے کہ اگر تمام عالم کو ایک بار کلمہ طیبہ پڑھنے پر بخش دیں اور جنت میں داخل کر دیں تب بھی گنجائش ہے مشاہدہ ہے کہ اگر اس کلمہ قدسیہ کی برکات کو تمام عالم تقسیم کرے تو تمام کو کفایت کرے اور سیراب کر دے۔

مکتوب ۳۷ دفتر دوم بمولانا عبدالحی صاحب

(جلد ثانی صفحہ ۶۴)

اس کہنے سے وہ کہنا مراد ہے کہ لاالٰہ الا اللہ زبان سے نکل کر دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جائے اور پورے وثوق اور کامل یقین کے ساتھ زبان سے ادا ہو۔ نہ کہ وہ کہنا جو زبان سے تجاوز کر کے حلقوم تک بھی نہ پہنچے اور وثوق یقین سے سراسر خالی ہو۔

دوسرا شعبہ
تسبیح و تحمید
(خدا کی پاکی بیان کرنا اور تعریف بیان کرنا)

صفات باری عز اسمہ و جل شانہ میں سب سے اعلیٰ اور افضل صفات تسبیح و تحمید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مخلوقات تسبیح و تحمید کی مامور ہیں اور ہر وقت خدا کی پاکی اور حمد و ثنا بیان کرنے میں مشغول رہتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (سورۃ نور ع ۶)	کیا نہیں دیکھتا تو بیشک اللہ پاکی بیان کرتے ہیں اس کے لئے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں حتیٰ کہ پرندے اس حال میں کہ پھیلائے ہوئے ہیں ہر ایک جانتا ہے اپنی دعا کو اور پاکی بیان کرنے کے طریقہ کو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (س بنی اسرائیل ع ۵)

اور نہیں ہے کوئی چیز مگر پاکی بیان کرتی ہے اس کی تعریف کے ساتھ ولیکن نہیں سمجھتے تم انکے پاکی بیان کرنے کو۔

ان کے علاوہ اور متعدد آیات صفحہ ۱۹ پر گذر چکیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات حق سبحانہ وتعالیٰ کی تسبیح اور تحمید میں مشغول رہتی ہے۔ اگرچہ انسان اپنی بے شعوری کی وجہ سے ان کا شعور نہ کر سکے۔

ہر گیاہے کہ از زمین روید
وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

فرشتے جو مخلوقات میں سب سے زیادہ مطیع و فرمانبردار مخلوق ہے۔ اور ہر وقت بارگاہ خداوندی کا قرب ان کو نصیب ہے وہ بھی تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ (س شوری ع ۱)

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اور دعا مغفرت کرتے ہیں زمین والوں کیلئے

فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ (س حم سجدہ ع ۵)

جو آپ کے پروردگار کے نزدیک ہیں (فرشتے) تسبیح کرتے رہتے ہیں رات و دن اور وہ نہیں اکتاتے۔

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ

اور دیکھیں گے آپ فرشتوں کو حلقہ لگائے ہوئے عرش کے گرد تسبیح کرتے ہوں گے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ۔

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (س زمر ع ۸) اور فیصلہ کردیا جائے گا مخلوق کے درمیان انصاف کے ساتھ۔ اور کہا جائے گا۔ الحمد للہ رب العالمین (سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیئے ہیں)

فرشتے چونکہ سراسر نورانی اور روحانی ہیں اس لئے ان کی اصلی غذا بھی تسبیح و تحمید ہے جس سے ان کی بقا اور حیات وابستہ ہے۔ اسی طرح انسان کی روحانی غذا بھی تسبیح و تحمید ہے۔ اور اسی کے ساتھ اس کی روح کو فروغ اور عروج ہے۔

سید الانبیاء والمرسلین کو تسبیح و تحمید کا حکم

اشرف المخلوقات خلاصہ کائنات سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی باوجود اس عظمت شان اور علو مرتبت کے ہر وقت تسبیح و تحمید میں مشغول رہنے کا حکم ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

(۱) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا (س نصر ع ۱) پس آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے۔ اور اس سے طلب مغفرت کیجیے۔ بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے (س نصر ع ۱)

(۲) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ (س طور ع ۲) اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیا کیجیے جس وقت کہ اٹھو اور رات کو بھی تسبیح بیان کیا کرو اور تاروں کے غروب کے بعد بھی۔

(۳) فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۔

(س ق ع ۳)

پس صبر کیجیے ان کی ناروا باتوں پر اور تسبیح کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع اور غروب آفتاب سے پہلے اور رات میں بھی اس کی تسبیح بیان کیجیے اور نمازوں کے بعد بھی (یعنی نمازوں کے بعد)

(۴) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ (س مومن ع ۶)

اور تسبیح بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ صبح اور شام۔

(۵) وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۔

(س فرقان ع ۵)

اور بھروسہ کیجیے اس ذات پر جو زندہ ہے اور اس کے لیے فنا نہیں اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح کیجیے اور وہ ذات پاک اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

(۶) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۔ (س طٰہٰ ع ۸)

اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجیے آفتاب کے طلوع اور غروب سے پہلے اور رات کے اوقات میں اور دن کے اطراف میں بھی تسبیح کیا کیجیے تاکہ آپ خوش ہو جائیں۔

(۷) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ تمہارا دل تنگی میں ہے ان کی باتوں سے پس آپ

Marfat.com

وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (پ ۱۴ س حجر ع ۶)

اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور ہو جائیے سجدہ کرنے والوں میں۔ اور بندگی کیجئے اپنے رب کی یہانتک کہ وقت یقین (موت) آجائے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ دل تنگی اور پریشان خیالی کا اصل علاج یہ ہے کہ تسبیح و تحمید اور نماز میں مشغول ہو جائے۔

روحانیت کی پرورش نشو و نما فروغ و عروج تسبیح و تحمید سے ہے اور یہ وہ حقیقی روحانی غذا ہے جس کے بغیر روح کو چارہ نہیں جن نفوس قدسیہ میں جس قدر روحانیت ہوگی اسی قدر ان کو اس کی غذا کی طلب و خواہش اور ضرورت ہوگی۔

انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم چونکہ ان کی روحانیت درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھی اور مادیت بالکل مغلوب یا معدوم تھی اس لئے ان کو مادی غذا کی چنداں حاجت نہ تھی البتہ روحانی غذا کی فراوانی ہر وقت درکار تھی بغیر اس کے ایک آن گذارا نہ تھا۔ چنانچہ جنت میں بھی تسبیح و تحمید جو روحانی غذا ہے برقرار رہے گی جب روح کو فنا نہیں تو اس کی غذا کا بقا بھی ناگزیر ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پ ۱۱ س یونس ع ۱)

ان کی گفتگو جنت میں سبحانک اللہم ہوگی اور ان کا باہمی خیر مقدم السلام علیکم ہوگا۔ اور ان کا آخر کلام الحمد للہ رب العالمین ہوگا۔

Marfat.com

"

یعنی ابتدا سخن تسبیح اور تقدیس سے ہوگی اور منتہا سخن حمد و ثنا ہوگی۔ وہاں جبکہ سب نمائشی پردے چاک کر دیئے جائیں گے اور اصل حقیقت واضح اور روشن ہو جائے گی تو کسی کو اس حقیقت کے اعتراف بغیر چارہ نہ ہوگا۔ ضرورت اس کی ہے کہ دنیا میں اس حقیقت کا اعتراف کیا جائے اور اپنی روح کو اس کی اصلی غذا سے محروم نہ رکھا جائے۔ یہاں جس قدر روح کو تر و تازہ کر لیا جائے گا اسی قدر عالم روحانی میں سرسبز و شاداب ہوگی۔

تسبیح و تحمید کی ترغیب

قرآن کریم میں جا بجا اس روحانی غذا کی جانب متوجہ فرمایا اور تسبیح و تحمید کا حکم فرمایا چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اے ایمان والو اللہ کا ذکر بکثرت کرو اور اس کی تسبیح بیان کرو صبح اور شام

(س احزاب ع ۶)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

(سورۃ سجدہ ع ۲)

بے شک ایمان لاتے ہیں ہماری آیات کے ساتھ وہ لوگ جب یاد دلائی جاتی ہیں ان کو آیات تو سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

Marfat.com

صحابہ کرام کی خصوصی شان یہی تھی کہ ان کا اصل مطمح نظر روحانی ترقی اور روحانی فروغ تھا۔ اور مادیات کو وہ اسی حد تک لیتے تھے جہاں تک کہ روحانیت کے لئے معین ومددگار ہوں ان کے نزدیک تمام جسم کا گھل جانا روح کے معمولی اضمحلال سے سہل تر تھا۔ وہ زندگی کے راز کو پا گئے تھے اس لئے ہمیشہ حیاتِ جاودانی کے طلب گار رہتے تھے۔ ان اوصافِ حمیدہ کو کلام ربانی میں بھی سراہا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝

(سورۃ نور ع ۵)

خدا کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان (مساجد) میں صبح وشام ایسے لوگ جن کو نہیں غافل کرتی تجارت اور نہ خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور اقامت صلوٰۃ سے اور ادائے زکوٰۃ سے ڈرتے رہتے ہیں وہ اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے قلوب اور نگاہیں۔

یعنی ان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے اصلی مراکز (مساجد) سے وابستہ رہتے ہیں اور خدا کی تسبیح میں صبح وشام مشغول رہتے ہیں۔ دنیاوی مشاغل سے بھی بے نیاز نہیں تجارت خرید وفروخت سب کچھ کرتے ہیں۔ مگر ان مشاغل میں اس قدر پھنسے ہوئے نہیں کہ "حیات جاودانی" سے غافل و بے پرواہ ہوں بلکہ ان کا شیوہ ہے۔ دل بیار و دست بکار۔

چنانچہ یہ مشاغل ظاہری کسی وقت بھی ان کو ذکر اللہ اقامہ صلوٰۃ ادا

زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتے اور نہ وہ غافل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان پر ہر وقت اس دن کا خوف غالب رہتا ہے۔ جب قلوب اور نگاہیں پلٹی ہوئی ہوں گی جس کو معرکہ حساب کی سخت بازپرس کا یقین ہوگا وہ کیونکر بے خطر زندگی گذار سکتا ہے؟۔

غرض روح کو موجود ہو جانے کے بعد کچھ فنا نہیں اور روحانی ترقی کی کوئی حد و انتہا نہیں اور اس روح کی پرورش اور نشوونما ترقی اور عروج کا اصلی ذریعہ تسبیح و تحمید ہے۔ یہی وہ غذا ہے جس سے روح کو پرواز نصیب ہوتی ہے اس کے برخلاف مادی غذاؤں سے جسم پلتا ہے۔ اور روح کمھلاتی رہتی ہے۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اگر روح کو اس کی اصلی غذا نہ پہنچائی گئی تو اس کے لئے لطفِ حیات مفقود ہوگا کبھی سکون و قرار نہ ہوگا اور ہمیشہ دکھ درد اور عذاب میں مبتلا رہے گی یہی اس کی موت کی نشانی ہے۔

Marfat.com

تسبیح و تحمید کا مفہوم

ہر وہ خوبی جو خوبی ہو سکتی ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات میں تمام و کمال کے ساتھ موجود ہے۔ اور ان کا اصلی اور حقیقی اتصاف صرف وحدہ لا شریک لہ کے لئے ہے۔

لیکن کوئی خوبی بغیر اس کی ضد اور مقابل کے نمایاں نہیں ہو سکتی۔ کسی حسین کا حسن اس وقت تک نگاہوں میں نہیں سما سکتا جب تک کہ اس کے مقابل قبح سامنے نہ ہو۔ تعرف الاشیاء باضدادھا اگر اضداد نہ ہوں تو خوبیوں کی قدر و قیمت کا کس طرح علم ہو؟

اس لئے ہر خوبی کو نمایاں کرنے کے لئے اس کی ضد اور مقابل کو پیدا کیا گیا جن کو "عیوب" کہتے ہیں۔ پس جتنی بھی خوبیاں ہیں یا ہو سکتی ہیں، وہ تمام و کمال کے ساتھ ذات وحدہٗ لا شریک لہٗ کے لئے ہیں۔ الحمد للہ۔ (سب قابل تعریف چیزیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔)

اور ان خوبیوں کو نمایاں اور ظاہر کرنے کے لئے ان کے مقابل جو عیوب اور نقائص پیدا کئے گئے ان کا مورد و مرجع ممکنات ہیں وہ ذات وحدہٗ لا شریک لہٗ ان سے پاک اور مبرا ہے۔ سبحان اللہ (اللہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔)

اور اس ذات وحدہٗ لا شریک لہٗ کا منتہائے ادراک اور معرفت خداوندی کی آخری سرحد بھی یہی ہے کہ وہ ہر نقص اور عیب سے پاک ہے

اور ہر خوبی کا تنہا مالک ہے۔

ان مختصر جملوں میں سب کچھ آگیا۔ ہر نفی کی بات کی پوری نفی بھی ہوگئی اور ہر ثبوتی چیز کا اثبات بھی ہوگیا تو قدرتی طور پر تمام صفات باری کو مشتمل ہوگیا۔ اور تمام اسماءِ الٰہی سے ممتاز ہوگیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ عابد در وقت
ادائے عبادت ہرچہ از جنس حسن و
کمال در عبادت خود یابد آں ہمہ راجع
بتوفیق خداوندی است جل سلطانہ
و از حسن تربیت و احسان اوست
تعالیٰ و ہرچہ از جنس قصور و ناتمامی
در عبادت خود یابد آں ہمہ عاید نفس
اوست و از شرارت جبلی او ناشی
شدہ است و بجناب قدس او تعالیٰ
ہیچ چیز از قسم نقص و قصور راجع نیست
آنجا ہمہ خیر و کمال است۔ و ہمچنیں
ہرچہ در عالم وقوع می آید حسن و کمال
آں راجع بجناب قدس اوست تعالیٰ
و شر و نقص آں عاید بذرہ ممکنات

جاننا چاہیے کہ عابد عبادت کے وقت
جو کچھ حسن و کمال اپنی عبادت میں پاتا ہے
وہ سب توفیق خداوندی سے ہے اور
حق سبحانہ وتعالیٰ کی حسن تربیت اور
محض احسان ہے۔ اور جو کچھ کوتاہی
اور ناتمامی اپنی عبادت میں پاتا ہے وہ
سب کا سب اس کے نفس کی طرف
عاید ہے اور اس کی شرارت جبلی کی
پیداوار ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف
کوئی چیز نقص و قصور سے راجع نہیں
وہاں سب کا سب خیر و کمال ہے
ایسا ہی جو کچھ عالم وقوع میں حسن و کمال
پایا جاتا ہے سب حق سبحانہ وتعالیٰ کی
طرف لوٹتا ہے اور شر و نقص ممکنات کی

که قدم راسخ در عدم دارد که منشاء هر شر و نقص است۔

کلمه طیبه سبحان الله وبحمده بوجه ابلغ بیان این دو امر می فرماید و کمال تنزیه و تقدیس او تعالیٰ می نماید از انچه شایان جناب قدس او تعالیٰ نیست از شرور و نقائص۔ و ادائے شکر بعبارت حمد که راس هر شکر است میکند بر صفات و افعال جمیله او و بر انعامات و احسانات جزیله او سبحانه۔

(مکتوب ۳۰۰ جلد ۱ ص ۴۴۳)

وجہ سے ہے اس لئے کہ عدم اور نیستی میں انکا پورا رسوخ ہے جو ہر شر اور نقص کا منشا ہے

کلمہ طیبہ سبحان اللہ وبحمدہ نہایت بلیغ طور پر ان دونوں امور کو واضح کرتا ہے اور وہ شر و نقائص جو شایان بارگاہ خداوندی نہیں حق سبحانہ و تعالیٰ سے ان کی کمال تنزیہ اور تقدیس کرتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ اور افعال جمیلہ اور انعامات کثیرہ اور احسانات جزیلہ پر ادائے شکر کرتا ہے حمد اور تعریف کے طرز پر جو ہر شکر کا سرتاج ہے۔

تسبیح و تحمید کی مزید تحقیق و تشریح خود حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں آگے حدیث کی تشریح کے ضمن میں آرہی ہے جس سے اس مقدس "وظیفہ حیات" کی عظمت و ضرورت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

تسبیح و تحمید کے فضائل

یہ مفہوم چونکہ نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے اس لیے جن کلمات میں بھی اس کو ادا کیا جائے گا ان کی عظمت و رفعت اور منفعت دینوی اور برکات اخروی کی کوئی حد و انتہا نہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

(۱) کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم (فضائل بروایت بخاری مسلم۔ ترمذی نسائی)

دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے ترازو میں بھاری حق سبحانہ و تعالیٰ کو بہت پسند سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"زبان پر ہلکے ہونا تو ظاہر ہے صرف چند حروف ہیں لیکن میزان عمل میں وزنی اور حق سبحانہ و تعالیٰ کو محبوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ اولیٰ کا جزء اول حق سبحانہ و تعالیٰ کی تنزیہ (پاکی) بیان کرتا ہے ہر اس چیز سے جو بارگاہِ قدس کے لائق نہیں اور اس ذات کبریا کا صفات نقص و علامات حدوث و زوال سے مبرا اور منزہ ہونا ظاہر کرتا ہے اور اس کلمہ کا جزء ثانی تمام صفات کمال اور علامات جمال کو اس ذات بالا و برتر کے لیے ثابت کرتا ہے۔ خواہ یہ صفات و علامات فضائل سے ہوں یا فواضل سے ہوں۔ اور دونوں جزء میں اضافت استغراق یہ بتلا رہی ہے کہ تمام تنزیہات اور تقدیسات اور تمام صفات کمال و جمال صرف خدا وحدہ لاشریک لہ

کے لئے ہیں۔

کلمہ اولیٰ کے دونوں جزء کا حاصل یہ ہوا کہ تمام تنزیہات اور تقدیسات کا مرجع حق سبحانہ وتعالیٰ کی عالی ذات ہے۔ اور تمام صفات کمال وجمال اس ذات بالا وبرتر کے لئے ثابت اور متحقق ہیں۔

کلمہ ثانیہ کا حاصل یہ ہے کہ تمام تنزیہات اور تقدیسات کے ساتھ ساتھ ہر عظمت وکبریائی بھی صرف اسی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہے۔ اور معائب ونقائص سے مبرا ومنزہ ہونے کی وجہ اس ذات سبحانہ کی عظمت وکبریائی کے سوا کچھ نہیں۔

پس لامحالہ یہ دونوں کلمے میزانِ عمل میں بھی ثقیل ہوں گے اور حق سبحانہٗ کو بھی محبوب ہوں گے۔

نیز تسبیح توبہ کی کنجی بلکہ توبہ کا خالص اور خلاصہ ہے۔ لہٰذا گناہوں کے ازالہ اور سیئات کے عفو کا وسیلہ ہوئی۔ پس لامحالہ میزان میں ثقیل ہوگی اور حسنات کے پلڑے کو جھکا دے گی۔ اور خدا کے یہاں بھی محبوب رہے گی۔ اس لئے کہ وہ پاک ذات عفو کو پسند کرتا ہے۔

نیز جبکہ تسبیح پڑھنے والے حمد کرنے والے نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے ہر نامناسب چیز سے منزہ اور مقدس ہونے کا اعتراف کیا اور تمام صفات کمال وجمال کو اس ذاتِ عالی کے لئے ثابت کیا۔ تو اس کریم کی بارگاہِ عالی سے امید ہے کہ وہ بھی اس کو نامناسب چیزوں سے پاک وصاف کردے اور صفات کمال اس میں پیدا فرمادے۔ جیسا کہ

ارشادِ ربانی ہے: هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

پس لامحالہ یہ دونوں کلمے میزان میں بھی ثقیل ہوں گے اس لئے کہ ان کے تکرار کی وجہ سے گناہوں کا ازالہ ہو گیا۔ اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے یہاں محبوب بھی ہوں گے اس لئے کہ ان کے واسطہ سے اس میں اخلاقِ حمیدہ اور اوصافِ حسنہ پیدا ہو گئے۔ (مکتوب ع ۳۰۸ جلد ا صفحہ ۴۴۴)

(۲) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرك باحب الکلام الی اللہ قلت یا رسول اللہ اخبرنی باحب الکلام الی اللہ فقال ان احب الکلام الی اللہ سبحان اللہ وبحمدہ (فضائل بروایت مسلم نسائی)

حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا نہ بتلا دوں میں تجھ کو وہ کلام جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ کے محبوب کلام کو ضرور بتلائے۔ ارشاد فرمایا: محبوب ترین کلام حق سبحانہ کے یہاں سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

وفی روایة لمسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل ای الکلام افضل قال ما اصطفی اللہ لملئکتہ اولعبادہ سبحان اللہ وبحمدہ (فضائل ص۱۲۲)

مسلم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا کلام افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ کلام ہے جس کو اللہ نے اپنے فرشتوں یا مقرب بندوں کے لئے پسند فرمایا اور وہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔

(۳) قال رسول اللہ صلی اللہ

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

علیہ وسلم من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ او وجبت لہ الجنۃ ومن قال سبحان اللّٰہ وبحمدہ مائۃ مرۃ کتب اللّٰہ لہ مائۃ الف حسنۃ واربعا وعشرین الف حسنۃ قالوا یا رسول اللّٰہ اذا لا یھلک منا احدٌ۔

قال بلی ان احدکم لیجیئ بالحسنات لو وضعت علی جبل اثقلتہ، ثم تجیئ النعم فتذھب بتلک ثم یتطاول الرب بعد ذالک برحمتہ۔

(فضائل بروایت حاکم)

نے جس شخص نے کہا لا الٰہ الا اللہ وہ جنت میں داخل ہوگیا یا جنت اس کے لیے لازم ہوگئی اور جس نے کہا سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ کہیں گے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ایسی حالت میں تو ہم میں سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوگا۔

ارشاد فرمایا: ہاں لیکن تم میں سے بعض اس قدر نیکیاں لے کر آئیں گے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں تو وہ دب جائے پھر نعمتوں کا حساب کیا جائے گا۔ اور یہ سب ختم ہوجائیں گی۔ لیکن پروردگار اس کے بعد اپنی رحمت سے دستگیری فرمائیں گے۔

سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہنے پر ایک لاکھ چوبیس ہزار حسنات کا مل جانا تعجب کی بات نہیں۔ اس مالک الملک کے خزانے میں کوئی کمی نہیں وہ چاہے تو ایک کلمہ پر ہزاروں عالم بخش دے۔ اس لطف وکرم پر بھی بندہ غفلت و لاپروائی برتے تو یہ اس کی شومیٔ قسمت اور بے نصیبی ہے۔ صحابہ کرام کو اسی پر

Marfat.com

تعجب ہوا کہ اس ارزانی اور فراوانی کے ہوتے ہوئے تو کوئی عاقل انسان بھی اپنے کو ہلاک و برباد نہیں کر سکتا ؟

اس تعجب پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم ترین مسئلہ کو روشن فرمایا۔ اور اصلی حقیقت حال کو واضح فرما دیا۔

یعنی باوجود اس قدر ارزانی اور فراوانی کے پھر بھی نجات اور فلاح کا مدار صرف رحمت خداوندی پر ہے اس لئے کہ ہر انسان کو لاتعداد نعمتوں سے نوازا ہوا ہے حتیٰ کہ یہ بھی اسی کا کرم ہے۔ کہ اس نے نیکی کی توفیق دی۔ پس اگر ان نعمتوں کا معاوضہ طلب کیا گیا اور کوئی چیز اس معاوضہ کو پورا نہیں کر سکتی۔ تو لامحالہ انسان خالی ہاتھ رہ جائے گا اور مدار کار رحمت وکرم پر ہوگا۔

تسبیح و تحمید کے فضائل اور مناقب میں یہ چند حدیثیں نقل کی گئی جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ یا سبحان اللہ والحمد للہ بظاہر ہلکے پھلکے کلمات ہیں جن کو انسان بسہولت ادا کر سکتا ہے لیکن حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا بہت بڑا رتبہ ہے اور ان کے معنی اور مفہوم کی وجہ سے بارگاہِ خداوندی میں سب سے زیادہ محبوب اور مقبول ہیں۔ اسی لئے میزانِ عمل میں تمام اعمال سے وزنی ہوں گے اور ان کی بدولت انسان بے شمار اجر و ثواب حاصل کرے گا۔

Marfat.com

کلمہ تمجید کے فضائل

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

یہ پانچ جملے حق سبحانہ کی تسبیح، تحمید، تہلیل، تعظیم، تقدیس کو مشتمل ہیں اس لئے قدرتی طور پر ان تمام فضائل کو مشتمل ہوگئے جو انفرادی طور پر ان میں سے ہر ایک کے لئے ثابت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کلمہ کے پڑھنے کے بے شمار منافع اور مناقب ہیں۔

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراہیم لیلۃ اسری بی فقال یا محمد اقرء امتک منی السلام واخبرھم ان الجنۃ طیبۃ التربۃ عذبۃ الماء وانھا قیعان وان غراسھا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر رواہ الترمذی وزاد الطبرانی فیہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (فضائل ذکر)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "شب معراج میں جب میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور خبردار کردینا کہ جنت کی نہایت پاکیزہ عمدہ مٹی ہے اور بہترین پانی ہے لیکن وہ چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے (درخت) سبحان اللہ الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر ہیں۔ ایک حدیث میں اس کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی ہے۔

Marfat.com

(ف) دیگر متعدد احادیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ کلمات جنت کے پودے اور درخت ہیں۔

جنت باوجود اپنی تمام رعنائیوں اور خوشنمائیوں کے ہر انسان کے لئے بمنزلہ چٹیل میدان کے ہے اس لئے کہ اس کو وہاں وہی ملے گا جو یہاں وہ بو چکا ہے۔ جو بیج یہاں ڈالے ہیں اس کے بہترین ثمرات وہاں نمودار اور مشاہد ہوں گے۔ وہاں کی مٹی اور پانی میں پوری صلاحیت اور قابلیت ہے ضرورت صرف بیج ڈالنے کی ہے جس کا زمانہ یہی چند روزہ زندگانی ہے اسی لئے اس کو الدنیا مزرعة الآخرة (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) فرمایا ہے پس ہر عمل صالح جنت کی کسی نہ کسی نعمت کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اور چونکہ تمام اعمال صالحہ کی اصل یہ کلمات طیبات ہیں۔ اس لئے جنت میں بھی ان کا درختوں کی شکل میں ظہور ہوگا اس لئے کہ جنت (باغ) کی اصلی شان درختوں اور پودوں سے ہے باقی چیزیں خوشنمائی اور دلفریبی کے اضافہ کے لئے ہوتی ہیں۔

(۲) عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الكلام الى الله اربع سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر لا يضرك بايهن بدأت

حضرت سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلام چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر جس کلمہ کے ساتھ چاہو ابتدا کرے یعنی کوئی

Marfat.com

(فضائل بروایت مسلم نسائی ابن ماجہ)

خاص ترتیب ضروری نہیں۔

(۳) عن عمران بن حصین مرفوعاً ایعجز احدکم ان یعمل کل یوم مثل احد عملاً قالوا یا رسول اللہ ومن یستطیع قال کلکم یستطیع قالوا یا رسول اللہ وماذا قال سبحان اللہ اعظم من احد ولا الہ الا اللہ اعظم من احد والحمد للہ اعظم من احد واللہ اکبر اعظم من احد۔ (فضائل ذکر)

حضرت عمران سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کیا تم میں کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ احد پہاڑ کی برابر عمل کر لیا کرے۔ صحابہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ اور اس کی کون طاقت رکھتا ہے"۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "ہر ایک طاقت رکھتا ہے" صحابہ نے عرض کیا "کس طرح" حضورؐ نے ارشاد فرمایا "سبحان اللہ بزرگ تر ہے احد سے اور لا الہ الا اللہ بزرگ تر ہے احد سے اور الحمد للہ بزرگ تر ہے احد سے اور اللہ اکبر بزرگ تر ہے احد سے۔

یعنی ان کلمات کی عظمت و بزرگی کے مقابلہ میں احد جیسے پہاڑ کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ پس جس شخص نے ایک بار ان کلمات میں سے کسی کلمہ کو پڑھ لیا اس نے درحقیقت احد سے بھی زیادہ وسیع اور وزنی عمل کو ادا کر لیا چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سبحان اللہ والحمد للہ سارے آسمانوں اور زمینوں کو ثواب سے بھر دیتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے سبحان اللہ کا ثواب آدھی ترازو ہے اور الحمد للہ اس کو پُر کر دیتی ہے اور اللہ اکبر آسمان و

زمین کے درمیان کو پُر کر دیتی ہے۔ یہ سب ان کلمات کی عظمت و وقعت کی تمثیلات اور تشبیہات ہیں۔ اس لیے کہ ان کی حقیقی عظمت و وقعت کا اندازہ انسانی فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ لیکن اس میں سے انسان کو ملتا اسی قدر ہے۔ جس قدر ان کلمات کی عظمت و وقعت کا یقین راسخ ہو۔ جس قدر دل کی شیفتگی اور اخلاص کے ساتھ ان کلمات کو ادا کرے گا اسی قدر اس ثواب سے بہرہ اندوز اور منتفع ہوگا۔

(۲) عن ام ہانیؓ قالت مر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ قد کبرت وضعفت او کما قالت فمرنی بعمل اعملہ وانا جالسۃ قال سبحی اللہ مائۃ تسبیحۃ فانہا تعدل لک مائۃ رقبۃ تعتقہا من ولد اسمعیل۔ واحمدی اللہ مائۃ تحمیدۃ فانہا تعدل لک مائۃ فرس مسرجۃ ملجمۃ تحملین علیہا فی سبیل اللہ وکبری اللہ مائۃ تکبیرۃ فانہا تعدل لک مائۃ

حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں ایک مرتبہ حضورؐ تشریف لائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی عمل ایسا بتا دیجیے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو غلام عرب آزاد کیے۔ اور الحمدللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لیے دیدے۔ اور اللہ اکبر سو مرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح

بدنة مقلدة متقبلة وهللي الله مائة تهليلة قال ابو خلف احسبه قال تملأ ما بين السماء والارض ولا يرفع لاحد عمل افضل مما يرفع لك الا ان ياتي مثل ما اتيت۔ (فضائل ذکر بروایت احمد)

کئے اور وہ قبول ہو گئے اور لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں سوائے اس کے جو اسی عمل کو کرے۔

حضرت امام ہانی نے اپنی پیرانہ سالی اور ضعف و ناتوانی کے پیش نظر سرکار دو عالم ؐ سے ایسا عمل دریافت کیا تھا جو ان کی استطاعت کے مطابق ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اعلیٰ عمل تلقین فرمایا جو کرنے میں نہایت سہل اور اجر و ثواب میں کوئی بڑے سے بڑا عمل اس کا ہمسر و ہم پلہ نہیں کاش اگر ہم اپنے ضعف ایمانی پر نظر کر کے اسی سہل عمل پر کاربند ہو جائیں تو تمام مشکلات کا مداوا ہو جائے۔ پھر ان اعمال خیر کی جانب بھی رہنمائی ہو جائے گی جو ہماری نگاہوں میں سمائے ہوئے ہیں اور جن کو ہم ساری وقعت و عظمت دئیے ہوئے ہیں اس لئے کہ اصلی جڑ قلب انسانی ہے اور تمام اعمال اس کی شاخیں اور برگ و بار ہیں جب ذکر اللہ سے جڑ تازہ ہو جائے گی اور قلب انسانی بیدار اور ہوشیار ہو جائے گا تو تمام شاخیں خود بخود سرسبز و شاداب ہو جائیں گی۔ اور انسانیت کے پورے برگ و بار نمایاں ہو جائیں گے۔

Marfat.com

تسبیحاتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلماتِ طیبات کو اپنی چاہتی اور لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رض کو مخصوص عدد کے ساتھ تلقین فرمایا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس واقعہ کو اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

"حضرت فاطمہ رض خود چکی پیستی جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے اور خود ہی مشک بھر کر پانی لاتی جس سے سینہ پر رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور خود ہی جھاڑو دیتی جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی غلام آئے میں نے ان سے کہا اگر تم اپنے والد کی خدمت میں جا کر ایک خادم مانگ لاؤ تو اچھا ہے سہولت ہو جائے گی۔ وہ گئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کا مجمع تھا اس لئے واپس چلی آئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے روز خود ہی مکان پر تشریف لائے اور فرمایا تم کل کس کام کو آئی تھی وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بیان کرتا ہوں۔ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھ میں نشان پڑ گئے مشکیزہ بھر کر لانے کی وجہ سے سینہ پر بھی نشان پڑ گیا۔ جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں کل آپ کے پاس لونڈی غلام آئے تھے اس لئے میں نے ان سے کہا کہ ایک خادم مانگ لاؤ تو ان مشقتوں میں سہولت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فاطمہ اللہ سے ڈرو اور اس کے فریضہ کو ادا کرتی رہو اور گھر کے کاروبار کرتی رہو۔ اور جب سونے کے لئے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ یہ خادم سے بہتر ہے۔ حضرت فاطمہ رض نے عرض کیا: "میں اللہ اور اس کے رسول سے راضی ہوں"

دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن کا بھی قصہ اسی قسم کا آیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم دو بہنیں اور حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رض تینوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مشقت اور دشواری کا تذکرہ کر کے ایک خادم کی درخواست کی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بدر کے یتامیٰ تم سے مقدم ہیں البتہ میں تمہیں خادم سے بھی بہتر چیز تلقین کرتا ہوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر ۳۳-۳۳ بار اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک و لہ الحمد و ھو علیٰ کل شئی قدیر۔ پڑھ لیا کرو۔ یہ خادم سے بہتر ہے۔

یہ ضعیف و ناتواں عورتوں ہی کے لئے نہیں بلکہ ان مردانِ خدا کو بھی یہی تلقین کیا گیا جن کی آبدار شمشیر ہمیشہ میدان کارزار میں چمکتی رہتی تھی چنانچہ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک بار غربا مہاجرین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

مالدار لوگ تمام بلند مراتب اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے اڑے۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "کس طرح؟"

عرض کیا۔ "ہماری طرح نماز وہ بھی پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزہ وہ بھی رکھتے ہیں۔ لیکن وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کر سکتے۔ وہ اللہ کے نام پر باندی غلام آزاد کرتے ہیں۔ جو ہم نہیں کر سکتے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلادوں جس سے تم ان سبقت کرنے والوں کا مرتبہ پالو اور اپنے بعد والوں سے سبقت لے جاؤ۔ اور کوئی شخص تم سے افضل نہ ہو جب تک وہ تم جیسا عمل نہ کرے۔"

عرض کیا۔ "ہاں یا رسول اللہ۔"

ارشاد فرمایا۔ "ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار۔ اللہ اکبر ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار پڑھ لیا کرو۔"

پھر دوبارہ یہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ "ہمارے مالدار بھائیوں نے جو کچھ ہم کرتے تھے اس کو سن لیا اور وہ بھی ایسا ہی کرنے لگے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوذر کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا "جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۳ بار اور ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک وله الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر پڑھے۔ اس کی تمام خطائیں معاف ہو جائیں گی اگرچہ وہ دریا کے جھاگوں کی برابر ہوں۔" (مسلم)

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "چند کلمات ایسے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار (مسلم)

ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جن میں ان کلمات کو فرض نماز کے بعد پڑھنے کی ترغیب اور تاکید کی گئی۔ البتہ اعداد مختلف ہیں جو پڑھنے والوں کی حیثیت کے موافق تجویز فرمائے گئے۔

Marfat.com

صلوٰۃ التسبیح

ان کلمات طیبات کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے ایک خصوصی نماز کی تعلیم کی گئی جن میں تسبیح و تحمید کا بار بار تکرار ہے اسی لئے اس کو صلوٰۃ التسبیح (تسبیح کی نماز) کہتے ہیں عام مسلمان اگرچہ اس سے غافل اور ناواقف ہیں مگر علماء اور مشائخ کے یہاں اس نماز کا بہت اہتمام ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کی ترغیب فرمائی اور حضرات علماء و مشائخ اس نقش قدم پر چلنے والے ہیں اس لئے انہوں نے اس عطاء ربانی کا پورا استقبال اور خیر مقدم کیا اور ہمیشہ اس کا اہتمام کیا۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن عبد المطلب یا عباس یا عماہ الا اعطیک الا امنحک الا احبوک الا افعل بک عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ وآخرہ قدیمہ وحدیثہ خطأہ وعمدہ صغیرہ وکبیرہ سرہ وعلانیتہ ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ بن عبد المطلب سے ارشاد فرمایا اے عباس اے میرے چچا کیا میں تمہیں ایک عطیہ نہ کروں ایک بخشش نہ کروں ایک چیز نہ بتلاؤں تمہیں دس خصلتوں کا مالک بناؤں جب تم اس کو کرو گے تو اللہ تعالیٰ شانہ تمہارے سب گناہ اگلے اور پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کئے ہوئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے چھوٹے اور بڑے اور پوشیدہ اور

وسورۃ فاذا فرغت من القراءۃ
فی اول رکعۃ وانت قائم قلت
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ
الا اللہ واللہ اکبر خمس عشرۃ
ثم ترکع فتقولها وانت راکع عشرًا
ثم ترفع رأسك من الرکوع فتقولها
عشرًا ثم تھوی ساجدا فتقولها
وانت ساجد عشرًا ثم ترفع رأسك
من السجود فتقولها عشرًا ثم تسجد
فتقولها عشرًا ۔ فذلك خمس و
سبعون فی کل رکعۃ تفعل ذلك
فی اربع رکعات ۔ ان استطعت
ان تصلیها فی کل یوم مرۃ فافعل
فان لم تفعل ففی کل جمعۃ مرۃ فان لم
تفعل ففی کل شهر مرۃ فان لم تفعل
ففی کل سنۃ مرۃ فان لم تفعل ففی
عمرك مرۃ

(فضائل بروایت ابو داؤد و ابن ماجہ بیہقی)

ظاہر سب معاف فرمادیں گے ۔ وہ کام یہ ہے
کہ چار رکعت نفل پڑھو اور ہر رکعت میں
جب الحمد للہ اور سورت پڑھ چکو تو رکوع
سے پہلے سبحان اللہ والحمد للہ ولا
الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ مرتبہ پڑھو پھر رکوع
کرو تو دس مرتبہ پڑھو ۔ پھر جب رکوع سے
کھڑے ہو تو دس مرتبہ پڑھو پھر جب سجدہ
کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر سجدہ کر
اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر
جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو دوسری
رکعت میں کھڑے ہونے سے پہلے) دس
مرتبہ پڑھو ۔ ان سب کی میزان پچھتر ہوئی
اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوگا ۔ اگر
ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو
پڑھ لیا کرو یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک
مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے
میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے
تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو ۔ یہ بھی
نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو ۔

(۲) عن ابی الجوزاء عن رجل کانت له صحبة یرون انه عبد بن عمرو قال قال لی النبی صلی الله علیه وسلم ائتنی غداً احبوك واثیبك واعطیك حتی ظننت انه یعطینی عطیة قال اذا زال النهار فقم فصل اربع رکعات فذکر نحوه وفیه قال فانك لو کنت اعظم اهل الارض ذنباً غفر لك بذلك قال قلت فان لم استطع ان اصلیها تلك الساعة قال صلها من اللیل والنهار

(فضائل بروایت ابو داؤد)

ایک صحابی کہتے ہیں مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کل صبح آنا تمہیں بخشش کروں گا، ایک چیز دوں گا۔ ایک عطا کروں گا وہ صحابی کہتے ہیں مجھے خیال ہوا کہ (مال) عطا فرماویں گے جب میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ جب دوپہر کو آفتاب ڈھل چکے تو چار رکعت پڑھو اسی طریقے سے جس طرح پہلی حدیث میں گزرا اور فرمایا اگر تم ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہوگے تب بھی تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

صحابی نے عرض کیا اگر اس وقت نہ پڑھ سکوں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا دن رات میں جس وقت چاہے پڑھ لو۔

(۳) عن نافع عن ابن عمر قال وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم جعفر بن ابی طالب الی بلاد الحبشة فلما قدم اعتنقه وقبله بین عینیه ثم قال الا ابشرك الا اهب لك الا امنحك قال نعم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت جعفر کو ملک حبشہ بھیجا۔ جب واپس آگئے تو معانقہ فرمایا اور پیشانی کو بوسہ دیا پھر ارشاد فرمایا میں تجھے ایک خوشخبری سناؤں؟ کچھ عطا کروں؟ کچھ تحفہ دوں؟ حضرت جعفر نے عرض کیا

یا رسول اللہ قال تصلی اربع رکعات فذکر بنحوہ
(فضائل بروایت حاکم)

"ہاں یا رسول اللہ" ارشاد فرمایا "چار رکعت نماز پڑھ۔ اور مثل سابق ذکر کیا۔ اس حدیث میں ان چار کلموں کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بھی آیا ہے۔

(۴) عن العباس بن عبد المطلب قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اھب لک الا اعطیک الا امنحک فظننت انہ یعطینی من الدنیا شیئا لم یعطہ احدا من قبلی قال ... اربع رکعات فذکر الحدیث۔ وفی آخرہ غیر انک اذا جلست للتشہد قلت ذلک عشر مرات قبل التشہد (فضائل بروایت دارقطنی)

حضرت عباس رضی فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہیں بخشش کروں عطیہ دوں کچھ عطا کروں" میں سمجھا کوئی دنیاوی شے مرحمت فرماویں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی پھر آپ نے چار رکعت نماز سکھائی جو اوپر گذری۔ اس میں یہ بھی فرمایا جب التحیات کے لئے بیٹھو تو پہلے تسبیحوں کو پڑھو پھر التحیات پڑھو۔

یہ نماز ایک بہت بڑا تحفہ نبوی اور عطیہ ربانی ہے جو امت محمدیہ کو عطا کیا گیا اور اس شان اور اہتمام کے ساتھ عطا کیا گیا جیسا کہ ارشادات نبویہ سے ظاہر ہے۔ احادیث بالا میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں اول یہ کہ کھڑے

ف تا ختم عنوان مضمون فضائل ذکر سے منقول ہے۔ ۱۲

Marfat.com

ہو کر الحمد شریف اور سورت کے بعد پندرہ مرتبہ چاروں کلمے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے۔ پھر رکوع میں سبحان ربی العظیم کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ پھر دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے۔ اور دونوں سجدوں کے درمیان جب بیٹھے دس مرتبہ پڑھے اور جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر پھر اللہ اکبر کہہ کھڑا ہو جائے اور دو رکعت کے بعد اسی طرح چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سبحانک اللّٰھم کے بعد الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ باقی سب بدستور رہے البتہ اس صورت میں نہ تو دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی۔ علماء نے لکھا ہے بہتر یہ ہے کبھی اس طرح پڑھ لیا کرے اور کبھی اُس طرح۔

Marfat.com

بعض ضروری مسائل

مسئلہ۔ اس نماز کے لئے قرآن کریم کی جونسی سورت جی چاہے پڑھے کوئی سورت متعین نہیں۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورہ حدید۔ سورہ حشر۔ سورہ صف۔ سورہ جمعہ سورہ تغابن۔ ان پانچ سورتوں میں سے کوئی سی چار سورت پڑھے۔

بعض احادیث میں ہے کہ بیس آیت کی بقدر پڑھے۔ پس ایسی سورتیں پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں۔

بعض علمائے نے لکھا ہے کہ سورہ اذا زلزلت۔ سورہ والعادیات سورہ تکاثر۔ سورہ والعصر۔ سورہ کافرون۔ سورہ نصر۔ سورہ اخلاص میں سے پڑھے۔

مسئلہ:۔ تسبیحات کو زبان پر ہرگز شمار نہ کرے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ انگلیوں پر گنا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اس پر شمار کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ پس شمار کا بہترین طریق یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسے ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی جگہ کی تسبیح پڑھنا بھول گیا تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرے۔ البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان میں نہ کرے۔ اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے

Marfat.com

اور ان کے بعد جو تین ہوتی ہیں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے۔ مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھے اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں اور دوسرے سجدے کی دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پڑھے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے سجدہ سہو پیش آجائے تو اس میں تسبیح نہ پڑھے۔ اس لئے کہ تسبیحات کی مقدار تین سو ہے جو پوری ہو چکی البتہ اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی ہو گئی ہو تو اس کمی کو سجدہ سہو میں پورا کرے۔

مسئلہ: اس نماز کا اوقات ممنوعہ اور مکروہہ کے علاوہ باقی تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے۔ البتہ زوال کے بعد پڑھنا اولیٰ ہے پھر دن میں کسی وقت پھر رات کو۔

مسئلہ: بعض احادیث میں ان چار کلمات کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی آیا ہے۔ اس لئے اگر کبھی کبھی اس کو پڑھ لے تو اچھا ہے۔

مسئلہ: بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ تَوْفِيْقَ أَهْلِ الْهُدٰى وَأَعْمَالَ أَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمُنَاصَحَةَ أَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ أَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ أَهْلِ الْخَشْيَةِ	الٰہی میں آپ سے مانگتا ہوں اہل ہدایت کی توفیق کو اور اہل یقین کے اعمال کو اور اہل توبہ کے خلوص کو اور اہل صبر کی پختگی اور عزم کو اور اہل خوف کی بے چینی کو

Marfat.com

وَطَلَبَةَ أَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ أَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى أَخَافَكَ ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِيْ بِهَا عَنْ مَعَاصِيْكَ وَحَتّٰى أَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا أَسْتَحِقُّ بِهِ رِضَاكَ وَحَتّٰى أُنَاصِحَكَ فِي التَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ وَحَتّٰى أُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حُبًّا لَكَ وَحَتّٰى أَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِي الْأُمُوْرِ حُسْنَ الظَّنِّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اور اہل رغبت کی طلب کو۔ اور پرہیزگاروں کی عبادت کو۔ اور واقفوں کی معرفت کو تاکہ ڈروں میں تجھ سے

یا اللہ مانگتا ہوں میں تجھ سے وہ ڈر اور خوف کہ روک دے تو مجھ کو اس کی وجہ سے اپنی نافرمانیوں سے اور عمل کرنے لگوں میں تیری طاعت کے موافق ایسے عمل جن کی وجہ سے تیری رضا کا مستحق ہو جاؤں اور تاکہ خلوص کی توبہ کروں میں تیرے خوف سے۔ اور تاکہ خاص کرلوں میں تیرے ہی لئے خلوص کو تیری محبت کی وجہ سے۔ اور تاکہ تمام امور میں تجھ ہی پر بھروسہ رکھوں حسن ظن کے ساتھ۔ پاک وہ صاف تیری ذات۔ اے نور کو پیدا کرنے والے یارب ہمیں کمال نور عطا فرما۔ اور ہماری مغفرت فرما۔ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔ یا ارحم الراحمین اپنی رحمت سے یہ التجا قبول فرما۔

تینتیسواں شعبہ

دُعا

انسان جب اپنے پروردگار کی عظمت وجلال بزرگی و برتری کا دھیان کرتا ہے تو بیساختہ دل عظمت و محبت کے ساتھ اس جانب متوجہ ہوتا ہے جو اس کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔ یا کوئی اہم حاجت پیش آتی ہے یا کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو دل فوراً اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے جو حاجتوں کا پورا کرنے والا اور مصائب کا دور کرنے والا قادر مطلق اور متصرف حقیقی ہے پھر یہی جذبہ قلبی اس کو برانگیختہ کرتا ہے کہ موزوں الفاظ میں اس عظمت وجلال والے کو پکارے اور اپنی حاجات اور مشکلات کو اس کی بارگاہ عالی میں پیش کرے اسی کو "دُعا" کہتے ہیں جو ہر انسان کا ایک فطری جذبہ اور طبعی تقاضا ہے۔ اگرچہ اپنی بے شعوری کی وجہ سے اس کا شعور و ادراک نہ ہو اور یہی عبادت و بندگی کا اصل جوہر اور مقصود حقیقی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الدعاء ھو العبادۃ (مشکوٰۃ) دعا ہی عبادت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

الدعاء مخ العبادۃ (مشکوٰۃ) عبادت کا مغز اور اصل جوہر دُعا ہے۔

عبادت کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے خشوع

وخضوع اور عاجزی وانکساری، اور اس کی عظمت وبزرگی کا اظہار کیا جائے جس قدر اپنے اندر خشوع وخضوع ہوگا اور اس کی عظمت وبزرگی کا دھیان ہوگا۔ اسی قدر عبادت تام اور قابل پذیرائی ہوگی۔ اور دعا میں یہ بات پورے طور پر حاصل ہوتی ہے وہ دُعا دُعا ہی نہیں جس میں اپنی بیچارگی اور مولیٰ کی عظمت وبڑائی کا اعتراف نہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعا کا حکم فرمایا اور اپنے فضل وکرم سے اس کی اجابت کا وعدہ بھی فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ — تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔

بندہ کا اپنے مولیٰ سے دعا کرنا اور مولا کریم کا اس کو شرف قبولیت عطا فرمانا وہ نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ ہے جس کا عظمت ووقعت کے ساتھ خیر مقدم ضروری ہے اور چونکہ اس سعادت کے حصول کا حکم دیا گیا ہے اس لئے دعا بھی عبادت میں داخل ہے۔ اور جو کام بھی حکم ربانی کے ماتحت کیا جائے عین عبادت اور سراسر بندگی ہے۔

پس دُعا سے روگردانی اور اعراض گویا عبادت خداوندی سے روگردانی اور اعراض ہے جس کی قطعی سزا دخول جہنم اور عذاب نار ہے۔ چنانچہ اس سے آگے ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ — بیشک جو لوگ بڑائی سے اعراض کرتے ہیں میری عبادت سے قریب ہی داخل

ہوں گے جہنم میں ہمیشہ کے لیے

ایک روایت میں ہے کہ جب آیۃ اُدْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے سوال کیا: یا رسول اللہ ہم کونسے وقت دُعا مانگیں؟ اور بعض لوگوں نے سوال کیا: ہمارا رب ہم سے قریب ہے کہ ہم اس سے آہستہ دعا مانگیں یا دور ہے کہ ہم آواز کے ساتھ دعا مانگیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ؕ

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو میں قریب ہی ہوں قبول کرتا ہوں دُعا مانگنے والوں کی دعا کو جب مجھ سے دُعا مانگے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا وَادْعُوْہُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ؕ

پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے، اس کو پسند نہیں حد سے تجاوز کرنے والے اور مت خرابی ڈالو زمین میں بعد اس کی اصلاح کے، اور پکارو اس کو ڈر اور توقع سے بیشک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے نزدیک ہے

چونکہ دعا عبادت کا جوہر ہے اور خود مطلوب ومقصود ہے اس لئے قرآن حکیم میں جگہ جگہ دُعا کے الفاظ تلقین فرمائے اور بہت مقبول دعائیں اور

برگزیدہ رسولوں کی دعاؤں کو نقل فرمایا۔ تاکہ اس کے دوسرے بندے بھی ان کا اتباع اور پیروی کریں۔ اور اس سعادت عظمیٰ سے سرفراز ہوں۔

خود سرتاج انبیاء محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باوجود علو شان اور علو مرتبہ کے دعا کا اہتمام اور التزام فرماتے تھے اور ہر وقت بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا رہتے تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس التزام اور اہتمام کا کچھ اندازہ ان دعاؤں سے ہوتا ہے، جو احادیث کی کتابوں میں جا بجا منتشر ہیں۔

بعض محققین علماء نے ان کو ایک جا جمع کر دیا ہے۔ تاکہ مانگنے والے ان چیزوں کو مانگیں جن کو محبوب رب العالمین نے مانگا اور اسی طرز و انداز کے ساتھ مانگیں جس کو اللہ نے اپنے پیارے رسول کو بتلایا اور سکھایا۔

ان میں سے چند مشہور اور مقبول کتابیں یہ ہیں:۔

(۱) حصن حصین

(۲) الحزب الاعظم تصنیف علامہ ملا علی قاری رح

(۳) مناجات مقبول۔ تصنیف حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

Marfat.com

دُعا کی فضیلت

پہلے بار بار یہ بات معلوم ہو چکی کہ انسانی روح کی بقا اور حفاظت تازگی اور شگفتگی کے لئے جو چیز جس قدر اہم اور ضروری ہے اسی کی بہ قدر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی تاکید اور ترغیب ہے تاکہ اللہ کے بندے اس سے غافل نہ ہوں اور برضا و رغبت اس عطار ربانی اور غذا روحانی سے بہرہ اندوز ہوں۔ دعا بھی چونکہ بندگی کا جوہر ہے اور زندگی اور بندگی کا کمال اس سے وابستہ ہے اس لئے اس کی اہمیت اور نوعیت عظمت و فضیلت کو بھی نمایاں کیا گیا جس کے متعلق بکثرت احادیث ہیں۔ جن میں سے چند نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعاء (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے یہاں دعا سے زیادہ قابل اکرام کوئی شے نہیں۔

(۲) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلوا اللہ من فضلہ فان اللہ یحب ان یسأل وافضل العبادۃ انتظار الفرج (مشکوٰۃ)

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس سے مانگا جائے

اور افضل عبادت کشائش کا انتظار ہے۔

یعنی اگر کوئی شخص تنگی اور مصیبت میں مبتلا ہو جائے پھر شکوہ و شکایت نہ کرے بلکہ اس پر صبر کرے اور حق تعالیٰ کی جانب سے اس بلا کے دور ہونے اور کشائش کا انتظار کرے تو یہ عبادت ہی نہیں۔ بلکہ افضل عبادت ہے۔

(۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یسئل اللہ یغضب علیہ (مشکوۃ)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اس پر اللہ تعالیٰ کا غصہ ہوتا ہے۔

(۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر الدعاء فی الرخاء (مشکوۃ)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ مصائب کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو جلد قبول کرے۔ اسے چاہئے کہ عیش و راحت کے ایام میں خوب دعا مانگا کرے۔

(۵) عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ ان یردھما صفرا (مشکوۃ)

حضرت سلمان نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک تمہارا پروردگار بڑا صاحب حیا کریم ہے۔ جب اس کا بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ بندہ کو خالی لوٹائے۔

Marfat.com

(۶) عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیسأل احدکم ربہ حاجتہ کلہا حتی یسال شسع نعلہ اذا انقطع۔ زاد فی روایۃ عن ثابت البنانی مرسلا حتی یسالہ الملح وحتی یسالہ شسعہ اذا انقطع (مشکوٰۃ)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر ایک شخص کو اپنی ہر حاجت اپنے رب سے مانگنی چاہیئے۔ اگر جوتہ کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کو بھی خدا سے مانگے۔

دوسری روایت ہے حتی کہ نمک بھی مانگے اور جوتہ کا تسمہ بھی مانگے

ف۔ یعنی جب وہ مالک الملک مانگنے سے خوش ہوتا ہے اور ہر چیز بھی اسی کے قبضہ قدرت میں تو اپنی ہر حاجت کو چھوٹی ہو یا بڑی اسی رب کریم سے مانگنا چاہیئے۔

چوں طمع خواہد زمن سلطان دیں!
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں!

(۷) عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر (مشکوٰۃ)

حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نہیں لوٹا سکتی قضا کو مگر دعا اور نہیں زیادتی کر سکتی عمر میں مگر کسی کے ساتھ بھلائی اور احسان۔

(۸) عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الدعاء

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیشک دعا

Marfat.com

ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعاء (مشکوٰۃ)

نفع دیتی ہے۔ ان حوادث سے جو نازل ہو چکے اور ان سے جو ابھی نازل نہیں ہوئے۔ پس اللہ کے بندو دعا کا التزام رکھو۔

ف۔ یعنی جو مصائب نازل ہو چکے دعا کے بعد صبر و تحمل پیدا ہو گا۔ اور طبیعت پر سے ان کا بوجھ اور اثر زائل ہو جائے گا۔ اور اخروی اجر و ثواب مزید برآں۔ اور جو مصائب ابھی نازل نہیں ہوئے۔ دعا کی برکت سے وہ ٹل جائیں گے اور جو اٹل مصائب ہوں گے وہ ضرور آئیں گے مگر دعا کی وجہ سے وہ سہل ہو جائیں گے۔ ناقابل برداشت نہ ہوں گے اور ان پر برے اثرات مرتب نہ ہوں گے۔ ع

ہر چہ از دوست می رسد نیکوست

بہرحال دعا ہر حال میں نافع اور سود مند ہے۔

دُعا کے آداب

ہر عبادت کی ادائیگی کے لئے کچھ آداب و شرائط ہوتے ہیں۔ دعا بھی چونکہ اہم عبادت ہے اس لئے اس کے لئے بھی کچھ آداب و شرائط مقرر ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دُعا کے لئے دس آداب ہیں۔

(۱) ان اوقات کا التزام کرنا جن میں دعا مقبول ہوتی ہے۔

دعا کی قبولیت کے چند اوقات ہیں۔

(۱) عرفہ کا روز (۹ ذی الحجہ)

(۲) رمضان المبارک بالخصوص شب قدر۔

(۳) جمعہ کا دن بالخصوص عصر کے بعد کا وقت۔

(۴) رات کا آخری تہائی حصہ۔

(۵) صبح صادق کا وقت

(۲) ان حالات کا التزام کرنا جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسے سجدہ کی حالت وجہاد اور قتال کی حالت۔ بارش ہونے کی حالت۔ نماز سے پہلے اور نماز کے بعد۔ صدمہ اور غم کی حالت۔ کہ ان حالات میں دُعا زود اثر ہوتی ہے اور جلد مقبول ہوتی ہے۔

(۳) قبلہ کی طرف منہ کرنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا پھر دعا کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو ہاتھوں کو بغیر منہ پر پھیرے نہ چھوڑتے تھے۔ (ترمذی)

(۴) دعا نہ زیادہ بلند آواز سے مانگی جائے اور نہ بالکل آہستہ بلکہ درمیانہ آواز ہو۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں غزوہ خیبر میں لوگ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اربعوا علی انفسکم انکم لاتدعون اصم ولا غائباً انکم تدعون سمیعاً قریباً (نزھہ)	نرمی کرو اپنی جانوں پر۔ بیشک تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو تم تو ایسی ذات کو پکارتے ہو، جو سب سننے والا ہے اور قریب ہے۔

(۵) الفاظ میں بناوٹ اور تصنع نہ ہو سیدھے سادے الفاظ ہوں اور مختصر ہوں اور بہتر یہ ہے کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعا ہو اور ہر ہر لفظ سے اپنی عاجزی اور احتیاج نمایاں ہو۔

(۶) خشوع اور زاری خوف و رغبت کا اظہار ہو۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِيْنَ	وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر اور پکارتے تھے ہم کو توقع اور ڈر سے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً۔	پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔

(۷) عزم اور پختگی کے ساتھ طلب ہو اور قبولیت کا یقین ہو اور پورے طور پر رحمت خداوندی کا امیدوار رہو۔ اگر عزم و پختگی نہیں تو وہ دعا ہی نہیں اگر قبولیت کا یقین نہیں تو اس کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد ہی نہیں۔ پھر دعا قبول کیوں ہو؟ ناامید انسان ہمیشہ رحمت سے محروم رہتا ہے۔ ع

نا امید از رحمت شیطان بود

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں انسان کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دعا مانگنے سے نہ رکنا چاہیئے اس لئے کہ سب سے زیادہ بداعمال مردود ازلی شیطان لعین نے جب حق تعالیٰ سے دعا مانگی تو حق تعالیٰ نے اس کو بھی رد نہ فرمایا اور قبولیت بخشی (نزہہ)

(۸) دعا میں اپنی بے قراری اور عاجزی کا اظہار ہو اور بار بار طلب ہو۔ اور مطلوب کے نہ ملنے پر مایوسی اور گھبراہٹ نہ ہو۔ برابر مانگتا رہے اکتائے ہرگز نہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ہر دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ مانگنے والا اکتائے نہیں۔

(۹) دعا کو اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اور اول و آخر درود شریف پڑھے۔ تاکہ ان کی برکت سے دعا جلد بار یاب ہو۔

(۱۰) گناہوں سے سچی توبہ ہو خطاؤں پر ندامت و شرمندگی ہو اور لوگوں پر جس قدر مظالم کئے ہیں ان کی ادائیگی اور مکافات ہو۔

دعا قبول ہونے کے لئے یہ اصل و بنیادی شرط ہے جو شخص گناہوں میں آلودہ ہو اور خطاؤں میں پھنسا ہے اور ... ...

Marfat.com

وہ کیسے رحمت خداوندی کا سزاوار بن سکتا ہے۔؟

یہ دس امور ہیں ان کی پابندی سے دعا حقیقی معنی میں دعا بنتی ہے۔ اور اس پر عبادت اور بندگی کا رنگ چڑھتا ہے۔ اور اس کے آثار اور ثمرات نمایاں ہوتے ہیں۔

حضرت عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں دعا کے لئے ارکان ہیں اور بازو ہیں اور اوقات ہیں اور اسباب ہیں۔ جب ارکان موجود ہوتے ہیں۔ تو دعا میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جب بازو ہوتے ہیں تو پرواز ہوتی ہے۔ جب صحیح وقت ہوتا ہے۔ تو کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اور جب اسباب مہیّا ہوتے ہیں تو دعا پوری ہوجاتی ہے۔ دُعا کے ارکان حضور قلب۔ خشوع۔ حیا اور رجا ہیں۔ اور دُعا کے بازو سچائی اور حلال روزی ہیں۔ اور دعا کے اوقات فراغت اور یکسوئی کے اوقات ہیں۔ اور دعا کے اسباب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے جس دعا سے پہلے اور بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ وہ ہرگز رد نہیں ہوتی (نزھۃ)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" دعا بمنزلہ ہتھیار کے ہے جب تک مارنے والے میں صلاحیت اور قابلیت موجود نہ ہوگی ہتھیار کی تیزی اور عمدگی کوئی کام نہ آئے گی اور جب ہتھیار درست ہوگا اور چلانے والے کے بازو قوی ہوں گے۔ اور تمام موانع مفقود ہوں گے۔ تو لامحالہ اس کے اثرات اور نتائج مرتب ہوں گے۔ اور جب ان میں سے کوئی بات مفقود ہوگی تو تاثیر میں بھی اسی کی بقدر کمی ہوگی۔ اگر دعا فی نفسہٖ نامناسب

اور کھوٹی ہو اور دُعا مانگنے والا حضورِ قلب سے نہ مانگ رہا ہو اور دیگر موانع بھی موجود ہوں تو پھر دعا کا اثر کیسے ظاہر ہو سکتا ہے؟

دُعا کی قبولیت

بندہ جب بارگاہِ خداوندی میں دُعا مانگتا ہے تو وہ ضرور مقبول اور بار آور ہوتی ہے۔ بشرطیکہ معصیت نہ ہو۔ اور بے اعتمادی اور غفلت و مدہوشی نہ ہو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہو۔ اور مطلوب کے حاصل ہونے کا پورا یقین ہو۔ اور ہر طرح رحمت اور لطف و کرم کا امیدوار ہو چنانچہ وعدہ خداوندی ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم مجھ سے مانگو میں تمہارے لیے قبول کروں گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ قبول کرتا ہوں میں دُعا مانگنے والے کی جب مجھ سے مانگتا ہے۔

دعا کی قبولیت کی اصل صورت تو یہی ہے کہ جو کچھ مانگا ہے وہی مل جائے لیکن بعض اوقات اس شے کا ملنا مانگنے والے کے مناسب حال نہیں ہوتا اور اس کے لئے انجام کار نقصان دہ اور ضرر رساں ہوتا ہے۔ تو مختلف طریقے سے اس کی مکافات کی جاتی ہے یا تو اس سے بہتر اور اعلیٰ کوئی شے دے دی جاتی ہے یا اس کے عوض کسی آنے والی سخت آفت اور مصیبت کو دور

Marfat.com

کر دیا جاتا ہے یا اس کے بقدر گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے اور یا اس دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ رکھ دیا جاتا ہے چنانچہ جب آخرت میں اس دعا کا معاوضہ ملے گا تو انسان کی خواہش ہوگی کہ کاش دنیا میں میری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔

دعا کی قبولیت کی ان طریقوں کو احادیث ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما علی الارض من رجل مسلم یدعو اللہ عزوجل بدعوة اتاہ ایاہ اوکف عنہ من السوء مثلہا مالم یدع باثم او قطیعة رحم - (ترمذی)	حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو بھی روئے زمین کا مسلمان اللہ عزوجل سے کوئی دعا مانگتا ہے حق تعالیٰ اس کو وہ چیز دیتے ہیں یا اس کی بقدر کسی برائی کو دور فرماتے ہیں بشرطیکہ وہ دعا معصیت اور قطع رحم کی نہ ہو۔
عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من عبد مسلم یدعو بدعاء الا استجیب لہ فاما ان یعجل لہ فی الدنیا واما ان یوخر لہ فی الاخرة واما ان یکفر عنہ من ذنوبہ بقدر ما دعا مالم یدع باثم او قطیعة رحم - (ترمذی)	حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی مسلمان بندہ کوئی دعا مانگتا ہے وہ قبول کی جاتی ہے یا دنیا میں دیدی جاتی ہے اور یا آخرت کے لئے موخر کر دی جاتی ہے اور یا اس دعا کی بقدر گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ دعا معصیت اور قطع رحم کی نہ ہو۔

Marfat.com

بددعا کے الفاظ استعمال کرنے کی ممانعت

جب مسلمان کی مانگی ہوئی چیز اس کو دے دی جاتی ہے تو اس کو چاہیے کہ غصہ یا مذاق یا لاپروائی سے بھی کبھی کوئی بری شے اپنے یا اپنے اہل و عیال کے لیے زبان سے نہ نکالے مبادا وہ دعا کی قبولیت کا وقت ہو اور اس بددعا کے اثرات میں گرفتار ہو جائے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

لا تدعوا علی انفسکم — نہ بددعا کرو تم اپنے لئے اور نہ بددعا
ولا تدعوا علی اولادکم — کرو اپنی اولاد کے لیے اور نہ بددعا کرو
ولا تدعوا علی اموالکم — مال و متاع کے لئے مبادا اللہ کی طرف سے
لا توافقوا من اللہ تعالیٰ — وہ ایسا وقت ہو جس میں جو کچھ مانگا جائے
ساعۃ یسئل فیھا عطاء فیستجیب لکم — وہ عطا کیا جائے (مسلم)

ہم اپنی لاپروائی اور مدہوشی سے اکثر ایسے الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں کہ اگر ان کو پورا کر دیا جائے تو ہماری تباہی و بربادی یقینی ہے بلکہ ہم کبھی کے تباہ و برباد ہو چکے ہوتے یہ محض فضل خداوندی ہے کہ ہمارے ان ناشائستہ الفاظ کی فوراً گرفت نہیں ہوتی۔ ارشاد ربانی ہے

وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَھُمْ بِالْخَیْرِ لَقُضِیَ اِلَیْھِمْ۔ — اور اگر جلدی پہنچا دے اللہ لوگوں کو برائی جتنی کہ وہ بھلائی کو جلدی مانگتے ہیں تو ان کی عمر ختم کر دی جائے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہ ارشاد اس شخص کے متعلق ہے جو غصہ

Marfat.com

کی حالت میں اپنے بیوی بچوں کو کہتا ہے کہ تم پر خدا کی لعنت اور پھٹکار خدا انھیں خیر و برکت عطا نہ کرے۔ (نزھہ)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں آیۃ کریمہ میں وہ بددعائیہ الفاظ مراد ہیں جو انسان اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے استعمال کرتا رہتا ہے حالانکہ اس کی ہرگز یہ خواہش نہیں ہوتی کہ یہ قبول ہوں اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ جیسا انسان کو اپنی دعا کی قبولیت میں عجلت پسندی اور جلد بازی ہے۔ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ اسی عجلت کے ساتھ اس کے بددعائیہ الفاظ پر بھی حکم فرما دیتا تو اب تک کبھی کا ہلاک برباد ہو چکا ہوتا۔

غرض ہر نوع کے بدنما الفاظ کے استعمال سے روکا گیا ہے۔ اور ان کو دعاء شر قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔

اور مانگتا ہے انسان برائی جیسے مانگتا ہے بھلائی۔ اور انسان بہت جلد باز ہے۔

اگر کسی کو اس قسم کے الفاظ کہنے کی عادت پڑ گئی ہو یا اتفاقیہ غصہ میں اس قسم کے الفاظ نکل گئے ہوں تو اس کی تلافی کے لئے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَهٗ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰذَيْتُهٗ اَوْ شَتَمْتُهٗ اَوْ جَلَدْتُهٗ اَوْ لَعَنْتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ

اے اللہ میں تجھ سے وعدہ لیتا ہوں جس کا تو خلاف نہ فرمائے کیونکہ میں بشر ہوں پس جس مومن کو بھی میں نے ستایا ہو یا برا بھلا کہا ہو یا مارا ہو یا لعنت کی ہو تو ان ایذاؤں کو اس کے لئے رحمت اور

Marfat.com

صَلَاةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً نُقَرِّبُهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ طہارت اور باعث قربت بنا دیکر آپ ان کی وجہ سے قیامت کے دن اس کو اپنا بنالیں۔

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

بعض جامع دُعائیں

چند دعائیں احادیث سے نقل کی جاتی ہیں تاکہ ان کو یاد کرلیا جائے ان کے معنی اور مفہوم کو سمجھ لیا جائے اور ان کے پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (بخاری و مسلم) یا اللہ دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور محفوظ رکھ ہم کو عذابِ جہنم سے۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى (مسلم) یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں ہدایت اور پرہیزگاری اور پاکدامنی اور تونگری

(۳) حضرت انس فرماتے ہیں میں بارگاہ نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے نماز سے فراغت کے بعد دعا مانگی۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ۔ (از حصن ابی داؤد و نسائی)

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تیرے ہی لیے حمد ہے ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔ تو ہی احسان فرمانے والا ۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے ۔ اے بزرگی اور جلال والے اے ہمیشہ موجود اور قائم رہنے والے ۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ تو نے اللہ تعالیٰ کو بڑے نام کے ساتھ پکارا ہے ۔ جب اس کے ذریعہ دعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے ۔ اور جو چیز اس کے ذریعہ مانگی جاتی ہے وہ دی جاتی ہے ۔

(۴) حضرت بریدہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا جو کہہ رہا تھا ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو یکتا و بے نیاز ہے ۔ جس سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور جس کا کوئی ہمسر نہیں ۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ تو نے اللہ کے اسم اعظم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے ۔" (از حصہ از ابو داؤد و ترمذی)

(۵) حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ یہ دعا پڑھ

کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا۔ (رواہ مسلم)	اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں بےبسی اور کاہلی سے اور بزدلی اور کنجوسی سے اور بہت بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے۔ میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما۔ اور اس کو پاک کر۔ بے شک تو ہی اس کو بہتر طریق پر پاک وصاف کرسکتا ہے اس کا کارساز اور مولیٰ ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ نفع نہ دینے والے علم سے اور نہ جھکنے والے قلب سے اور نہ سیر ہونے والے نفس سے اور نہ قبول ہونے والی دعا سے۔

(۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیَاۃَ زِیَادَۃً لِّیْ	اے اللہ میرے دین کو جو میرے ہر کام کا پشت پناہ ہے سنوار دے اور میری دنیا کو جس میں میری گزران ہے سنوار دے اور اصلاح فرما میری آخرت کی جہاں مجھے واپس جانا ہے اور زندگی کو

Marfat.com

فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔
میرے لئے ہر بھلائی میں ترقی کا سبب بنا اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا سبب بنا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ کونسی دعا افضل ہے ارشاد فرمایا "اپنے رب سے دنیا اور آخرت کی عافیت کو طلب کر۔"

اس شخص نے دوسرے روز آکر پھر یہی سوال کیا اور حضور انور نے یہی جواب مرحمت فرمایا تیسرے روز پھر آکر اس شخص نے یہی سوال کیا اور حضور انور نے یہی جواب مرحمت فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا "جب دنیا میں عافیت مل گئی اور آخرت میں عافیت مل گئی تو پھر پوری فلاح حاصل ہوگئی۔"

(نزہۃ عن الترمذی)

(۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ (نزہۃ عن الترمذی)
اے اللہ اے قلوب کو مائل کرنے والے میرے قلب کو اپنے دین پر جما دے۔

(۸) حضرت طلق بن حبیب کہتے ہیں کہ ایک شخص ابو درداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ کا گھر جل گیا۔ آپ نے فرمایا "نہیں جلا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سُنے تھے۔ ان کے پڑھنے کے بعد حق تعالیٰ ایسا معاملہ ہرگز نہ فرمادیں گے۔ رسُول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ان کلمات کو صبح کو پڑھتا ہو وہ شام تک ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے۔ اور جو شخص شام کو پڑھتا ہے وہ صبح تک ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّيْ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (نزھۃ عن ابن سنی)

اے اللہ آپ ہی میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہی کے اوپر میں نے بھروسہ کیا ہے۔ آپ ہی عرش عظیم کے مالک ہیں۔ جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہیں ہوا۔ کوئی زور اور طاقت نہیں مگر اللہ سے۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور بے شک اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور ہر دابہ کے شر سے جس کی پیشانی کو میرا رب پکڑے ہوئے ہے بے شک میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔

(۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں مانگیں جن میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے بہت سی دعائیں مانگی ہیں جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسی دعا

تبلاتا ہوں جو سب سے جامع ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (نزھۃ عن الترمذی)

اے اللہ میں تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی تھی۔ اور ہر اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی تھی۔ تو ہی ہے جس سے مدد مانگی جائے اور نہ ہی زور ہے اور نہ طاقت مگر اللہ کی

(۱۰) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَاعَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَاعَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَسْأَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَاَسْئَلُکَ

اے اللہ میں تجھ سے ہر قسم کی خیر کا سوال کرتا ہوں۔ دنیا کی بھی اور آخرت کی بھی جس کا مجھے علم ہے۔ اس کا بھی اور جس کا علم نہیں اس کا بھی۔

اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور اس قول یا عمل کا جو جنت سے قریب کردے اور اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے اور اس قول یا عمل سے جو دوزخ کے

Marfat.com

مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ عَنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْئَلُكَ مَا قَضَیْتَ لِیْ مِنْ اَمْرٍ اَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهٗ رُشْدًا۔

قریب کردے اور ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور رسول محمدؐ نے مانگی ہے اور ہر اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تونے جو امر بھی میرے مقدر میں لکھا ہے اس کا انجام بہتر کردے۔

یہ دس دعائیں ہیں جو سہولت کے لئے یہاں درج کردی گئی۔ قرآن اور حدیث کی تمام دعاؤں کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب "حزب اعظم" میں جمع کردیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس مختصر کتاب کا ہمیشہ ورد رہے تاکہ تمام مقبول دعائیں اور اچھی آرزوئیں اپنا مقصود اور مطلوب بن جائیں اور بارگاہ الٰہی سے پورے طور پر وابستگی اور دلبستگی پیدا ہوجائے۔

فائدہ۔ جو دعائیں ہیں تلقین کی گئی ہیں وہ دو قسم کی ہیں۔

اول وہ دعائیں ہیں جن میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات کا بیان ہے تاکہ ان کے ورد سے انسان کی قوت فکریہ کو پرواز نصیب ہو۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کا عظمت وجلال نمایاں ہو اور اپنی عاجزی بے بسی اور بے چارگی کی کیفیت پیدا ہو۔ اس لئے کہ جب زبان سے باربار کسی بات کا تکرار ہوتا ہے تو نفس اس سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور شوق ورغبت کے

ساتھ ادھر متوجہ ہوتا ہے جو عین بندگی اور اصلی مقتضائے محبت ہے۔

دوسرے وہ دعائیں ہیں جن میں دنیا اور آخرت کی خیر و فلاح کی طلب اور دارین کی شر و برائی سے خلاصی کا سوال ہے تاکہ خیر و شر کی تمیز پیدا ہو اور انسان کی قوت ارادی مستحکم ہو اس لئے کہ انسان کے ہمت و ارادے کو ہر کام میں بڑا دخل ہے۔ اور اس مناجات کے ذریعہ قلب حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب متوجہ ہو جو عین بندگی ہے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

الدعاء ھو العبادۃ۔ دعا ہی بندگی ہے۔

اس لئے کہ بندگی اور عبادت کا مفہوم یہی ہے کہ کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ انسان کا دل مالک الملک جل جلالہ کی جانب متوجہ ہو اور یہ امر دعا میں بہت خوبی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

بعض مخصوص دُعائیں

عوارض اور حوادث کے لیے بعض مخصوص دعائیں اور وظائف ہیں جن سے ان کی مدافعت اور مداوا ہوتا ہے اور ہر نوع کی آفات سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ ہر بلا اور مصیبت کے دفعیہ کے لئے جیسا کہ ظاہری اسباب ہوتے ہیں یہ ان کے دفعیہ کی روحانی تدابیر ہیں اس لئے کہ تمام آفتیں اور مصیبتیں انسان کی بداعمالیوں اور غلط کرداریوں کا نتیجہ ہوتی ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ — تم کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے ہے۔

ے

غم چو بینی زود استغفار کن
غم بامرِ خالق آمد کار کن

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرب و بے چینی کے وقت یہ دعا کرتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا عظمت والا اور بردبار ہے [illegible] کوئی معبود نہیں [illegible] [illegible]

(رزہ عن الصحیحین) علیم کے مالک ہیں۔

(۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی کوئی گھبراہٹ یا پریشانی لاحق ہوتی تو آپ یہ پڑھتے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا شَرِیْكَ۔ (رزہ عن ابن سنی) کہیئے کہ اللہ ہی میرا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

(۳) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی رنج وغم لاحق ہو تو یہ دعائیہ کلمات پڑھے

اَللّٰهُمَّ اَنَا عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ اَمَتِكَ فِیْ قَبْضَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ نُوْرَ صَدْرِیْ وَرَبِیْعَ قَلْبِیْ وَجِلَاءَ حُزْنِیْ وَذَهَابَ هَمِّیْ۔ (رزہ عن ابن سنی)

اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تیرا بندہ زادہ اور تیری بندی کا بچہ ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا حکم میرے بارے میں نافذ ہے تیرا فیصلہ میرے حق میں عین انصاف ہے۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں بحرمت اس نام کے جو تو نے اپنی ذات کے لئے تجویز کیا اور اس کو اپنی کتاب میں اتارا۔ یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو تعلیم فرمایا یا علم غیب میں اپنے پاس اس کو محفوظ رکھا یہ کہ قرآن عظیم کو میرے دل کا نور میرے قلب کی بہار۔ میرے غم کا ازالہ اور میرے فکر کا دفعیہ بنا دیجئے۔

(۴) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: "علی تمہیں ایسے کلمات نہ بتلادوں جو ہلاکت و بربادی کے وقت تم پڑھا کرو۔" میں نے عرض کیا۔ میں آپ پر فدا ہوں ضرور بتلایئے۔" ارشاد فرمایا جب کسی ہلاکت اور مصیبت میں مبتلا ہو تو یہ دعا پڑھا کرو۔ حق تعالیٰ اس کی وجہ سے ہر نوع کی بلا دفع فرما دیتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ (نزھۃ عن ابن سنی)

حفاظت چاہتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے نہیں ہے قدرت اور طاقت مگر اللہ کے پاس جو بہت بلند و بالا عظمت والا ہے

(۵) حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے کوئی اندیشہ ہوتا تو یہ پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ (نزھۃ عن ابی داؤد والنسائی)

اے اللہ ہم تجھ کو ان کے مقابلہ پر کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

(۶) حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسی بادشاہ وغیرہ کا خوف و اندیشہ ہو تو یہ پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

کوئی معبود نہیں مگر اللہ بردبار۔ کریم پاک ذات ہے اللہ کی جو سات آسمانوں کا اور عرش عظیم کا مالک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

Marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ۔ (رواہ عن ابن سنی)

نہیں۔ باعزت ہے تیرا مستغیث اور بڑی ہے تیری ثنا اور تعریف۔

(۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر معاش کی تنگی ہو تو جب گھر سے باہر نکلے یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا قَدَّرَ لِیْ حَتّٰی لَآ اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ۔ (رواہ عن ابن سنی)

اللہ کا نام میری جان پر اور میرے مال پر اور میرے دین پر قائم رہے۔ الٰہی مجھے اپنی قضا پر راضی رکھ۔ اور جو کچھ میرے لئے مقدر کر دیا اس میں خیر و برکت عطا فرما یہ جس بات کو تو نے مؤخر کر دیا اس کی جلدی نہ چاہوں اور جس بات کو مقدم کر دیا اس کی تاخیر نہ چاہوں۔

(۸) ایک مکاتب غلام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں اپنے معاوضہ کی ادائیگی سے عاجز ہوں آپ میری مدد کیجئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں تمہیں وہ کلمات بتاتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلائے تھے۔ اگر پہاڑ کی برابر بھی تجھ پر قرض ہوگا تو حق تعالیٰ اس کو بھی ادا کرا دیں گے۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ

اے اللہ مجھے حلال روزی دے کہ حرام سے بچ جاؤں اور مجھ پر فضل فرما کر

Marfat.com

عَنْ سِوَاكَ۔ (نزھۃ عن الترمذی) سے بے نیاز ہو جاؤں۔

(۹) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مجھ پر وحشت سوار رہتی ہے۔ حضورِ انور نے ارشاد فرمایا یہ دعا بکثرت پڑھا کر۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ — پاک ہے اللہ بادشاہ ہے بڑی عظمت
رَبِّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ — والا۔ فرشتوں اور روح کا پروردگار۔ تو آسمانو
جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — اور زمین پر اپنی عظمت و جبروت کے ساتھ لبا
بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ (نزھۃ عن ابن) — دیا ہے۔

(۱۰) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھ کر مریض پر پھونک مارا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اِذْهَبِ — اے اللہ اے مخلوق کے مالک تکلیف
الْبَاسَ اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ — کو دور فرما صحت عطا فرما صحت عطا کرنے
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً — والے آپ ہی ہیں۔ آپ کے سوا کسی کے
لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ — پاس شفا نہیں ایسی صحت عطا فرمائے کہ اس کے
(نزھۃ عن الصحیحین) — بعد کوئی تکلیف اور مرض باقی نہ رہے۔

انسان سرتاپا محتاج ہے اور اس کی ساری ضروریات مالک الملک قادرِ مطلق جل جلالہ کے ساتھ وابستہ ہیں پس دوراندیشی اور ہوشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ ہر ضرورت اور احتیاج کے وقت اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو اور اسی سے حاجت روائی کا سہارا ڈھونڈے۔

چوتھا شعبہ

توبہ واستغفار

ذکر الٰہی کا ایک اہم ترین شعبہ اور عمدہ ترین طریقہ توبہ اور استغفار ہے۔ اس لیے کہ توبہ میں حق تعالیٰ کی جانب توجہ پوری طرح ہوتی ہے اور اپنی گندگی اور بے بسی اور مولیٰ کی عظمت و کبریائی کا اچھی طرح دھیان اور استحضار ہوتا ہے۔

توبہ کی حقیقت

توبہ تین امور کے ساتھ متحقق ہوتی ہے۔

(۱) علم (۲) حال (۳) عمل۔

پہلے انسان کو اس بات کا علم اور احساس ہوتا ہے کہ اس گناہ اور نافرمانی سے مجھے کس قدر نقصان عظیم پہنچا ہے مولیٰ کریم کی ناراضگی بارگاہِ خداوندی سے دوری اور انوار و تجلیات سے محرومی۔ وہ اپنے سے کوئی چیز کھوئی ہوئی پاتا ہے اور اپنے دل میں ایک قسم کی کدورت اور ظلمت محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے اس پر افسوس و ندامت کی حالت طاری ہوتی ہے اور یہ ندامت جب پورے طور پر دل پر چھا جاتی ہے تو اس سے ایک عملی جذبہ پیدا ہوتا ہے جو اس کی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ زند

Marfat.com

پر اثر انداز ہوتا ہے۔ گذشتہ۔۔ بداعمالیوں کی تلافی اور مکافات کی فکر لاحق ہوتی ہے اور موجودہ وقت میں گناہوں سے پورا احتراز اور اجتناب ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے یہ قطعی فیصلہ اور مصمم عزم ہوتا ہے کہ کبھی گناہ کے پاس نہ جاؤں گا اور کسی حال میں بھی اپنے مولیٰ کی نافرمانی اور حکم عدولی نہ کروں گا۔ ان تینوں امور کے ساتھ توبہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ عمل ندامت پر مرتب ہوتا ہے۔ اور ندامت اس علم و یقین سے پیدا ہوتی ہے کہ گناہوں کے منفی اثرات انسانی زندگی کو تباہ و برباد کرتے ہیں اور حق تعالیٰ سے دوری اور محجوبی پیدا کرتے ہیں۔ جو انسان کے لئے خسرانِ عظیم ہے۔

جب یہ علم و یقین اور ندامت و حسرت اور ارادہ عمل خیر متحقق ہوتے ہیں تب اس مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں۔ اور ان تینوں امور کے متحقق ہونے کے بعد توبہ کا ظہور ہوتا ہے لیکن اصل ان تینوں میں ندامت و حسرت ہے اس لئے کہ ندامت و حسرت بغیر علم و یقین کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور اور جب ندامت و حسرت لاحق ہو جاتی ہے تو پھر عمل خیر کا ارادہ اور زندگی کو سنوارنے کا فکر خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے توبہ کو صرف ندامت کے لفظ کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور اس سے مقصود ندامت کا ثمرہ ندامت اور باعث ندامت ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ (مجالس الابرار) ندامت ہی توبہ ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

حقیقت توبہ از سہ چیز مرکب است حقیقت توبہ تین چیزوں سے مرکب ہے

اول علم و دوم حال و سوم عمل اما علم پس
دانستن ضررِ گناه است و آنکہ ایں گناه
درمیان بنده و درمیان رحمت الٰہی
حجاب واقع شد و چوں ایں دانست
در ذہن قرار می گیرد و مستحکم می شود دل
را طپشے و بے قراری بسبب فوت محبوب
بہم رسد و تاسفے بر آں کار کہ سبب نا
یافت شده می دید و ایں تاسف حالے
است از حالات دل کہ او را ندامت
نامند و ایں حالت را سہ تعلق است
تعلقے بماضی و آں تلافی مافات است
و تعلقے است بحال و آں ترک آں
فعل است فی الفور و تعلقے است
بمستقبل و آں تصمیم عزم
است بر آنکہ ایں کار را بار دیگر نکنم۔
(تفسیر عزیزی جلد ۱ صفحہ ۲۲)

علم۔ حال۔ عمل۔ علم گناه کے نقصان کو پہچاننا
اور یہ جاننا کہ یہ گناه بنده اور رحمتِ
خداوندی کے درمیان ایک پرده ہو گیا
یہ بات جب ذہن میں قرار پکڑ جاتی ہے
اور مستحکم ہو جاتی ہے تو دل کو محبوب کے
فوت ہو جانے کی وجہ سے طپش و بیقراری
ہوتی ہے۔ اور اس کام پر افسوس ہوتا ہے
یہ افسوس دل کی ایک حالت ہے جس کو
ندامت کہتے ہیں اور اس حالت کے لئے
تین تعلق ہوتے ہیں ایک زمانہ ماضی
کے ساتھ اور وه تلافی مافات ہے
دوسرا زمانہ حال کے ساتھ اور وه فوراً
اس کام کو چھوڑ دینا ہے اور تیسرا زمانہ
مستقبل کے ساتھ اور وه اس بات کا
پختہ عہد کرنا ہے کہ آئنده یہ کام نہ
کروں گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ہر چند حقیقت توبہ کہ ندامت
بر ماضی و ترک گناه در حال و عزم جزم

اگرچہ توبہ کی حقیقت ماضی پر ندامت
اور اس وقت ترک معصیت اور آئنده کے

Marfat.com

بر ترک و تنفر تمام در استقبال است	کے لئے ترک کا پختہ ارادہ ہے۔ اور یہ سب
ہمہ متعلق بدل است لیکن صفت دل چو	باتیں دل سے متعلق تھیں لیکن جب یہ حالت
قوت می گیرد بدون ظہور بر جوارح و	قوت پکڑتی ہے تو بدون اعضاء اور زبان
لسان نمی ماند و لہذا در حدیث شریف	پر ظاہر ہوئے نہیں رہتی اسی لئے حدیث
صلواۃ التوبہ و صیغہ استغفار را ہم	شریف میں نماز توبہ اور استغفار کے الفاظ
در وقت توبہ تعلیم فرمودہ اند۔	کو بھی توبہ کے وقت میں تعلیم فرمایا ہے۔

(تفسیر عزیزی جلد ا صفحہ ۲۰۴)

حضرت ذوالنون مصری رح سے کسی نے دریافت کیا کہ توبہ کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا توبہ چھ امور سے مرکب ہے۔

"اول سابقہ گناہوں پر ندامت۔ دوسرے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم۔ تیسرے ادائیگی ان فرائض کی جو فوت ہو چکے۔ چوتھے، حقوق العباد کی ادائیگی خواہ حقوق مالی ہوں یا جانی یا ناموسی۔ پانچویں، جو گوشت اور خون حرام مال سے پیدا ہوا اس کو پگھلانا اور فنا کرنا۔ چھٹے، جیسا معصیت کا مزہ چکھا ہے ویسا ہی طاعت کا ذائقہ چکھنا۔ (تفسیر عزیزی)

جب حقیقی توبہ نصیب ہو جاتی ہے تو انسان پر اس کے چار اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔

(۱) برے لوگوں کی صحبت سے نفرت اور معاصی سے اعراض اور طاعت کی رغبت (۲) دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا فکر اور شوق۔ (۳) حق تعالیٰ سے غافل کرنے والے امور سے بیزاری اور حق تعالیٰ کا قرب پیدا کرنے والے امور سے دلبستگی۔

اور یہی چاروں امور توبہ قبول ہونے کی علامات ہیں جب یہ علامات ظاہر ہو جاتی ہیں تو انسان کا حق تعالیٰ کی جانب سے چار طرح سے اعزاز و اکرام کیا جاتا ہے۔ اول اس کے سابقہ گناہوں کو کالعدم اور نسیاً منسیاً کر دیا جاتا ہے۔

التائب من الذنب کمن لاذنب له۔ — گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا گناہ نہ کرنے والا۔

دوسرے محبوبین و مقربین بارگاہِ خداوندی میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ — بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور محبوب رکھتا ہے پاکیزہ رہنے والوں کو۔

تیسرے شیطان کے غلبہ اور تسلط سے محفوظ اور مامون رہتا ہے۔

چوتھے مرنے سے پہلے بے خوف و خطر ہو جاتا ہے اور کسی قسم کا حزن و ملال اس پر طاری نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ — اترتے ہیں ان پر فرشتے کہ نہ ڈرو تم اور نہ غم کھاؤ اور خوش خبری سن لو اُس بہشت کی جس کا تم وعدہ کئے جاتے تھے۔

Marfat.com

توبہ کی شرائط

توبہ قبول ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو وہ توبہ درحقیقت توبہ کہلانے کی مستحق نہیں۔ ایسی توبہ سے توبہ۔

پہلی شرط یہ ہے کہ سابقہ گناہوں پر دل سے ندامت و شرمندگی اور حسرت و پشیمانی ہو۔ اور ندامت سے مراد یہ ہے کہ اپنے کیے ہوئے گناہ پر غمگین اور دردمند ہو اور دل میں یہ آرزو ہو کہ کاش یہ گناہ مجھ سے سرزد نہ ہوا ہوتا۔ اگر ندامت نہ ہو تو محض زبان سے توبہ اور استغفار کہنا دل کی ترجمانی نہیں بلکہ کذب بیانی ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ فوراً اس کام سے باز آجائے اور اس کا پختہ ارادہ ہو کہ آئندہ کبھی ایسا گناہ نہ کروں گا۔ اور یہی معنی توبہ کے ہیں اس لئے کہ کسی گناہ میں مبتلا رہنا اور اس کو نہ چھوڑنا یہ توبہ اور استغفار نہیں بلکہ استہزاء اور تمسخر ہے۔ جو سنگین جرم ہے۔

ایک شخص نماز سے فارغ ہوا۔ اور فوراً زبان سے کہا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس شخص سے فرمایا۔ اے شخص جلدی سے زبانی استغفار کرنا جھوٹوں کی توبہ ہوتی ہے۔ ایسی توبہ سے بھی توبہ کرنی چاہیے۔"

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: "ہماری توبہ بھی توبہ کے لائق ہے۔"

علامہ قرطبی فرماتے ہیں یہ اس زمانہ کا حال تھا اور ہمارے زمانہ میں تو

Marfat.com

یہ حال ہے کہ استغفار کی تسبیح کا ورد ہو رہا ہے لیکن قلوب اسی طرح گناہوں میں آلودہ ہیں اور گناہوں کی رغبت بدستور موجود ہے ایسی توبہ توبہ نہیں بلکہ کھلا استہزاء اور استخفاف ہے۔"

تیسری شرط یہ ہے کہ اس ندامت و پشیمانی اور اس گناہ کے ترک کا باعث صرف خوفِ خداوندی ہو حق سبحانہ و تعالیٰ کی ناراضگی کے خیال سے اس گناہ کو چھوڑا جائے کوئی دوسرا داعیہ اور محرک نہ ہو۔ اگر کوئی دوسرا داعیہ اور محرک اس گناہ کے ترک کا ہوا اور اس کی بنا پر اس گناہ کو ترک کیا تو یہ توبہ نہیں کہلائے گی۔ مثلاً اگر کسی شرابی کو شراب پینے کے نقصانات کا احساس ہوا اور شراب کو چھوڑ دیا اس لئے کہ اس سے عقل میں فتور آتا ہے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اور مفت میں مال و دولت ضائع ہوتی ہے۔ تو یہ ایک گناہ کا ترک تو ضرور ہے مگر وہ توبہ نہیں جو اللہ اور رسولؐ کے یہاں مقبول ہے۔ جس سے سابقہ شراب نوشی کی تلافی اور مکافات ہو جائے اور آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مایوسی اور نا امیدی نہ ہو ہر چند کہ گناہ زیادہ اور بڑے ہوں مگر فضل ایزدی سب کو معاف فرما دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ — اور کون مغفرت کرتا ہے گناہوں کی اللہ کے سوا۔

مایوسی اور نا امیدی مومن کی شان نہیں بلکہ کفر و نفاق کی نشانی ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ — ناامید نہیں ہوتے اللہ کی رحمت سے
اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ۔ — مگر کافر لوگ۔

اگر ان شرائط کی پابندی کے ساتھ توبہ اور استغفار کیا جائے تو وہ ضرور مقبول اور بار یاب ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یقیناً اس گناہ کی معافی اور مغفرت ہو جائے گی چاہے وہ گناہ چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا۔ اس رب العزت کی نافرمانی کوئی بھی چھوٹی نہیں اور اس کی عفو و مغفرت کے سامنے کوئی چیز بھی بڑی نہیں۔ اس لئے کہ سب سے اعظم ترین جرم کفر و شرک ہے، اور کفار و مشرکین کے بارہ میں ارشادِ ربانی ہے۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَھُوْا — کہہ دیجئے آپ کافروں کو اگر باز آ
یُغْفَرْ لَھُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ۔ — گئے اگلے پچھلے تو معاف ہو جائے گا ان کا جو ہو چکا۔

جب کفر و شرک بھی توبہ اور رجوع سے قابلِ معافی ہے تو باقی معاصی تو بہرحال اس سے کمتر ہیں۔

توبہ کے طریقے

حق سبحانہ وتعالیٰ کی حکم عدولی اور نافرمانی کو معصیت اور گناہ کہتے ہیں معاصی اور گناہوں کی دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو بندہ اور اس کے مولیٰ کے درمیان ہیں جیسے زنا کرنا۔ شراب پینا۔ جھوٹ بولنا وغیرہ وغیرہ۔

دوسرے وہ جو بندوں سے متعلق ہیں جیسے کسی پر ظلم و تعدی کرنا کسی کی بے حرمتی کرنا۔ کسی کا مال اٹھانا وغیرہ وغیرہ۔ اگر معاصی پہلی قسم کے ہیں تو ان کی توبہ کا طریقہ ندامت و شرمندگی اور حسرت و پشیمانی اور بارگاہِ خداوندی میں عذر خواہی اور طلب معافی ہے۔ یہ معاصی توبہ اور استغفار سے معاف ہو جاتے ہیں اور جب بھی بندہ صدق دل سے توبہ کرتا ہے تو ان سے درگزر کیا جاتا ہے۔ اور گناہوں کے برے اثرات کو زائل کر دیا جاتا ہے البتہ اگر فرائض خداوندی میں سے کسی فریضہ کو چھوڑا ہے جس کے لئے شریعت میں قضا یا کفارہ مقرر کیا گیا ہے جیسے نماز اور روزہ وغیرہ تو اس کا قضا کرنا اور اس کے کفارہ کو ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ محض توبہ سے یہ فرائض ذمہ سے ساقط نہیں ہوتے۔

اور دوسری قسم کے معاصی جن کا تعلق بندوں سے ہے ان کی توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے حقوق کو صاحب حق تک پہنچایا جائے۔ اور ظلم تعدی کی مکافات کی جائے اور ان کو خوش کر دیا جائے۔ لیکن اگر یہ دشوار اور ناممکن ہو تو پھر اصل حقوق کے لئے ایصالِ ثواب دعاء مغفرت کرے تاکہ

حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو بخشش بھی فرمادے اور اپنی جانب سے قیامت میں ان کے حقوق کی تلافی اور مکافات بھی فرمادے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

فان كانت المعاصي يتعلق بحق	اگر معاصی حق سبحانہ وتعالیٰ کے حق سے
الله تعالیٰ وسبحانه ولا يتعلق	متعلق ہوں اور بندوں کے مظالم اور حقوق
الحقوق بمظالم العبادی	سے ان کا تعلق نہ ہو جیسے زنا کرنا شراب
حقوقهم كالزنا وشرب الخمر	پینا۔ گانا سننا۔ نامحرم کو دیکھنا۔
وسماع الغنا والنظر الى غير	بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگانا۔ کسی
محرم ومس المصحف من	بدعت کا اعتقاد رکھنا۔ تو ان سے توبہ
غير وضوء واعتقاد بدعة	یہ ہے کہ ندامت ہو اور طلب مغفرت ہو
فالتوبة عنها بالندم والاستغفا	اور حسرت و پشیمانی ہو اور اللہ عزوجل
والتحسر والاعتذار الى	سے عذرخواہی ہو۔ اور اگر فرائض خداوندی
الله عزوجل - ولو ترك فرضا	میں کسی فریضہ کو چھوڑا ہے تو توبہ میں
من الفرائض لابد فى التوبة	اس کی قضا بھی ضروری ہے۔
من ادائه وان كانت المعاصي	اور اگر معاصی بندوں کے مظالم اور ان
يتعلق بمظالم العباد فتوبتها	کے حقوق سے متعلق ہوں تو ان کی توبہ
برد المظالم اليهم والاستحلال	یہ ہے کہ ان مظالم کو ان تک پہنچایا جائے
منهم والاحسان اليهم والدعاء	اور ان سے معاف کرایا جائے اور ان پر

Marfat.com

وان کان صاحب المال
والعرض میتاً فالاستغفار
له والاحسان برد المال
الی اولادہ وورثته وان لم
یعلم له وارث یتصدق
بقدر المال والجنایة
علی الفقراء والمساکین بنیة صاحب
المال والذی اوذی بغیر حق۔

احسان کیا جائے اور ان کے لئے دعا کی جائے۔
اور اگر صاحب مال اور آبرو فوت ہو چکا تو اس
کے لیے استغفار کرنا ہے۔ اور اس کی اولاد
اور ورثا کو مال لوٹانا ہے۔ اور ان کے ساتھ
احسان کرنا ہے۔ اور اگر کوئی وارث معلوم
نہ ہو تو صاحب مال اور صاحب حق کی نیت
سے اس کا مال اور معاوضہ کو فقراء اور
مساکین پر صدقہ وخیرات کرنا ہے۔

توبہ کی ترغیب اور تاکید

توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی ناراضگی اور ناخوشی کے کام کو چھوڑ کر اس کام کو اختیار کرنا جس سے پروردگار عالم راضی اور خوش ہو ہر سلیم الطبع اور صحیح العقل انسان کی طبیعت کا اصلی تقاضا ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اس کا مالک وخالق اور پروردگار اس سے خوش اور راضی رہے اور اس کی ناراضگی کے اسباب کسی طرح دور ہوں۔ یہ فطری تقاضا اور انسانی فریضہ توبہ کے ذریعہ پورا ہوتا ہے۔ اور یہ حق تعالیٰ کا مزید لطف واحسان ہے کہ توبہ کا حکم فرما کر اس فریضۂ انسانی اور تقاضائے فطری کو بھی عین عبادت اور اپنے تقرب اور خوشنودگی کا باعث بنا دیا۔ چنانچہ حکم ربانی ہے

وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ — اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب اے ایمان والو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔ — اے ایمان والو توبہ کرو تم اللہ کے آگے صاف دل کی توبہ۔

توبہ استغفار کرنا ہر مومن پر فرض اور ضروری ہے۔ کوئی شخص کسی حال میں اس سے مستغنی اور بے نیاز نہیں حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی باوجود انتہائی تقرب اور عظمت وشان کے ہمیشہ توبہ استغفار میں مشغول رہتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

يا ايها الناس توبوا الى الله فانى اتوب اليه فى اليوم مائة مرة — لوگو! اللہ کے آگے توبہ کرو میں بھی اللہ کے آگے توبہ کرتا ہوں ہر روز سو مرتبہ (مسلم)

جب سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باوجود اپنے معصوم اور برگزیدہ ہونے کے دن میں سو مرتبہ توبہ اور استغفار کرتے تھے۔ پھر امت میں کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو توبہ اور استغفار سے مستغنی اور بے نیاز ہو۔ ؎

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش — عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

توبہ استغفار چونکہ مامور ہے اس لئے عین عبادت ہے اور ہر فرد بشر اس کا مکلف ہے لیکن انبیاء وصدیقین اور اولیاء وتابعین کا توبہ اور استغفار رفع مراتب اور ترقی درجات کے لئے ہوتا ہے ان کو ہر آن ایسا ترقی حاصل ہوتی

Marfat.com

جبروت ایزدی کے سامنے ہیچ اور کالعدم محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا استغفار بھی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اور حقیقت رساں ہوتا ہے۔ اور عامۃ المسلمین کا توبہ واستغفار حکم کی بجا آوری بھی ہے۔ اور گناہوں اور لغزشوں کی تلافی اور معافی بھی ہے۔ اور یہ گناہوں سے پاکی اور صفائی ان کی ترقی کا ذریعہ ہوگی۔

اے برادر بے نہایت درگہیست ہر کہ بروے میرسی بروے مایست

توبہ کے فضائل

انسان اپنی عقل کی کوتاہی اور نارسائی کی وجہ سے اپنی روحانی غذاؤں سے ناواقف اور بے خبر ہے اس لئے انسانی خیر خواہی اور تربیت کے پیش نظر اس کی روحانی غذاؤں کو اس کے لئے فریضہ خداوندی قرار دیا گیا تاکہ شیوہ بندگی بھی ادا ہو جائے اور روحانیت اور انسانیت بھی درجہ تکمیل تک پہنچ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ فرائض خداوندی کے بے شمار فضائل اور منافع ہوتے ہیں۔ چنانچہ توبہ اور استغفار کے بھی بے شمار فضائل اور منافع ہیں جن میں سے معدودے چند بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کے آگے خالص توبہ شاید تمہارا پروردگار دور کر دے تم سے تمہاری برائیوں کو اور داخل کرے

وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ تم کو ان باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔

آیۂ کریمہ میں مومنوں کو سچی اور حقیقی توبہ کا حکم فرمایا اور پھر جب وہ صدقِ دل سے توبہ کرلیں گے تو ان کو دو طرح فضیلت اور منفعت حاصل ہوگی پہلے یہ کہ ان کی سابقہ تمام گندگیوں اور برائیوں کو دور کردیا جائے گا اور ان کی روح کو تمام برے اثرات سے پاک و صاف کرکے لطیف و نظیف بنا دیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ ان کو ایسی جنت میں داخل کیا جائے گا جو خوشگوار اور خوش مناظر ہوگی جس میں جگہ جگہ نہریں اور چشمے جاری ہوں گے۔ برائی اور گناہ روح کے لئے سم قاتل ہے۔ اور برائی اور گندگی کے اثرات انسانیت کے لئے بدنما داغ ہیں۔ یہی برائیاں انسانیت کی تکمیل سے مانع ہوتی ہے۔ اور روح کی پرواز اور ترقی میں حائل ہوتی ہیں۔ پس ان کا اصل تریاق توبہ و استغفار ہے۔ جب تریاق کا استعمال ہوجائے گا تو یہ تمام سمی اثرات زائل ہوجائیں گے۔ اور روح کو وہ پرواز اور ترقی نصیب ہوگی جو اس کو ملاءِ اعلیٰ تک پہنچائے گی اور اس جگہ اس کو قرار اور قیام ہوگا جو اس کا اصلی مقام ہے اور یہی "خلدِ بریں" اور "جنات نعیم ہے" جو مرنے کے بعد عطا ہوگی۔

(۲) حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ	پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت
اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ	کے جس کی وسعت ایسی ہے جیسے آسمان اور
يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ	زمین تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں

الضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۔

کے لئے ایسے لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصے کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگذر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ کہ جب کرتے ہیں کھلا گناہ یا برا کرتے ہیں اپنے حق میں تو یاد کرتے ہیں اللہ کو۔ پس مغفرت چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون مغفرت کرتا ہے گناہوں کی اللہ کے سوا اور نہیں اڑے رہتے اس پر جو کیا جان بوجھ کر ان کی جزا مغفرت ہے ان کے پروردگار کی طرف سے اور وہ باغ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں اور کیا اچھی مزدوری ہے کام کرنے والوں کی۔

یعنی ان اعمال و اطوار کی جانب سبقت اور جلدی کرو جو حق سبحانہٗ کی مغفرت اور جنت کا ذریعہ ہیں۔ وہ جنت جس کی وسعت و خوشنمائی کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا جو خدا سے ڈرنے والوں اور متقی پرہیزگار لوگوں کے لئے تیار کی گئی۔ خدا سے ڈرنے والے متقی و پرہیزگار دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کے اور دوسرے اُن سے کمتر۔

اعلیٰ درجہ کے لوگ وہ ہیں جو خدا کے خوف اور تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے اعمال حسنہ میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کا دل مال و متاع میں پھنسا ہوا نہیں ہوتا، بلکہ اپنی پونجی کو ہر حال میں اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کی مخلوق کے ساتھ حسن برتاؤ اور عفو و کرم سے پیش آتے ہیں۔

دوسرے درجہ کے لوگ وہ ہیں جن سے اعمال حسنہ کے بجائے برے اعمال سرزد ہو جاتے ہیں اور وہ فواحش و منکرات میں مبتلا ہو جاتے ہیں لیکن پھر بعد میں متنبہ ہو جاتے ہیں اپنے کیے پر پچھتاتے ہیں اور اپنے برے اعمال پر اصرار نہیں کرتے۔ اس لئے کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان گناہوں کی وجہ سے پروردگار ان سے ناراض ہوگا۔ اور دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی اور پریشانی اور پشیمانی اٹھانی پڑے گی۔ بس ندامت و شرمندگی اور حسرت و پشیمانی کے ساتھ اپنے پروردگار کے آگے توبہ اور استغفار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ وہ پہلا گروہ متقی اور پرہیزگار لوگوں کا ہے۔ یہ دوسرے گروہ بھی متقی اور پرہیزگاروں میں شمار ہے اس لئے کہ ان سے یہ توبہ و استغفار اور ندامت و پشیمانی صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے صادر ہوئی ہے۔ اور اس شرمندگی اور پشیمانی کا اصل باعث محض تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ گناہوں کا صدور تقاضا بشریت کی وجہ سے ہوا تھا جس سے بعد کو رجوع کر لیا گیا۔ اس لئے ان دونوں گروہ کی جزا اور اجرت یہ ہے کہ پروردگار کی جانب سے رحمت و بخشش کی عطا اور خلد بریں کا ہمیشہ قیام۔۔۔ دونوں گروہ کو یہ بہترین اجر و انعام ان کے عمل کی وجہ سے ملا۔ پہلے گروہ نے خوب عمل کیا اور دوسرے گروہ نے توبہ اور

Marfat.com

استغفار کی وجہ سے اپنی بدعملی کی اچھی مکافات اور تلافی کی اور یہی اس کا عمل ہے جو مقبول ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا پھر اس گناہ پر نادم و شرمسار ہوا۔ تو یہ ندامت و شرمندگی اس گناہ کا کفارہ اور بدل ہو گئی۔"

(۳) حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ	اور وہ ایسا ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے اور درگزر کرتا ہے برائیوں سے

آیۃ کریمہ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی دو اہم صفات بیان کی گئی ہیں ایک بندوں کی توبہ کو قبول کرنا دوسرے ان کے گناہوں سے درگزر فرمانا اور معاف کرنا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر توبہ بشرطیکہ وہ صحیح معنی میں توبہ ہو مقبول بارگاہ ہوتی ہے۔ اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبویؐ ہے۔ "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا گناہ نہ کرنے والا"

اور انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہو سکتی ہے کہ تھوڑی سی ندامت ساری سیاہ کاری کا خاتمہ کر دے۔

(۴) حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ؕ	بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور محبوب رکھتا ہے پاکیزہ لوگوں کو۔

محبوبیت بندگی کا اعلیٰ مقام ہے۔ ایک مشتِ خاک کا اس سے بڑھ کر کیا اعزاز و اکرام ہو سکتا ہے کہ اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں محبوب و مقرب ہو۔ آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامِ محبوبیت پاکیزہ بندوں کو نصیب ہوتا ہے۔ جو اعمالِ صالحہ سے آراستہ ہوتے ہیں اور گناہوں کی گندگی سے صاف اور ستھرے رہتے ہیں اور ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے اعمال تو اچھے نہیں ہوتے مگر توبہ کی وجہ سے ان کے بُرے اعمال کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں اور یہ ندامت و شرمندگی ان میں حسن و رعنائی پیدا کر دیتی ہے۔

"توابین" کو "متطہرین" پر اس لئے مقدم کیا گیا کہ تطہیر و تنظیف کا اصل ذریعہ توبہ اور استغفار ہے ورنہ انسان تو سراسر گندہ اور خطا کار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں۔" (مشکوٰۃ)

جب کوئی بھی انسان خطا و قصور سے خالی نہیں۔ تو اب مغفرت اور نجات تطہیر اور تنظیف کا دروازہ صرف توبہ اور استغفار رہ گیا۔ اسی لئے اس دروازہ کو ہر فرد و بشر کے لئے وا کیا ہوا ہے۔ ۵) حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو کی۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ	پس کہا میں نے مغفرت مانگو اپنے پروردگار سے بیشک وہ ہے مغفرت کرنے والا بھیجے گا بارش تم پر کثرت اور دے گا تم کو مال اور اولاد اور بنا دے گا

جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا۔ تمہارے لئے باغ اور جاری کرے گا تمہارے لئے نہریں۔

آیۃ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ اور استغفار سے مغفرت بھی ہوتی ہے اور قحط سالی دور ہوتی ہے۔ اور مال و دولت اور اولاد میں افزونی ہوتی ہے و سرسبزی اور شادابی نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"جو شخص استغفار کا اہتمام کرے حق تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے خلاصی کی راہ پیدا فرماتے ہیں۔ اور ہر غم سے رستگاری نصیب فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔" (مشکوٰۃ)

احادیث فضائلِ توبہ

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّ عبدا اذنب ذنبا فقال ربّ اذنبت فاغفر لی فقال ربّہ اَعَلِمَ عبدی ان لہ ربا یغفر الذنب ویاخذ بہ غفرت لعبدی ثم مکث ما شاء اللہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے کوئی گناہ پھر کہتا ہے پروردگار میں نے گناہ کیا میری مغفرت فرما پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا جان لیا میرے بندہ نے کہ اس کا پروردگار ہے جو گناہ کو بخشتا ہے

ثم اذنب ذنبا قال رب اذنبت ذنبًا فاغفرہ فقال اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنب ویاخذ به غفرت لعبدی ثم مکث ماشاء الله ثم اذنب ذنبًا قال رب اذنبتُ ذنبًا آخر فاغفرہ لی فقال اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنب ویاخذ به غفرت لعبدی فلیفعل ما شاء۔ متفق علیه (مشکوٰۃ)

اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔ پھر جس قدر بھی اللہ چاہے گناہ سے بچا رہتا ہے۔ پھر کوئی گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے پروردگار میں نے گناہ کیا میری مغفرت فرما۔ رب العالمین فرماتے ہیں کیا جان لیا میرے بندے نے کہ اس کا پروردگار ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔ پھر جس قدر بھی اللہ چاہے گناہ سے بچا رہتا ہے پھر کوئی گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے پروردگار میں نے پھر گناہ کیا میری مغفرت فرما۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کیا جان لیا میرے بندہ نے کہ اس کا پروردگار ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے؟ میں نے اپنے بندہ کو معاف کیا اب جو چاہے کرے۔

ف: ۔جو بندہ بشریت کے تقاضے سے گناہ کرتا ہے لیکن اس کو اس بات پر ایمان اور یقین ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین ہے اور بڑی عظمت و قدرت اور رحمت و شفقت والا ہے۔ وہ بندوں کے گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور ان پر گرفت بھی کر سکتا ہے۔ پس حق سبحانہ و تعالیٰ کے خوف سے اُس کی

رحمت کا امیدوار ہو کر مغفرت اور معافی کا خواستگار ہوتا ہے تو حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں جب میرے بندہ کو میری ربوبیت کا اعتراف ہے اور میرے مواخذہ کا ڈر ہے اور میری مغفرت کی امید ہے تو اس قدر ایمان و یقین کی مایہ ہوتے ہوئے اس کی گرفت مناسب نہیں۔ لہذا اس کو معاف کر دیا گیا۔

اور جب بار بار بندہ سے گناہ سرزد ہوتا ہے لیکن وہ ہر بار اس گناہ پر نادم و پشیمان ہو کر توبہ اور استغفار کر لیتا ہے تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس میں ایمان و یقین راسخ ہو چکا اور گناہوں کا صدور ایمان و یقین کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ فطرتی کمزوری ہے تو اس کی مغفرت و بخشش دائمی اور ابدی کر دی جاتی ہے پس اگر برابر اسی طرح گناہ اور توبہ کرتا رہے تو یہ فطری کمزوری اس کی مغفرت اور نجات میں حاج اور مانع نہ ہوگی۔ فلیفعل ما شاء (کرے جو چاہے)

دوسری روایت میں ارشاد فرمایا ہے۔ ما اصرّ من استغفر و لو عاد فی الیوم سبعین مرۃ۔ (مشکوٰۃ)

وہ شخص گناہ پر مصر نہ ہوگا جو ہر بار گناہ سے توبہ کرتا رہے اگرچہ دن میں ستر مرتبہ گناہ کرے۔ اور ستر مرتبہ توبہ کرے۔

گناہ پر اصرار کرنا اور بار بار کرنا۔ اگرچہ ایمان و یقین کے خلاف ہے لیکن چونکہ اس کے ساتھ توبہ اور استغفار بھی ہے جو ایمان کی خصوصی نشانی ہے اس لیئے یہ اصرار اصرار شمار نہ ہوگا۔ اور ایمان و یقین کے منافی نہ ہوگا۔ محض گناہ کا صدور ایمان کے منافی نہیں البتہ گناہ کو گناہ

Marfat.com

نہ سمجھنا اور معصیت کو ہلکا جاننا اور اس پر اصرار کرنا ایمان و یقین کے منافی ہے۔

(۲) عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم للّٰہ اشدّ فرحاً بتوبۃ عبدہ حین یتوب من احدکم کان راحلتہ بارضٍ فلاۃٍ فانفلتت منہ وعلیہا طعامہ وشرابہ فاتی شجرۃً فاضطجع فی ظلّہا قد ایس من راحلتہ فبینما ھو کذٰلک اذ ھو بہا قائمۃً عندہ فاخذ بخطامہا ثم قال من شدّۃ الفرح اللّٰھم انت عبدی وانا ربّک من شدّۃ الفرح۔ (رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اپنے بندہ کی توبہ سے جس وقت وہ توبہ کرتا ہے۔ اس شخص کی خوشی سے زیادہ جس کی سواری بیابان میں گم ہوجائے اور اس سواری پر اس کا توشہ اور پانی ہو جستجو کے بعد اپنی سواری سے مایوس ہوکر درخت کے سایہ میں پڑجائے پھر اچانک اپنی سواری کو سامنے کھڑا ہوا پائے۔ اس کی لگام تھام کر فرطِ مسرت سے کہے الٰہی تو میرا بندہ ہے۔ اور میں تیرا رب یہ لغزش زبان غایت خوشی میں اس سے سرزد ہوئی۔

ف:۔ کہنا یہ چاہتا تھا کہ الٰہی تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ لیکن وہ فرطِ مسرت سے اتنا مدہوش تھا کہ اس کا الٹا کہنے لگا۔ مقصود یہ ہے

کہ جیسا اس شخص کو ایسی حالت میں اپنی گم شدہ سواری کی مسرت ہوتی ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے بہت زیادہ اپنے بندہ کی توبہ سے خوش ہوتے ہیں۔ گم شدہ بھاگا ہوا غلام بہرحال گم شدہ سواری سے زیادہ پیارا ہے۔ اور اس خوشنودگی اور رضامندی کا باعث یہ ہے کہ انسان بوجہ اشرف المخلوقات ہونے کے بارگاہِ خداوندی میں پسندیدہ اور برگزیدہ ہے۔ لیکن انسان اپنے کفر وطغیان اور فسق عصیان کی بدولت مردود بارگاہ بنتا ہے۔ پس جب وہ شرمندگی و پشیمانی سے اپنے کردہ کرتوت کی تلافی کرکے اپنی اصلی منصب پر آتا ہے تو پھر پسندیدہ بن جاتا ہے۔ اور خوشنودگی اور رضامندی کا پروانہ عطا ہوجاتا ہے۔

(۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ یا ابن آدم انک ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لک علی ما کان فیک ولا ابالی یا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لک ولا ابالی یا ابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم زادے تو جب تک مجھ سے مانگے گا اور امید رکھے گا میں تیری مغفرت کروں گا۔ خواہ جو کچھ بھی برائی تیرے میں ہو اور میں بے پرواہ ہوں (یعنی تیری مغفرت میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں اگرچہ تو بڑا گنہگار رہو) اے آدم زادے اگر تیرے گناہ آسمان کی چوٹی تک پہنچ جائیں پھر بھی تو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں تیری مغفرت کردونگا

خطایا ثمّ لقیتنی لا تشرک بی شیئاً لاتیتک بقرابہا مغفرۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب (مشکوٰۃ)

اور میں بے پروا ہوں۔ اے آدم زادے اگر زمین کی بھرائی بقدر خطائیں لے کر تو مجھ سے ملے لیکن میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں اتنی ہی مغفرت اور بخشش تجھ کو دوں گا۔

ف:۔ اس حدیث قدسی میں انسان کے لئے غایت تسلی اور تشفی ہے کہ اپنے گناہوں اور خطاؤں کی کثرت سے گھبرائے نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو کر اس سے مغفرت طلب کرے۔ اس کے لئے کوئی بھی چیز دشوار نہیں۔ اور اس کی رحمت کے سامنے گناہوں کی کثرت کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔

(۴) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان المومن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب واستغفر صقل قلبہ وان زاد زادت حتی تعلو قلبہ فذالکم الران الذی ذکر اللّٰہ تعالیٰ کلا بل ران علی قلوبہم

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر اگر توبہ اور استغفار کر لیتا ہے تو اس کا دل مصقل ہو جاتا ہے اور وہ سیاہ دھبہ صاف ہو جاتا ہے اور اگر برابر گناہ کرتا رہتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھ کر تمام دل پر چھا جاتا ہے یہی وہ ران ہے

مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۔ (رواہ مشکوٰۃ) جس کا آیت کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ[ع۱] مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ میں ذکر ہے۔

ف: یعنی جب انسان برابر گناہ کرتا رہتا ہے تو دل سیاہ زنگ آلود ہوجاتا ہے اور نورِ بصیرت فنا ہوجاتا ہے دل کی بینائی جاتی رہتی ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے نفع اور نقصان میں تمیز نہیں کرسکتا۔ اور حکمت و موعظت کی بات کو قبول نہیں کرتا۔ اور فتنہ و گمراہی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ البتہ اگر توبہ واستغفار کرتا رہے تو یہ گناہ کے اثرات صاف ہوتے رہتے ہیں۔ اور دل کے زنگ کو صیقل کردیتے ہیں۔

(۵) عن صفوان بن عسال قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ جعل بالمغرب باباً عرضہ مسیرۃ سبعین عاماً للتوبۃ لا یغلق مالم تطلع الشمس من قبلہ وذلک قول اللہ تعالیٰ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ یَوْمَ تَاْتِی الْاٰیۃ۔[ع۲]

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن عسال سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے مغرب میں ایک دروازہ بنایا ہے جس کا عرض ستر سال کی مسافت ہے یہ توبہ کا دروازہ ہے جو اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ آفتاب مغرب کی جانب سے نہ نکلے یہی معنی ہیں حق تعالیٰ کے ارشاد

(رواہ الترمذی وابن ماجہ (مشکوٰۃ))

ع۱ یہ بات ہرگز نہیں بلکہ زنگ لگ گیا ان کے دلوں پر (ان گناہوں کی) وجہ سے جو وہ کرتے تھے ۱۲۔ ع۲ اس دن کہ ظاہر ہوں گی بعض نشانیاں تیرے رب کی نہ نفع دے گا کسی نفس کو اس کا ایمان لانا جو ایمان نہیں لایا تھا پہلے سے ۱۲۔

Marfat.com

ف: یعنی توبہ کرنے والوں کے لئے ایک وسیع دروازہ کھلا ہوا ہے جو ہر وقت کھلا رہتا ہے اور اس وقت تک کھلا رہے گا جب تک کہ علامات قیامت ظاہر ہوں انہیں میں سے آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا ہے جب آفتاب مغرب کی جانب سے طلوع ہو جائے گا یا کوئی اور علامت قیامت مشاہدہ ہو جائے گی تو اب توبہ کا وقت ختم ہو چکا اس لئے توبہ کے دروازہ کو بند کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد نہ کسی کی توبہ قبول ہوگی اور نہ کسی کا ایمان لانا یا کوئی عمل خیر کرنا مقبول ہوگا۔ ان علامات کا ظہور اس بات کی علامت ہوگا کہ اب امتحان کا وقت ختم ہو چکا آگے صرف جزاء و سزا کا وقت ہے۔

توبہ کرنے میں جلدی کرنا

انسان کی نجات اور فلاح کا راستہ توبہ و استغفار ہے۔ دنیوی زندگی بھی اسی سے سنورتی ہے اور اخروی زندگی بھی اسی سے بنتی ہے پس دانا اور بینا وہ ہے جو فرصت کو غنیمت جانے اور توبہ اور استغفار میں مشغول رہے اور گناہوں سے باز رہے۔ ؎

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار | کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور موت کے آثار نمودار ہو جانے کے بعد توبہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ | اور نہیں ہے توبہ ان لوگوں کی جو کرتے

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰى إِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْئٰنَ ۔ جاتے ہیں۔ برے کام یہاں تک کہ جب آئے ان میں سے کسی کے پاس موت تو کہتے ہیں میں نے توبہ کی اب۔

توبہ اسی کو کہتے ہیں جس میں ندامت اور پشیمانی سے اس بات کا پختہ عہد ہو کہ آئندہ یہ گناہ نہ کروں گا اور جب موت کا پیغام آچکا اور آئندہ عمل کا وقت ختم ہو چکا تو اب یہ لفظی توبہ سود مند نہ ہوگی۔ اس لئے کہ در حقیقت یہ توبہ ہی نہیں بلکہ یہ اپنے انجام بد کے مشاہدہ کا اظہار ہے پس جب تک کہ روح حلقوم تک پہنچے اور زندگی کی آس باقی ہو اس وقت تک توبہ کا وقت باقی ہے۔ اور جب روح حلقوم میں پہنچ گئی اور جینے کے آثار ختم ہو گئے اور دوسرے عالم کے مشاہدات سامنے آگئے تو اب توبہ کا وقت ختم ہو چکا ارشاد نبوی ہے۔

ان اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر (مشکوٰۃ) اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتے ہیں جب تک کہ روح حلقوم تک نہ پہنچے۔

پس سمجھ دار اور ہوشیار وہ شخص ہے جو برابر توبہ اور استغفار کرتا ہے توبہ میں تاخیر کرنا اور یہ سمجھنا کہ پھر توبہ کر لوں گا پوری ہلاکت و بربادی ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

ھلک المسوّفون وہ لوگ ہلاک ہو گئے جو یہ کہتے ہیں یا قریب ہی توبہ کر لوں گا۔

جو شخص آج توبہ کرنے اور گناہ سے باز رہنے پر قادر نہیں۔ اس سے کیا توقع

Marfat.com

کی جا سکتی ہے کہ وہ پھر توبہ کرے گا۔ گناہوں کے اثرات جب دل پر جم جاتے ہیں اور دل گناہوں کی لذت کا خوگر بن جاتا ہے پھر اس سے گناہوں کا چھڑانا ایک دشوار مرحلہ ہوجاتا ہے۔

توبہ اور استغفار کی دعائیں

احادیث سے توبہ و استغفار کی بعض دعاؤں کو نقل کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ موزون انداز میں معافی نامہ پیش کرنے کو قبولیت میں بہت بڑا دخل ہوتا ہے۔

(۱) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سید الاستغفار یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ
وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ
مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ
شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ
بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ
بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ
لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

الٰہی تو میرا رب ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھ کو پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر مستقیم ہوں اور تیرے وعدہ پر یقین رکھتا ہوں اپنی طاقت کی بقدر پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے اس برائی سے جو میں نے کی ہے میں تیری ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو مجھ پر ہیں۔ اور میں اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں پس تو میری

مغفرت فرما اس لئے کہ تیرے سوا کوئی بھی
گناہوں کی مغفرت نہیں کر سکتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یقین کے ساتھ اس کو دن میں پڑھے اور اس دن شام ہونے سے پہلے فوت ہو جائے وہ اہلِ جنت سے ہے۔ اور جو شخص یقین کے ساتھ اس کو رات کو پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے فوت ہو جائے وہ اہل جنت سے ہے۔" (مشکوٰۃ از بخاری)

(۲) حضرت بلال بن یسار بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ استغفار پڑھے گا اس کی ضرور مغفرت ہوگی اگرچہ وہ قتال سے بھاگا ہو۔ (ترغیب)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ	مغفرت طلب کرتا ہوں اللہ سے
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ	نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا وہ ہمیشہ
الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ ۔	قائم رہنے والا ہے اور میں اس کے سامنے
(ترغیب عن ابی داؤد والترمذی)	توبہ کرتا ہوں۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا وقت آیا تو انھوں نے بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور خداوند تعالیٰ کی توفیق سے یہ دعا ان کی زبان سے نکلی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّیْ	یا اللہ تو جانتا ہے میرے باطن اور
وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ	ظاہر کو پس قبول کر میری معذرت کو اور

وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَاَرْضِنِیْ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ۔

تو جانتا ہے میری حاجت کو، پورا کر میرے سوال کو اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے جی میں ہے پس مغفرت کر میرے گناہ کی۔ اے اللہ میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو دل میں سما جائے اور یقین صادق چاہتا ہوں تاکہ میں سمجھ لوں کہ مجھ پر وہی مصیبت آ سکتی ہے جو تو نے مقدر میں لکھ دی اور اپنے لکھے پر مجھے راضی رکھ۔

"حق سبحانہ نے وحی نازل فرمائی کہ اے آدم تمہاری دعا مقبول اور مستجاب ہوئی اور جو بھی تمہاری اولاد میں سے ان الفاظ کے ساتھ دعا کرے گا اس کی دعا مقبول ہو گی۔" (تفسیر عزیزی از رازی)

(۴) امیر المومنین حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی دعا تلقین فرما دیجئے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں معاف کر سکتا۔ تو اپنے پاس سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما ...

(متفق علیہ ...)

پانچواں شعبہ

صلوٰۃ وسلام

سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ذکر الٰہی میں داخل ہے۔ بلکہ ذکر اللہ کا ایک اہم شعبہ اور افضل طریقہ ہے۔ جس سے انسانی روح کو تازگی اور شگفتگی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس اصلی روح کے ساتھ مناسبت اور وابستگی پیدا ہوتی ہے جو خلاصۂ کائنات اور تمام ارواح کی سرتاج ہے اور رشد و ہدایت اور خیر و صلاح کا اصلی منبع اور سرچشمہ ہے علیہ الف الف صلوٰۃ و تحیۃ۔ یہی وجہ ہے کہ مومنوں کو صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔	بیشک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ رسول پر اے ایمان والو تم بھی رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے تمام مومنوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم صادر فرمایا اور مزید تاکید اور ترغیب کے لئے یہ بھی بیان فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ یعنی مومنوں کو نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ خدانخواستہ

Marfat.com

نبی کو ان کی صلوٰۃ وسلام کی احتیاج ہے جس ذات عالی پر مالک الملک رب العالمین اور اس کے تمام فرشتے صلوٰۃ بھیجتے ہوں وہ مومنوں کی صلوٰۃ وسلام کا کب محتاج ہو سکتا ہے؟ بلکہ اس سے مقصد مومنوں کی عزت افزائی ہے کہ ان کو ایسے کام میں شریک کیا گیا جو رب العالمین اور اس کے فرشتوں کی جانب سے ادا ہو رہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے تعلق کا اظہار اور اقرار ہو جائے اور ان انعامات اور احسانات کی شکر گزاری اور مکافات ہو جائے جو بارگاہِ رسالت کے ذریعے مومنوں پر ظاہر ہوئے ہیں۔

امام ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا تمام عبادات سے افضل و اعلیٰ ہے اس لئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اول خود نبی کریم پر صلوٰۃ بھیجی پھر مومنوں کو صلوٰۃ وسلام کا حکم فرمایا۔ اور یہ اسلوب بیان کسی دوسری عبادت کے لئے اختیار نہیں کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا دیگر تمام عبادات سے فائق ہے۔" ([illegible])

صلوٰۃ وسلام کا مفہوم

صلوٰۃ . . . کے معنی دعا اور رحمت ہے جو حمد وثنا کو متضمن ہو۔

"صلوٰۃ علی النبی" کا مطلب یہ ہے کہ بنی کی ثنا و تعظیم رحمت وعطوفت کے ساتھ ہو۔ پھر جس کی طرف صلوٰۃ منسوب ہوگی اسی کی شان ومرتبہ کے لائق ثنا و تعظیم اور رحمت وعطوفت مراد لیں گے جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھ لو اللہ تعالیٰ بھی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ یعنی رحمت وشفقت کے ساتھ آپ کی ثنا اور اعزاز و اکرام کرتے ہیں اور فرشتے بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں۔ مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت وتکریم اپنی شان ومرتبہ کے موافق ہوگی۔ پھر مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ ورحمت بھیجو اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔

علماء نے کہا ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنوں کی صلوٰۃ دعا بھیجنا ہے۔ (تفسیر علامہ عثمانی)

شیخ عزالدین ابن عبدالسلام فرماتے ہیں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنا اور آپ کے لئے رحمت کی دعا کرنا یہ ہماری جانب سے سفارش نہیں اور نہ ہم جیسا آپ جیسے عالی مرتبت کے حق میں سفارش کرسکتا ہے لیکن حق

Marfat.com

سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور انعامات کی شکرگذاری اور مکافات کا حکم فرمایا ہے اور ہم چونکہ اس شکرگذاری اور مکافات سے ہر طرح قاصر اور عاجز ہیں اس لئے بارگاہِ خداوندی میں ہمیں التجا کرنی چاہیئے کہ وہ حق شکرگذاری اور مکافات اپنی جانب سے ادا فرمائے۔ اور اس شکرگذاری اور حقوق نبوی کی ادائیگی کے لئے ہمیں صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا گیا۔ (نزہہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ذات پر ہر وقت اور ہر آن حق تعالیٰ کی رحمتوں و نعمتوں کا بیش از بیش ظہور اور ورود ہوتا ہے اور ابدالآباد تک ہوتا رہے گا۔ خواہ کوئی رحمت بھیجے یا نہ بھیجے۔ مومنوں کو طلب رحمت اور صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا اس لئے حکم دیا گیا تاکہ اس ناچیز ہدیہ کے ذریعہ سے ان کو رسول کی صحبت کا ذائقہ نصیب ہو اور بارگاہ نبوت سے ایک گونہ قرب اور مناسبت حاصل ہو جائے۔ اور اس اظہار تعلق اور مناسبت اور تقرب کی بدولت دنیا و آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم مجلسی سے بہرہ اندوز ہوں چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

اقربکم منی مجلساً یوم القیٰمۃ اکثرکم علیّ صلوٰۃ

تم میں روز قیامت مجھ سے قریب تر نشست والے وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتے ہیں

(نزہہ)

پس اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے صلوٰۃ وسلام کی احتیاج نہیں تو بہرحال ہم تو آپ کی محبت آپ کے قرب اور آپ کی شفاعت کے محتاج ہیں

اور سلام علی النبی" کا مفہوم دو امر ہیں۔ ایک آفات سے سلامتی کی دعا۔ اور دوسرے تعریف و ثنا اس لئے کہ عرف میں لفظ سلام مستحق ثناہی کے لئے بولا جاتا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تو دونوں معنیٰ پائے جاتے تھے اور بعد میں صرف ثنا اور تعریف کا اظہار رہے۔ اور اگر سلام سے مقصود سلامتی کی بشارت ہو تو یہ معنی اب بھی بلا تکلف صحیح ہو سکتے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے خدایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلامتی کی بشارت پہنچا دے جو آپ کے لئے موعود اور موہوب ہے۔ (بیان القرآن ملخصاً)

۵

یا ربّ صلّ وسلم دائمًا ابدًا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

امام نووی فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو صلوٰۃ و سلام دونوں بھیجے۔ ان میں سے ایک پر اکتفا کرنا مناسب نہیں صلوٰۃ کی تکمیل تسلیم سے ہوتی ہے۔ اور تسلیم صلوٰۃ کا تتمہ ہے۔

Marfat.com

صلوٰۃ وسلام کے مواقع

ہر وقت صلوٰۃ وسلام بھیج سکتا ہے اس کے لئے کسی وقت کی تعین اور تحدید نہیں۔ البتہ بعض مواقع ایسے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی ترغیب وتاکید کی گئی ہے ان اوقات میں صلوٰۃ وسلام کو ہرگز ترک نہ کرنا چاہیئے۔

(۱) نمازوں کے آخری قعدہ میں خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا نفل۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو نماز میں پڑھنے کے لئے درود تلقین فرمایا۔ جو آج تک متداول ہے۔

(۲) اذان کے بعد۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مؤذن سے اذان سنو تو اس کے جواب میں وہی الفاظ کہو جو مؤذن کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو جو شخص درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر دس رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے "وسیلہ" طلب کرو وسیلہ جنت کا ایک عالی مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جو شخص میرے لئے وسیلہ طلب کرے گا۔ اس کے حق میں میری شفاعت یقینی ہوگی۔ (رزمذی مسلم)

(۳) مسجد میں داخل ہوتے وقت۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو فرماتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (ابن عمر)

Marfat.com

(۴) ہر دعا کے اول اور آخر میں۔ بعض علماء نے اس کو واجب کہا ہے۔ حضرت فضالہ بن عبید سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا مانگتے ہوئے سنا۔ اس نے خدا کی تسبیح و تقدیس بیان کی اور نہ درود پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس شخص نے جلدی کی۔" پھر اس شخص کو بلایا اور ارشاد فرمایا "جب کوئی دعا مانگے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول خدا کی بڑائی اور حمد و ثنا بیان کرے پھر درود بھیجے اور جو چاہے دعا مانگے۔ (نزھہ از ابوداؤد و ترمذی)

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے۔ آگے نہیں جاتی۔ جب دعا کرنے والا درود پڑھتا ہے تب آگے جاتی ہے۔ (نزھہ)

(۵) ہر مجلس اور ہر نشست میں۔ بعض علماء نے اس کو بھی واجب کہا ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں نہ خدا کا ذکر ہوا اور نہ رسول پر درود ہو تو وہ مجلس اور نشست قیامت میں ان بیٹھنے والوں کے لیے موجب حسرت اور وبال ہوگی۔ اب چاہے خدا تعالیٰ ان کو سزا دے اور چاہے معاف فرمائے (نزھہ از ترمذی)

(۶) جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب میں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن میں مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو۔ جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ (نزھہ از بیہقی)

نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص جمعہ کے دن اسّی مرتبہ درود پڑھتا ہے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۷) جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو۔ بعض علماء نے اس وقت درود پڑھنے کو واجب کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "خاک آلود ہو اس شخص کی پیشانی جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ نیز ارشاد فرمایا "بڑا ظلم ہے یہ کہ میرا تذکرہ ہو اور مجھ پر درود نہ پڑھا جائے نیز ارشاد فرمایا زیادہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سحر کے وقت کچھ سی رہی تھی سوئی ہاتھ سے گر گئی اور چراغ گل ہو گیا تھوڑی دیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو چہرہ انور کی روشنی سے گھر جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا چہرہ کس قدر پر نور ہے۔

ارشاد فرمایا "بے نصیب و برباد ہے وہ شخص جو قیامت میں مجھ کو نہ دیکھ سکے گا" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ وہ کون شخص ہو گا جو قیامت میں آپ کے دیدار سے محروم رہے گا"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وہ بخیل ہو گا"

میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ بخیل کون ہو گا؟

ارشاد فرمایا: وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(نزہتہ)

Marfat.com

(۸) ملاقات اور مصافحہ کے وقت۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دو بندے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہوں جب آپس میں ملیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور درود پڑھیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (نزہہ از ابن سنی)

(۹) صبح اور شام کے وقت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح اور شام مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے وہ قیامت کے روز میری شفاعت حاصل کرے گا۔ (نزہہ)

(۱۰) مصیبت اور دشواری کے وقت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس شخص کو کوئی مصیبت اور دشواری پیش آئے اس کو چاہیئے کہ بکثرت درود پڑھے اس سے اس کا عقدہ حل ہو جائے گا اور مصیبت ٹل جائے گی۔ (نزہہ)

(۱۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو لکھنے کے وقت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص کتابت میں مجھ پر درود لکھے جب تک وہ درود لکھا رہے گا فرشتے اس کے لئے دعاء مغفرت کرتے رہیں گے۔ (نزہہ)

(۱۲) جمعہ کے خطبہ میں۔ جس خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام نہ ہو وہ خطبہ شمار نہ ہوگا۔

(۱۳) وضو کے وقت۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

Marfat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے مجھ پر وضو کے وقت درود نہیں بھیجا اس نے پورا وضو نہیں کیا۔ (مواہب)

(۱۴) روضۂ اطہر پر حاضری کے وقت۔

(۱۵) نمازِ جنازہ کے اندر۔

صلوٰۃ وسلام کے فضائل

صلوٰۃ وسلام کی فضیلت اور منفعت میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلّی علیّ صلوٰۃ واحدۃً صلّی اللہ علیہ عشر صلوات و حطّت عنہ عشر خطیّات و رفعت لہ عشر درجات۔ (مشکوٰۃ عن النسائی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر دس بار صلوٰۃ نازل فرماتے ہیں اور اس کی دس خطائیں معاف کی جاتی ہیں اور دس درجات اس کے بلند کیے جاتے ہیں۔

(۲) عن ابی طلحۃ اَنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء ذات یوم والبشر فی وجھہ فقال انہ جاءنی جبرئیل فقال انّ ربّک یقول اما

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ ارشاد فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے

Marfat.com

يرضيك يا محمد ان لا يصلّي عليك احد من امّتك الّا صلّيت عليه عشراً ولا يسلّم عليك احد من امّتك الّا سلّمت عليه عشراً۔ (مشكوٰة عن النسائی والدارمی)

اور کہا تمہارا رب فرماتا ہے: اے محمد کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہاری امت میں سے جو بھی تم پر ایک بار صلوٰۃ بھیجے گا۔ میں اس پر دس بار صلوٰۃ بھیجوں گا۔ اور جو بھی امتی تم پر سلام بھیجے گا۔ میں اس پر دس سلام بھیجوں گا۔

(ف) ارشاداتِ نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے والے کا تین طرح اعزاز کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ صلوٰۃ و سلام بھیجنے پر حق سبحانہ و تعالیٰ دس مرتبہ اس پر صلوٰۃ و سلام نازل فرماتے ہیں۔

(۲) اور اس کی دس خطائیں معاف فرماتے ہیں۔

(۳) قیامت میں اس کے دس درجے بلند فرماتے ہیں۔

پھر جس قدر صلوٰۃ و سلام میں بندہ کی جانب سے اضافہ ہوگا اسی قدر حق سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے اس اعزاز میں زیادتی ہوگی۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھ پر ایک بار صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ حق تعالیٰ اس پر دس بار صلوٰۃ نازل فرماتے ہیں اور جو شخص دس مرتبہ بھیجتا ہے حق تعالیٰ سو مرتبہ نازل فرماتے ہیں۔ اور جو شخص سو مرتبہ بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس کی پیشانی پر لکھ دیتے ہیں کہ یہ شخص نفاق اور عذابِ نار سے بری اور محفوظ ہے۔ اور جنت میں اس کو شہداء کے ساتھ ٹھکانا مرحمت فرماتے ہیں۔ (الترغیب)

Marfat.com

درود شریف کا غایت اعزاز یہ ہے کہ ادھر زبان سے "صلوٰۃ وسلام" نکلا ادھر بارگاہ خداوندی سے دس گنا صلوٰۃ وسلام درود پڑھنے والے پر نازل ہوگیا۔ یہ ہاتھ کے ہاتھ دس گنا مزدوری کی ادائیگی ہے۔ قیامت میں خطاؤں کی معافی اور درجات کی ترقی مزید براں ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کے صلوٰۃ وسلام نازل فرمانے کا یہ مطلب ہے کہ حق تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتے ہیں اور اس کے اجر وثواب کو دس گنا فرما دیتے ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

جو کرتا ہے ایک نیکی اس کے لئے اس کا دس گنا ہے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام سے اس کے ظاہری معنی مراد ہوں اور جیسا بندہ نے صلوٰۃ بھیجی ہے ویسا ہی حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی شان کے مناسب دس صلوٰۃ نازل فرماتے ہیں تاکہ فرشتوں میں درود بھیجنے والے کی کرامت وعظمت کا اظہار ہو جائے جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے۔

من ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء و خیر منہ۔

جو مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے میں اس کو اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔

(۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتے ہیں

حتیٰ ارد علیہ السلام (مشکوٰۃ عن ابی داؤد والبیہقی) | اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(۴)

عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملٰئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔ (مشکوٰۃ عن النسائی والدارمی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حق تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر گھومتے رہتے ہیں۔ اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(۵)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ نائیاً اُبلغتہ۔ (مشکوٰۃ عن البیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے وہ درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔

(۶) وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علیّ فان صلوٰتکم تبلغنی حیث کنتم۔ (مشکوٰۃ عن النسائی)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ تمہارا درود تم جہاں بھی جاہے ہو مجھ تک پہنچتا ہے۔

ارشاداتِ نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو صلوٰۃ وسلام بھیجا جاتا ہے وہ بارگاہِ رسالت تک پہنچتا ہے۔ اگر روضۂ اطہر پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے تو خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو

Marfat.com

سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ اور اگر دور سے صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے تو وہ فرشتوں کے ذریعہ بارگاہِ رسالت تک پہنچایا جاتا ہے۔ اور وہاں سے قبولیت کا پروانہ عطا ہوتا ہے۔

یہ صلوٰۃ وسلام کا دوسرا اعزاز واکرام ہے کہ بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کے ساتھ ساتھ بارگاہِ رسالت میں بھی اس کو قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے اور یہی عمل کا اللہ اور رسولؐ کی بارگاہ میں قبول ہو جانا اور اس کے ذریعہ ذات رسالتؐ کے ساتھ وابستگی اور مناسبت قائم ہو جانا وہ روحانی ترقی ہے جس سے بڑھ کر کوئی ترقی نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعظیم کے ساتھ تذکرہ کرنا اور آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے طلب رحمت کرنا آپ کی جانب متوجہ ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ کاملین کی ارواح طیبہ جب جسم سے جدا ہو جاتی ہیں تو اس دریا کے مانند ہوتی ہیں جو ایک جگہ رکا ہوا ہو ان کو کوئی ارادہ اور عارضی داعیہ حرکت و جنبش نہیں دے سکتا اس لئے کہ وہ بسیط مطلق کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ اور مشاہدہ رب العزت میں مستغرق اور منہمک ہوتی ہیں۔ البتہ دیگر ارواح جو ان سے کم ہوتی ہیں اپنی ہمت اور ارادہ کے بقدر ارواح انبیاء کرام کے ساتھ وابستگی اور تعلق پیدا کر لیتی ہیں۔ اور ان سے اکتساب صلاحیت فرماتے اور ... پیدا کر لیتی ہیں جیسا کہ ... مطالب ہے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ... دیکھو۔

من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی ... حتی ارد علیہ السلام ...

قیام میں بارہا اس کا مشاہدہ کیا ہے (حجۃ اللہ جلد ۲ ص ۱) یعنی ردِّ روح سے یہ مراد نہیں کہ بدن سے روح جدا ہو جانے کے بعد دوبارہ بدن میں لائی جاتی ہے۔ بلکہ مقصود دیگر کم درجہ کی ارواح کا اپنی ہمت اور ارادہ کے بقدر روح اطہر سے فیضیاب ہونا اور اپنے مناسب حال انوار کا اقتباس ہے چونکہ اس میں روح اطہر کو بھی ان ارواح کی جانب ایک گونہ توجہ ہوتی ہے اسلئے اس توجہ کو ردِّ روح کے ساتھ تعبیر فرمایا (واللہ اعلم)

(۷) عن عامر بن ربیعۃ عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطب ویقول من صلی علیّ صلوٰۃً لم تزل الملٰئکۃ تصلی علیہ ما صلی علیّ فلیقل عبد من ذلک او لیکثر۔ (الترغیب عن احمد)

حضرت عامر بن ربیعہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک وہ درود پڑھتا ہے فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب جس کا جی چاہے کم درود پڑھے اور جس کا جی چاہے زیادہ

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب بندہ درود شریف پڑھتا ہے۔ تو فرشتہ اس کے جواب میں کہتا ہے۔ وَاَنْتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ۔ (اور تجھ پر بھی اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے) (ترغیب عن احمد)

ایک روایت میں ہے کہ بندہ ایک بار درود پڑھتا ہے فرشتہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو شخص ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اور فرشتے ستر مرتبہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ (مشکوٰۃ عن احمد)

Marfat.com

روایات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں اور یہ صلوٰۃ وسلام کا تیسری نوع سے اعزاز و اکرام ہے۔ غرض ایک جنبشِ لب کی وجہ سے تمام عالم ملکوت میں محبوب اور پیارا بن جاتا ہے۔

صلوٰۃ وسلام کی برکات اور اثرات

چند واقعات درج کئے جاتے ہیں جن سے صلوٰۃ وسلام کے اثرات اور برکات نمایاں ہوتے ہیں۔

(۱) علامہ ابن الملقن نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: "میری لڑکی فوت ہو گئی میں اس کو خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔"

حضرت حسن بصری نے فرمایا "عشاء کے بعد چار رکعت نماز پڑھ اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ الھاکم ایک دفعہ پڑھ پھر بستر پر لیٹ کر درود شریف پڑھ جب تک بھی جاگتی رہے۔"

اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اپنی لڑکی کو خواب میں دیکھا وہ عذاب میں مبتلا تھی۔ آتشیں لباس اس کو پہنایا ہوا تھا۔ ہاتھ باندھے ہوئے تھے اور پیروں میں آگ کی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔"

عورت بیدار ہو کر حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا حال بیان کیا۔ حسن بصری نے فرمایا صدقہ کر شاید اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لڑکی کو معاف فرمائے۔

Marfat.com

پھر اس رات کو حضرت حسن بصری نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں وہاں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک خوب صورت لڑکی بیٹھی ہے جس کے سر پر نورانی تاج رکھا ہوا ہے۔ اس لڑکی نے کہا "حسن تم نے مجھے پہچانا نہیں میں اسی عورت کی لڑکی ہوں جس کو تم نے صدقہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔"

حضرت حسن بصری نے فرمایا "مگر تیری ماں نے تو تیرا دوسرا حال بیان کیا تھا۔"

لڑکی نے کہا "میرا حال وہی تھا جو اس نے بیان کیا۔ ہم ستر ہزار آدمی تھے جو اسی طرح عذاب اور تکلیف میں مبتلا تھے۔ ایک مرد صالح کا ہماری قبروں پر گذر ہوا اور اس نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا جس کی برکت سے حق تعالیٰ نے ہم سب کو عذاب سے نجات دے دی۔ اور مجھے وہ مرتبہ عطا فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (نزہۃ)

(۲) فقیہ ابو اللیث سمرقندی نقل کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری نے فرمایا میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا ہر ہر قدم پر درود پڑھتا تھا میں نے اس سے دریافت کیا یہ کیا بات ہے کہ تم نے تمام دیگر اذکار کو چھوڑ کر صرف درود شریف کو اختیار کر رکھا ہے؟ اس شخص نے دریافت کیا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوری۔

اس شخص نے کہا اگر تم یگانہ روزگار نہ ہوتے تو میں ہرگز تمہیں یہ بات نہ بتلاتا اور اپنا بھید تم پر ظاہر نہ کرتا۔ بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد حج کے لئے نکلے راستہ میں میرے والد بیمار ہوئے میں نے ان کا علاج اور تیمارداری

کی ایک شب ان کا انتقال ہوگیا۔ اور ان کا چہرہ سیاہ پڑ گیا۔ مجھے اس کا بہت قلق اور فکر ہوا اور چادر سے ان کا منہ ڈھانک دیا۔ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تشریف لائے ان سے زیادہ خوب صورت پاکیزہ خوشبو سے مہکتا ہوا آدمی میں نے نہیں دیکھا۔ وہ میرے والد کے قریب ہوئے اور چادر کو چہرہ سے ہٹا کر اپنا ہاتھ چہرہ پر پھیرا جس کی وجہ سے چہرہ نورانی اور چمکدار ہو گیا۔ پھر واپس ہوگئے میں نے ان کا دامن پکڑا اور دریافت کیا تم کون ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس غربت میں میرے والد پر رحم کر دیا۔ فرمایا تو میں محمد بن عبد اللہ صاحب قرآن ہوں تمہارا والد اگرچہ بڑا گنہگار بدکار تھا لیکن مجھ پر بکثرت درود بھیجتا تھا جب اس کی یہ حالت ہوئی تو اس نے مجھ سے فریاد کی اور میں ہر درود پڑھنے والے کی فریاد رسی کرتا ہوں۔

میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ والد کا چہرہ نورانی اور چمکدار تھا۔ (نزہۃ)

(۳) قاضی شرف الدین البارزی نقل کرتے ہیں کہ شیخ ابو عبد اللہ محمد موسیٰ بن النعمان نے بیان کیا کہ ۶۳۶ھ میں میں تجاج کے قافلہ کے ساتھ تھا میں ایک ضرورت سے اپنی سواری پر سے اترا اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو گیا۔ جب بیدار ہوا تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا اور میں چٹیل میدان میں تھا۔ مجھے سخت خوف اور وحشت محسوس ہوئی میں چل رہا تھا اور کچھ معلوم نہیں تھا کہ کدھر جا رہا ہوں۔ آخر رات ہوگئی میرے خوف و وحشت میں اور بھی اضافہ ہوگیا اور پیاس کی شدت نے بے قرار کر دیا۔ اب میں زندگی سے مایوس ہو کر موت کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ اسی بے قراری میں میری زبان سے نکلا یا محمد

یا محمد انا مستغیث بک (یا محمد یا محمد میں تم سے فریاد چاہتا ہوں)
یہ الفاظ زبان سے نکلے ہی تھے کہ مجھے ایک آواز سنائی دی اور ایک شخص
نے میرا ہاتھ پکڑا میرا سارا خوف اور پیاس جاتی رہی اور گھبراہٹ دور
ہوگئی۔ وہ شخص مجھے تھوڑی دور لے کر چلا تھا کہ قافلہ کی آواز سنائی دینے
لگی اور ایک دم قافلہ اور میری سواری سامنے آگئی میں فرطِ مسرت سے چیخنے
لگا۔ اس شخص نے کہا خاموش رہو اور مجھے میری سواری پر سوار کرا کر یہ کہتے
ہوا رخصت ہوگیا جو شخص ہمیں بلاتا ہے اور ہم سے فریاد کرتا ہے ہم اس کو محروم
نہیں رکھتے۔" اب میں نے سمجھا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ واپس
تشریف لے جا رہے تھے اور آپ کے انوار سے اندھیری رات میں میدان چمک
رہا تھا۔ مجھے سخت رنج اس بات کا ہے کہ میں نے آپؐ کی قدمبوسی کیوں نہ کی۔
(نزہۃ) (۴) شیخ ابو الخیر الاقطع بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور
مجھ پر پانچ روز ایسے گذرے جن میں میں نے کوئی چیز نہ چکھی تھی۔ آخر بھوک سے
بے قرار ہو کر میں روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کیا اور عرض کیا "یا رسول اللہ آج میں
آپ کا مہمان ہوں۔ یہ کہہ کر میں پیچھے ہٹا اور ذرا فاصلہ پر سو گیا۔ خواب میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ
کے دائیں جانب تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور حضرت علی
رضی اللہ عنہ سامنے۔ حضرت علی نے مجھے جھنجھوڑا اور کہا اٹھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میں اٹھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روٹی مرحمت فرمائی جس میں سے آدھی میں نے کھائی پھر میری آنکھ کھل گئی تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ (نزھہ)

یہ چند واقعات ہیں جن سے صلوٰۃ و سلام کے مختلف انواع اثرات اور برکات ظاہر ہوتے ہیں۔

صلوٰۃ وسلام کی دُعائیں

(۱) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ مجھ سے ملے اور فرمایا تمہیں ایک تحفہ دوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں ضرور وہ تحفہ دیجئے۔ حضرت کعب نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے دریافت کیا "یا رسول اللہ آپ اہل بیت نبوت پر درود کس طرح بھیجیں؟ سلام بھیجنے کا طریقہ تو حق تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا ہے۔ (جیسا کہ تشہد میں پڑھتے ہیں۔)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ درود اس طرح پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی	اے اللہ رحمت نازل فرما محمدؐ پر
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی	اور آپ کی اولاد پر جیسی رحمت فرمائی تھی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ	ابراہیم پر اور ان کی اولاد پر۔ بیشک آپ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ	ہی مستحق ہیں حمد اور بزرگی کے۔ اے اللہ

Marfat.com

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

برکت نازل فرمائے محمدؐ پر اور محمدؐ کی اولاد پر جیساکہ برکت نازل فرمائی۔ ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی اولاد پر۔ بے شک آپ ہی مستحق ہیں حمد اور بزرگی کے۔

یہی درود شریف نماز کے قعدہ اخیرہ میں پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ افضل ترین درود ہے، اس لئے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو نماز میں پڑھتے تھے اور جس درود کو حضور نے خود منتخب فرمایا وہ یقیناً سب سے اعلیٰ و افضل ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو شخص یہ چاہے کہ ہم اہل بیت نبوت پر درود بھیجنے کا پورا حق ادا ہو جائے وہ یہ درود پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ ِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰى اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(مشکوٰۃ عن ابی داؤد)

اے اللہ رحمت نازل فرما محمدؐ پر جو تیرے نبی ہیں تیرے سوا کسی کی تعلیم حاصل نہیں کی ہے اور ان کی ازواج پر جو امہات مومنین ہیں اور ان کی ذریات اور گھر والوں پر جیسا رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر۔ آپ ہی مستحق ہیں حمد اور بزرگی کے

(۳) حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جو شخص یہ درود پڑھتا ہے اس کے لئے میری شفاعت

لازمی ہو جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اے اللہ رحمت نازل فرما سیدنا محمدؐ پر اور اتار دے ان کو قیامت کے دن اس مقام پر جو آپ کے نزدیک مقرب ہو۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب درود پڑھا کرو تو اچھی طرح پڑھا کرو۔ اس لئے کہ تمہارا درود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوتا ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا آپ ہمیں درود شریف سکھلا دیجیے۔ فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ۔ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

اے اللہ نازل فرما اپنی رحمتیں اور نعمت اور برکتیں پیغمبروں کے سردار اور پرہیزگاروں کے پیشوا خاتم الانبیاء سیدنا محمدؐ پر جو آپ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ ہر کارِ خیر کے پیشوا اور ہر خوبی کے سردار اور رحمت والے رسول ہیں۔ اے اللہ ان کو مقام محمود پر پہنچا جس پر سب اگلے اور پچھلے رشک کریں۔ اے اللہ رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی اولاد پر جیسی رحمت آپ نے نازل فرمائی تھی ابراہیم پر اور ان کی اولاد پر بیشک آپ ہی

Marfat.com

مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
(الترغیب عن ابن ماجہ)

ہر تعریف اور ہر بزرگی کے مستحق ہیں اے اللہ برکت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی اولاد پر جیسی برکت نازل فرمائی آپنے ابراہیمؑ پر اور ان کی اولاد پر بے شک آپ ہی ہر تعریف اور ہر بزرگی کے مستحق ہیں۔

کتاب دلائل الخیرات میں درود کی تمام منقول دعاؤں کو جمع کر دیا ہے بہتر ہے کہ روزانہ اس کا ورد رکھے۔

تنبیہات:۔ (۱) دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بھی صلوٰۃ وسلام بھیجنا مستحب اور مستحسن ہے۔ اور مناسب یہ ہے کہ جب کسی نبی کا نام آئے تو اس کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہے۔

صلوٰۃ وسلام کا استعمال صرف انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے غیر نبی حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ کے لئے بھی صلوٰۃ وسلام کا لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا لفظ "عز وجل" کا استعمال حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے مخصوص ہے دوسروں کے نام کے ساتھ اس کو استعمال نہیں کر سکتے۔ استعمال الفاظ میں یہ تفریق فرق مراتب اور حفظ مناقب کی وجہ سے ہے ورنہ لغوی معنی کے اعتبار سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔

(۲) صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور تابعین اور دیگر علماء اور عباد اور زہاد پر "رحمۃ اللہ علیہ" کے الفاظ کے ساتھ دعا بھیجنی چاہیئے تاکہ ان کے حقوق کی ایک گونہ ادائیگی ہو جائے۔ اور ان کی عظمت ومرتبت کا اظہار اور اعتراف

ہو جائے

غیر صحابہ کے لئے لفظ "رحمہ اللہ" یا "رحمتہ اللہ علیہ" استعمال ہوتا ہے۔ تاکہ فرق مراتب اور حفظ مناصب ملحوظ رہے۔ ورنہ لغوی معنی کے اعتبار سے یہاں بھی ایک لفظ دوسری جگہ استعمال کرنے میں کوئی قباحت اور خرابی نہیں۔

(۴) تمام صحابہ کرام اور اہل بیت اور ازواج مطہرات کے ساتھ محبت کرنا ان کی عظمت و بزرگی اور احسانات کا اعتراف کرنا۔ اور ان کی تعظیم و تکریم اور فوقیت اور برتری کو ہر وقت ملحوظ رکھنا ہر مومن کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے کہ ایمان و اسلام کی دولت کے حصول کا ذریعہ یہی نفوس قدسیہ ہیں اور اصل بارگاہِ رسالت سے فیضیاب ہیں اور مشکوٰۃ نبوت کے حقیقی روشن چراغ ہیں۔ اور پوری امت کے لئے شمع ہدایت ہیں۔

Marfat.com

چھٹا شعبہ
قرآن مجید کی مشغولیت

قرآن مجید اللہ رب العالمین کا کلام ازلی ہے جو سید الانبیاء و المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر مخلوق خدا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚ فِیْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ
یہ کتاب نہیں ہے شک اس میں۔ رہنما ہے پرہیزگاروں کے لئے۔

اس کتاب عزیز کی ہر ہر آیت روح اور جسم دونوں کے لئے پیام حیات، پیام شفا، پیام رحمت ہے ارشاد ربانی ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا
اور نازل کرتے ہیں ہم قرآن سے جو شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لئے۔ اور نہیں بڑھاتی ظالموں کے لئے مگر خسارہ۔

پس انسانی روح کی ترقی۔ تازگی، شگفتگی کے لئے ضروری ہے کہ اس کو قرآن مجید کے ساتھ پوری شیفتگی دلبستگی اور وابستگی ہو۔ اور جو روح اس سے ناآشنا ہوگی وہ ستمگر اپنی جانی دشمن ہوگی۔ اور خود اپنے ہاتھوں تباہ و برباد ہوگی۔

Marfat.com

قرآن مجید کی عظمت و حرمت

قرآن کریم کلام ربانی اور کتاب سماوی ہے اس کو دیگر کلام اور کتاب پر وہی فوقیت اور برتری حاصل ہے جو اللہ رب العالمین کو دیگر تمام مخلوقات کے مقابلہ میں ہے کہ صرف وہی وہ ہے باقی سب ہیچ در ہیچ۔ اسی طرح کلام صرف کلام ربانی ہے۔ اور کتاب صرف آسمانی کتاب ہے۔ باقی ہر کلام اور ہر کتاب اس کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ ہے۔ البتہ صرف اس کلام اور کتاب کی پذیرائی ہو سکتی ہے جو کلام الٰہی اور کتاب اللہ کی توضیح یا بیان و تشریح ہو۔ اور جو چیز اس کے خلاف ہو وہ سراسر باطل اور مردود ہے۔

ارشاد نبوی ہے۔

فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ۔ (مشکوٰۃ عن ابی سعید)

اللہ تعالیٰ کے کلام کو دیگر کلام پر وہی فوقیت اور برتری حاصل ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر ہے۔

Marfat.com

آیاتِ قرآنی

قرآن عزیز کی عظمت وحرمت کے متعلق چند آیات اور احادیث کو نقل کیا جاتا ہے

(۱) قال اللہ تعالیٰ حٰمٓ ۝ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ۔

ارشاد ربانی ہے قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے اونچا اور مستحکم۔

یعنی قرآن مجید ایک روشن واضح تعلیم ہے جو عربی زبان میں نازل کی گئی ہے جو تمام زبانوں سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ اور یہ قرآن اپنے اعجاز اور عجیب وغریب اسرار اور حکم کی بنا پر نہایت بلند مرتبہ اور عالی ہے۔ اور تغیر وتبدل سے محفوظ ہونے کی وجہ سے نہایت مستحکم ہے۔ اس کے دلائل وبراہین نہایت مضبوط اور اس کے احکام نہایت اعلیٰ ہیں۔ جو انسان کی زندگی میں پوری پوری رہنمائی کرتے ہیں۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝

ارشاد ربانی ہے اور وہ کتاب ہے نادر اس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی حکمتوں والے تعریفوں والے کی۔

یعنی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ آئے تو کہاں سے آئے اور جس کتاب کی حفاظت کا وہ خود ذمہ دار ہو باطل کی کیا مجال جو اس کے پاس پھٹک سکے۔

Marfat.com

(۳) قال اللہ تعالیٰ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔

ارشاد ربانی ہے بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان کا لکھا ہوا لوح محفوظ میں۔

یعنی قرآن مجید ایسی شے نہیں جو جھٹلانے اور اعتراض کے قابل ہو یہ بڑی عظمت وشان والی کتاب ہے جو اللہ کے پاس لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

(۴) قال اللہ تعالیٰ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ارشاد ربانی ہے بے شک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا ہوا ہے ایک پوشیدہ کتاب میں اس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں۔ اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے۔

ف:۔ یعنی قرآن کریم بڑی مقدس اور معزز کتاب ہے جو لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔ اور اس قرآن تک وہی لوگ رسائی پا سکتے ہیں جو پاک طینت اور پاکیزہ صفات ہیں اور جن کی فطرت مسخ ہو چکی اور طینت گندہ ہو چکی وہ اس سے محروم رہتے ہیں۔ اور اس قرآن کو رب العالمین نے عالم کی ہدایت اور تربیت اور مخلوق کی رہنمائی کے لئے اتارا ہے۔ اس لئے بڑی عظیم الشان اور رفیع المرتبہ ہے۔

(۵) قال اللہ تعالیٰ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا
(سورہ انعام رکوع ۱۱)

ارشاد ربانی ہے اور یہ قرآن کتاب ہے جو کہ ہم نے اتاری برکت والی تصدیق کرنے والی ان کی جو اس سے پہلے ہیں اور تاکہ تو ڈرائے مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو۔

ف:- یعنی قرآن کریم ہر خیر و برکت پر مشتمل ہے اور سابقہ تمام اچھی تعلیمات کو جامع ہے اس کو نازل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ مخلوق کو اچھی باتوں کی طرف بلایا جائے اور بُرے کاموں سے ڈرایا جائے۔

(۶) قال اللہ تعالیٰ هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ - الجاثیہ ۲۰

ارشاد ربانی ہے یہ بصیرت کی باتیں ہیں لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں

ف:- یعنی یہ قرآن بڑی بڑی بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے لوگوں کو کام کی باتیں اور کامیابی کی راہ سمجھاتا ہے۔ اور جو خوش قسمت اس کی ہدایت و نصائح پر یقین کرکے عمل پیرا ہوتے ہیں ان کے حق میں خصوصی طور پر یہ قرآن رحمت و برکت ہے (تفسیر عثمانی)

(۷) قال اللہ تعالیٰ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ -

ارشاد ربانی ہے یہ تو خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف تاکہ ڈر سنائے اس کو جس میں جان ہو اور ثابت ہو الزام منکروں پر۔

یعنی قرآن مجید میں جو کچھ بھی ہے وہ حقائق اور دقائق ہیں شاعرانہ تخیلات اور محض قصے اور کہانیاں نہیں بلکہ یہ قرآن سراسر نصیحت اور خیر خواہی ہے۔ اور اس کی ہر تعلیم بالکل روشن اور واضح اور صاف ہے۔ اس نصیحت اور روشن تعلیم کو اس لئے نازل کیا گیا تاکہ زندہ دل انسان جس میں نیکی کو قبول کرنے کی صلاحیت اور قابلیت ہو قرآن سن کر اللہ سے ڈرے اور اس کی

Marfat.com

نصیحت کو قبول کرے۔ اور اس کی روشن تعلیم سے سبق حاصل کرے اور منکرین و معاندین پر حجت اور الزام تمام ہو جائے۔

جو شخص اتنی کھلی تعلیم سے بھی منکر ہو اس کے پاس کوئی حجت باقی نہیں رہتی۔ اور الزام تمام ہو جاتا ہے۔

احادیث نبویؐ

(۱) عن الحارث الاعور قال
مررت فی المسجد فاذا الناس
یخوضون فی الاحادیث
فدخلت علی علیؓ فاخبرته
فقال اوقد فعلوها قلت نعم
قال اما انی سمعت رسول
الله صلی الله علیه وسلم یقول
الا انها ستکون فتنة قلت
ما المخرج منها یا رسول الله
قال کتاب الله فیه نباء ما
قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم
ما بینکم هو الفصل لیس
بالهزل من ترکه من جبار

حضرت حارث اعور سے منقول ہے کہ میں
مسجد میں سے گذرا تو لوگ بے فائدہ باتوں
میں مشغول تھے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے پاس گیا تو ان کو اس کی اطلاع کی آپ
نے تعجب فرمایا کیا واقعی وہ مسجد میں فضول
باتیں کر رہے ہیں میں نے کہا جی ہاں!
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد
فرماتے تھے قریب ہی فتنے برپا ہوں گے
میں نے عرض کیا یا رسولؐ ان سے نجات کی
کیا صورت ہو؟ ارشاد فرمایا کتاب اللہ
کے ساتھ تمسک، کتاب اللہ میں تمام
سابقہ اور آئندہ کے واقعات ہیں۔ اور
تمہارے کرنے کے احکام بھی ہیں

قصمه الله من ابتغى الهدى
في غيره اضله الله وهو
حبل الله المتين وهو الذكر
الحكيم وهو الصراط
المستقيم هو الذي لا تزيغ
به الاهواء ولا تلتبس به
الالسنة ولا يشبع منه
العلماء ولا يخلق عن كثرة
الرد ولا ينقضي عجائبه
هو الذي لم تنته الجن
اذ سمعته حتى قالوا انا
سمعنا قرآنا عجبا يهدي
الى الرشد فآمنا به ٭
من قال به صدق ومن عمل
به اجر ومن حكم به عدل
ومن دعا اليه هدى الى

کے درمیان فرق کرنے والی ہے بے کار
نہیں ہے جو تکبر اور بڑائی سے اس کو چھوڑے
گا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک اور برباد کرے گا
اور جو اس کے علاوہ راہ ڈھونڈے گا اللہ
تعالیٰ اس کو گمراہ کرے گا۔ وہ اللہ کی مضبوط
رسی اور بصیرت و حکمت کی باتیں اور صراط
مستقیم ہے اس کے اتباع سے خواہشیں ٹیڑھی
نہیں کرتیں اور زبانوں پر اشتباہ نہیں ہوتا
علماء اس سے کبھی سیر نہیں ہوتے اور کثرت
مزاولت سے پرانا نہیں ہوتا اور نہ اس کے
عجائبات ختم ہوتے ہیں۔ جنات نے جب
اس کو سنا تو بے اختیار کہا "ہم نے سنا قرآن
عجب راہ دکھلاتا ہے رشد و ہدایت کی ہم
اس پر ایمان لے آئے" جس نے اس کے
موافق کہا سچ کہا اور جس نے اس پر عمل
کیا کامیاب ہوا اور جس نے اس کی جانب

صراط مستقیم - (مشکوٰۃ عن الترمذی والدارمی) دعوت دی اس نے صراط مستقیم کی رہنمائی کی
ف: مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فتنوں کے ظہور کی اطلاع دیدی تھی۔ خد...
نما اعلیٰ فضول اور بیکار باتوں میں مشغول ہونا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لگائی...

ان فتنوں کا ابتدائی سبب ہے، جو طبائع کے فساد کی علامت ہیں کہ لا یعنی کام میں مشغول ہونا اور پھر وہ بھی خانہ خدا میں نہ جگہ کا احترام نہ تضیع اوقات کا خیال یہی لا پرواہی اور بے خیالی آئندہ بڑے بڑے مفاسد کا پیش خیمہ بنتی ہیں۔

ظہور فتن کے بعد ان سے خلاصی اور نجات کی صورت صرف یہی ہے کہ کتاب اللہ پر مضبوطی سے ساتھ قائم ہوں اور اپنی پوری زندگی کو اس کے ساتھ وابستہ کریں تاکہ زندگی کا کوئی کام اس سے باہر نہ رہے۔ جب زندگی اس سانچے کے موافق ہو جائے گی تمام حالات خود بخود استوار ہو جائیں گے۔ اور سارے فتنے فرو ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کو جب ظہور فتن کی اطلاع دی تو حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا ان سے خلاصی کی کیا صورت ہوگی حضرت جبرئیل نے کہا قرآن شریف "قرآن کریم پر عمل کرنے کے بعد تو کسی فتنہ و فساد کا نام و نشان باقی نہیں رہ سکتا۔ اگر صرف قرآن پاک کی تلاوت ہی پر مداولت کی جائے تو بہت سے فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ میں آگے قرآن مجید کے اوصاف و فضائل کا بیان ہے جو محتاج تشریح نہیں ہے۔

(۲) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یرفع بھذا الکتٰب اقواما ویضع بہٖ اٰخرین۔ (مشکوٰۃ عن مسلم)	امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے ذریعہ بہتوں کو سربلند کرتا ہے اور

دوسروں کو ذلیل کرتا ہے۔

ف: مسلمانوں کے عروج اور سربلندی اور سرفرازی کا اصل ذریعہ اور واسطہ قرآن مجید ہے جب مسلمان اس پر قائم ہوں گے تو حق منظر عام پر ہوگا۔ اور تمام باطل قوتیں اس کے سامنے سرنگوں ہوں گی۔ لیکن اگر خود مسلمان اس جادہ حق سے ہٹے ہوئے ہوں گے اور کتاب اللہ سے غافل اور بے پروا ہوں گے تو وہ خود مستحق ذلت و نکبت ہوں گے اور دیگر اقوام کے سامنے ان کو پائمال ہونا ہو یہ ان کی بداعمالی اور بدکرداری کی سزا ہوگی جو ان سے بدتر اور کمتر مخلوق کے ہاتھوں ان کو دلائی جائے گی۔ تاکہ پھر ہوش میں آئیں اور جادہ حق پر مستقیم ہوں۔

(۳) عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم القرآن شافع مشفع وماحلٌ مصدقٌ من جعلہ امامہٗ قادہٗ الی الجنۃ ومن جعلہ خلف ظہرہٖ ساقطہ الی النار۔

(حاکم وابن حبان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ قرآن مجید ایسا سفارشی ہے جس کی سفارش قبول کی گئی ہے اور ایسا مدعی ہے جس کا دعویٰ صحیح مان لیا گیا جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو شخص اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔

ارشادات نبوی سے معلوم ہوتا ہے

(۱) قرآنِ مجید اپنے وابستگان کے لئے قیامت میں بارگاہِ خداوندی میں سفارش کرے گا اور اس کی یہ سفارش مقبول اور مسموع ہوگی۔ چنانچہ حضرت

Marfat.com

سعد بن سلیم سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن سے بڑھ کر کوئی سفارشی نہ ہوگا نہ کوئی نبی نہ کوئی فرشتہ اور نہ کوئی اور" (فضائل)

نیز حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

" روزہ اور قرآن دونوں بندہ کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔"

(۲) قرآن مجید کو چونکہ بارگاہِ خداوندی سے غایت تقرب حاصل ہے اس لئے اپنے حقوق کے متعلق بارگاہِ خداوندی میں اصرار اور تقاضا کرے گا اور اس کے اصرار اور تقاضے کو حق بجانب سمجھا جائے گا اور پورا کیا جائے گا۔ پس جس شخص نے قرآن مجید کے حقوق کو ادا کیا اور اس کے مطابق زندگی کو گزارا اور اس کے ساتھ وابستگی اور دلبستگی قائم رکھی۔ قرآن مجید اس کی سربلندی اور سرفرازی کی جدوجہد کرے گا اور کامیاب ہوگا اور جس شخص نے قرآن مجید کی حق تلفی کی اور بے توجہی اور بے التفاتی کا معاملہ کیا اس کی سزا اور سرزنش کا مطالبہ ہوگا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔

القرآن یحاجّ العباد له ظهر و بطن۔ — قرآن جھگڑا کرے گا بندوں سے اسکے لئے ظاہر اور باطن ہوگا۔

(۳) آخرت کی نجات اور فلاح کا مدار قرآن مجید ہے جو شخص اس کے موافق زندگی نباہے گا اور اس کی ہدایت کے موافق جیے گا وہ سیدھا جنت الفردوس

ہیں جائے گا۔

اور جو شخص اس کے خلاف زندگی گذارے گا اور اس کی تعلیمات کو پس پشت ڈالے گا اس کا ٹھکانا نار جہنم ہے"۔ قرآنِ مجید دونوں راہوں کو واضح کرنے کے لیے آیا اور اچھی طرح ان کو واضح کر دیا۔ اب جس راہ کو چاہے انسان اپنے لیے اختیار اور منتخب کرے۔

قرآن مجید کی بعض خصوصیات

(۱) قرآنِ مجید اسی نظم اور معانی کے ساتھ جو آپ کے سامنے ہے کلام ربانی ہے جو ازلی ہے اور بجنسہٖ اسی نہج کے ساتھ ملاء اعلیٰ میں محفوظ ہے اور لوح محفوظ پر مکتوب ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔

(۲) قرآن مجید جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا آج ساڑھے تیرہ سو برس گذر جانے کے باوجود بجنسہٖ بالکل وہی موجود ہے اس میں ایک حرف اور ایک کلمہ تک کی کمی یا بیشی نہیں ہوئی۔ اللہ رب العالمین خود اپنے کلام پاک کی حفاظت اور نگرانی فرما رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ — ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور
وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ — ہم آپ اس کے نگہبان ہیں۔

چنانچہ آج بھی روئے زمین پر لاکھوں انسان ایسے موجود ہیں جن کے سینے میں قرآن مجید بجنسہٖ حرف بحرف موجود اور محفوظ ہے اور بلا کسی قسم کی رد و بدل

اور تحریف و تغیر کے لاکھوں انسان روزمرہ عظمت و محبت کے ساتھ اس کی تلاوت میں مصروف نظر آتے ہیں۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے جس کے مخالف تک معترف ہیں مشہور یورپین مصنف "سر ولیم میور" اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" کے دیباچے میں لکھتا ہے

" دنیا میں آسمان کے نیچے قرآن کے علاوہ کوئی مذہبی کتاب ایسی موجود نہیں جس کا متن ابتداء سے لیکر اس وقت تک تحریف اور تغیر سے پاک رہا ہو۔"

(۳) قرآن مجید فصاحت و بلاغت شان و شوکت نظم آیاتی اور بیان معانی میں اپنی آپ ہی مثال ہے کسی دوسری کتاب کا اس کے مماثل اور مشابہ ہونا تو درکنار آج تک دنیا اس کی چھوٹی سی آیت کا ہم پایہ اور ہم وزن کلام پیش کرنے سے قاصر اور عاجز رہی۔ ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ ۔ کہہ دیجئے اگر جمع ہوں جن و انس
اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ۔ اس بات پر کہ لائیں اس قرآن کا مثل
لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ ۔ ہرگز نہ لاسکیں گے وہ اس کا مثل اگرچہ
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۔ (بنی اسرائیل ۹) ۔ ہوں ایک دوسرے کے مددگار۔

(۴) باوجودیکہ قرآن مجید اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ دنیا اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پھر بھی نہایت سہل اور آسان ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ ۔ اور ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن سمجھنے
مِنْ مُّدَّكِرٍ ۔ (القمر ۲) ۔ کو پھر ہے کوئی سوچنے والا۔

سہل اور آسان اس قدر کہ ہر کم فہم بھی اس سے منتفع ہو سکتا ہے۔ اور جامع اور مفصل اس قدر کوئی فرد یا جماعت یا قوم آج تک اس کے علوم و معارف کا احاطہ نہ کر سکی۔ ارشاد نبوی ہے:

لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ۔ قرآن کے عجائبات ختم نہیں ہو سکتے۔

(۵) قرآن مجید کی تمام تعلیمات نہایت اعلیٰ اور فطرت انسانی کے موافق ہیں انسان کو جو بھی تعلیم دی گئی ہے اس کی طبیعت اور فطرت کے مطابق دی گئی ہے۔ پھر عقلی دلائل سے ان کی خوبیوں اور بھلائیوں کو دل نشین کر دیا گیا اور تمام منافع اور مضرتوں کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا۔ قائم رکھ اپنا منہ دین پر یکسو ہو کر (یہ دین) اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا فرمایا ہے۔

جو تعلیم فطرت انسانی کی صحیح ترجمان ہو گی وہ یقیناً قابل عمل اور سہل ہو گی اور وہ انسان جس کی طبیعت میں سلامتی اور فطرت میں صلاحیت اور استعداد ہو گی بہت جلد اس تعلیم کو قبول کرے گا۔

(۶) قرآنِ مجید کی تعلیم و تربیت کسی خاص قوم یا خاص ملک یا خاص زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آسمان کے نیچے بسنے والے تمام جن و انس کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے یہ کتاب نازل کی گئی اور ایسا دستور العمل دیا گیا جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے یکساں مفید اور کارآمد ہے۔ اسی لئے قرآن مجید کا

Marfat.com

طریق تعلیم وتربیت ایسا معتدل اور مناسب ہے کہ کسی وقت اور کسی حال اور کسی زمانہ میں کوئی قوم یا کوئی فرد یا کسی ملک کے بسنے والوں کے لئے اس پر عمل کرنا دشوار نہیں۔

(۷) قرآن مجید چند مذہبی خیالات اور تفکرات کا مجموعہ نہیں بلکہ زندگی گذارنے کا کامل ترین دستور العمل اور ترقی وکمال حاصل کرنے کا مکمل ضابطہ وقانون ہے۔ جو زندگی کے ہر ہر شعبہ میں انسان کی پوری پوری رہبری اور رہنمائی کرتا ہے اور فرد اور جماعت دونوں کی ترقی اور خیر خواہی کے پیش نظر وہ قوانین مقرر کئے گئے ہیں جن پر عمل کرنے سے ہی نوع انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کمالات اور حسنات سے آراستہ وپیراستہ ہو کر شاہراہ ترقی پر مستقیم اور استوار ہو جائے۔

ارشاد ربانی ہے۔

هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ۔

اس نے تم کو پسند کیا ہے اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ تنگی۔ یہ ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم کی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدہ)

اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (بقرہ)

چاہتا ہے اللہ تمہارے لئے آسانی کو اور نہیں چاہتا تمہارے لئے دشواری کو۔

قرآن مجید کی تعلیم و تربیت کی بدولت نعمت محمدی کے اندر اندر صحابہ کرام نے جو انقلاب عظیم پیدا کیا اور انسانیت و شرافت کو جس اوج کمال تک پہنچایا وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ اور اس دستور العمل کے مجرب اور کامیاب ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

یہ قرآن مجید کی بعض خصوصیات کی جانب بعض اشارہ ہے تاکہ اس کے ذریعہ قرآنِ عظیم کی وقعت و عظمت اور ضرورت و اہمیت کی جانب توجہ ہو جائے۔

قرآنِ مجید کو سیکھنا اور سکھانا

جب انسان کی دونوں جہان کی سعادت نجات اور فلاح قرآن مجید پر موقوف ہے اور بغیر کلام الٰہی کی ہدایت اور رہنمائی اور رہبری کے انسان کسی قسم کی ترقی اور کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ تو لامحالہ سب سے پہلا اور اہم فریضہ اور اصل ذمہ داری قرآن مجید کو سیکھنا اور سکھانا ہی ہے۔ نہ اس کے بغیر انسان انسان بن سکتا ہے اور نہ کسی قسم کی شرافت اور کرامت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ یہی وہ حقیقی علم ہے جس کی طلب اور جستجو ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔

ارشاد نبوی ہے۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ﷺ علم کی جستجو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے
جب اصل مرکز رشد و ہدایت اور مشعل حکمت و معرفت قرآن مجید ہے تو جو لب اس سے لذت آشنا نہیں وہ تشنہ ہے اور جو آنکھ اس سے لطف اندوز نہیں وہ

Marfat.com

کو رب اور جو دل اس سے بھرپور نہیں۔ وہ بے نور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے سیکھنے اور سکھانے کے بیشمار فضائل و مناقب ہیں۔

(۱) عن عثمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ۔ (مشکوٰۃ عن البخاری)

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بہترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

جب کلام الٰہی ہر چیز سے افضل و اعلیٰ ہے تو اس میں اشتغال رکھنے والا انسان یقیناً بہترین خلائق ہے۔ جو انسانیت کی سب سے اہم اور اعلیٰ خدمت انجام دے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے تعلم اور تعلیم میں اپنی عمر صرف کرے وہ مخلوق کا مقتدا اور پیشوا اور فرشتوں کا مرجع و ماویٰ بن جائے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"ابوہریرہ قرآن سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ مرنے تک اسی میں مشغول رہو اگر اس مشغلہ میں تمھاری موت آگئی تو فرشتے ایسی طرح تمھاری قبر کی زیارت کے لئے آئیں گے جیسا مومنین بیت اللہ الحرام کی زیارت کے لئے جاتے ہیں (نزھۃ)

قرآن مجید کے تعلم اور تعلیم میں دونوں امر شامل ہیں۔ اول اس کے معانی اور معارف کو سیکھنا اور سکھانا جو اصل مقصود اور مطلوب ہے۔ دوسرے اس کے الفاظ اور نظم کو یاد کرنا۔ اور کلام الٰہی کی حفاظت و نگرانی کرنا۔ اس طرف سے

Marfat.com

زیادہ قیمتی کونسا پیمانہ ہوسکتا ہے۔ جو تجلیات ربانی سے لبریز ہو۔ اور اس میں کلام ربّانی جلوہ فرما ہو۔

(۲) عن عقبۃ بن عامر قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن فی الصّفّۃ فقال ایکمْ یحِبُّ ان یغد وکلّ یوم الی بطحان او العقیق فیاتی بناقتین کومَاوِین من غیر اثم ولا قطع رحم فقلنا یا رسول اللہ کلّنا نحِبُّ ذلک قال افلا یغدُ احد کم الی المسجد فیعلم او یقرء اٰیتین من کتاب اللہ خیر لہ من ناقتین وثلث خیر لہ من ثلث واربع خیر لہ من اربع ومن اعدادھن من الابل (مشکوٰۃ عن مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے اور ارشاد فرمایا "تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ علی الصباح بازار بطحان یا عقیق میں جائے اور دو عمدہ اونٹنیاں بلا کسی قسم کے گناہ یا قطع رحم کے پکڑ لائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک اس کو پسند کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا علی الصباح مسجد میں جاکر قرآن کی دو آیتوں کا پڑھنا یا دوسرے کو پڑھانا دو اونٹنیوں سے افضل ہے اور تین آیت تین اونٹنیوں سے افضل ہیں اور چار آیت چار اونٹنیوں سے افضل ہیں۔ اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہیں۔

صفہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جو فقراء مہاجرین کی نشست گاہ اور تعلیم گاہ تھی بطحان اور عقیق دو مقام ہیں جہاں اونٹوں کی پینٹھ لگتی تھی۔ اہل عرب کی نگاہوں میں اونٹ سب سے زیادہ قیمتی متاع شمار ہوتا تھا

یہی ان کا کل متاع دنیوی تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ترغیب اور تشویق کے لئے قرآن مجید کے اجر کو اونٹوں سے تشبیہ دی تاکہ ذہن فانی منافع اور زائل ہونیوالی متاع سے ہٹ کر باقی منافع اور ہمیشہ رہنے والی متاع کی جانب راغب ہو جائے ورنہ درحقیقت تمام دنیا مع اپنے سازوسامان کے قرآن مجید کی ایک آیت کے اجر و ثواب کے مقابلہ میں ہیچ اور بے حیثیت ہے۔ جنت الفردوس کا ایک ذرہ کل کائنات سے بالاتر ہے۔

حدیث کا آخری جملہ " اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے " حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اس کے تین مطلب بیان فرمائے ہیں۔

اوّل یہ کہ چار آیات سے زائد جو شخص پڑھے یا پڑھائے اسی کی بقدر اونٹ حاصل کرے گا۔

دوسرے یہ کہ ہر آیت کا پڑھنا جیسا اونٹنی سے افضل ہے ویسا ہی اونٹ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

تیسرے یہ کہ ایک آیت کا پڑھنا پڑھانا اونٹنی اور اونٹ دونوں کے مجموعے سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(۳) عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذى يقرء القرآن ويتتعتع فيه	ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن کا ماہر ان کے ساتھ ہے جو بارگاہِ خداوندی میں مقرب ہیں اور وہیں سے قرآن کو اخذ کرتے ہیں۔ اور جو

Marfat.com

وھو علیه شاق له اجران	قرآن کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں مشقت
(متفق علیه مشکوٰۃ)	محسوس کرتا ہے اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

قرآن کا ماہر وہ ہے جس کو قرآن شریف خوب یاد ہو اور حسن و خوبی کے ساتھ اس کو ادا کرتا ہو اور اس کے معانی اور مطالب سے واقف ہو۔ چونکہ یہ قرآن مجید کی پوری خوبیوں کا حامل ہے اس لیے ان فرشتوں .... میں شمار ہوگا جنھوں نے کلام الٰہی کو براہ راست رب الکلام سے اخذ کیا ہے اور جو شخص قرآن کے سیکھنے میں مشقت اور دشواری محسوس کرتا ہے اس کے لیے دو اجر ہوں گے ایک تعلیم قرآن کا اور دوسرے اس مشقت اور دشواری کا۔ یعنی اس خامی کی وجہ سے وہ اجر سے محروم نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی مشقت کے بقدر مزید اجر دیا جائے گا۔

(۴) عن عبد الله بن عمرو	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہ
قال قال رسول الله صلى الله	مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علیه وسلم یقال لصاحب	ارشاد فرمایا (قیامت میں) صاحب قرآن
القرآن اقرء وارتق ورتل	سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور
کما کنت ترتل فی الدنیا	جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھیر
فان منزلك عند اخر اية	ٹھیر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھیر ٹھیر کر
تقرؤها۔ (مشکوٰۃ عن احمد	پڑھتا تھا۔ تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری
والترمذی وابی داؤد والنسائی)	آیت پر پہنچے۔

یعنی قرآن مجید کی ایک ایک آیت پڑھتا جا اور ایک ایک درجہ اوپر چڑھتا جا

Marfat.com

اس لئے کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات آیات قرآنی کے برابر ہیں پس جس شخص کو جس قدر آیات قرآنی یاد ہوں گی اسی قدر اس کا درجہ بلند ہوگا۔ اور جس شخص کو تمام قرآن مجید یاد ہوگا وہ سب سے اعلیٰ مقام پر ہوگا کہ اس سے اعلیٰ وارفع کوئی مقام نہ ہوگا۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ صاحب قرآن سے بلند کسی کا مقام اور مرتبہ نہ ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید چھ ہزار آیات ہیں۔ پس صاحب قرآن کو جنت میں چھ ہزار مراتب عالیہ مرحمت ہوں گے۔

(۵) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّ الذی لیس فی جوفہ شئ من القراٰن کالبیت الخراب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس سینہ میں قرآن کا کچھ بھی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے

دل کا وسیع ویرانہ حکمت ومعرفت اور رشد وہدایت سے معمور اور آباد ہوتا ہے پس جو دل کہ قرآن مجید سے یکسر خالی ہے ظلمانی اور ایک ویران خرابہ ہے

(۶) عن معاذ الجهنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرء القراٰن وعمل بما فیہ اُلبِسَ والداہ تاجًا یوم القیٰمۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بھا۔

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت میں ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے زیادہ ہوگی جب کہ وہ تمہارے گھر میں ہو۔

(مشکوٰۃ عن احمد و ابی داؤد) پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جس نے قرآن پر عمل کیا ہو۔

آفتاب کی روشنی کوئی معمولی روشنی نہیں ہوتی پھر اگر آفتاب کو گھر کے کونے میں لاکر رکھ دیا جائے اور بالکل قریب کر دیا جائے تو اس کی روشنی کا کیا کہنا۔ اس سے بھی زیادہ روشن تر وہ تاج ہو گا جو قرآن پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کے والدین کو زیب سر کرایا جائے گا جس کے باعث وہ اہل جنت میں ممتاز اور نمایاں نظر آئیں گے۔ یہ ان لوگوں کا اعزاز ہو گا جو تعلیم قرآن کا ذریعہ ہوئے اور وہ شخص جس نے خود قرآن کو سیکھا اور اس کے مطابق زندگی کو بنایا اس کا اعزاز و اکرام تو فہم و ادراک سے بھی بالاتر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب استاد بچہ سے کہتا ہے پڑھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تو حق تعالیٰ اسی وقت بچہ کے والدین کو استاد کو جہنم سے آزاد کر دیتے ہیں۔ (نزھہ)

نیز ارشاد فرمایا: "حق سبحانہ و تعالیٰ ایک قوم پر عذاب نازل فرماتے ہیں لیکن وہاں سے بچوں کے الحمد للہ رب العالمین پڑھنے کی آواز آتی ہے تو اس عذاب کو چالیس سال کے لئے اٹھا لیا جاتا ہے۔" (نزھہ)

(۷) عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن فاستظھرہ فاحل حلالہ وحرّم حرامہ ادخلہ اللہ

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ یاد کیا اور اس کے

Marfat.com

الجنّۃ وشفّعہٗ فی عشرۃ من اھل بیتہ کلّھم قد وجبت علیہ النّار۔
(مشکوٰۃ عن احمد والترمذی)

حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام جانا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کریں گے۔ اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارہ میں اس کی سفارش قبول فرما دیں گے جو مستحق عذاب ہوں گے۔

کبھی نہ کبھی تو جنت میں ہر مومن داخل ہوگا اس میں حفاظ کی کوئی خصوصیت اور برتری نہیں۔ قرآن مجید کے حفاظوں کی یہ خصوصی شان ہوگی لوگ ابھی حساب و کتاب ہی کی فکر میں ہوں گے اور ان کو جنت کے اس عالی مقام پر پہنچا دیا جائیگا جس کے وہ مستحق ہیں مزید اکرام حفاظ قرآن کا یہ ہوگا کہ اس کی سفارش سے اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس افراد کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا جن کی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم ان کے لئے لازم تھی۔

یہ سب اعزاز و اکرام اس حافظ قرآن کا ہوگا جو قرآن پر ایمان اور یقین بھی رکھتا ہو اور اس کے احکامات کو سچ اور حق تسلیم کرتا ہو۔ اگر کوئی بدبخت حافظ قرآن باوجود قرآن مجید سے آشنا اور شناسا ہونے کے اس میں شک رکھتا ہو یا اس کے احکام کو تسلیم نہ کرتا ہو تو وہ ایمان سے خالی اور ہر سعادت سے محروم ہے۔

(۷) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ للہ اھلین من الناس

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص

قالوا من ہم یا رسول اللہ قال اہل القرآن ہم اہل اللہ وخاصتہ۔ (النسائی وابن ماجہ)

عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا اہل قرآن وہ اللہ والے اور اللہ کے خواص ہیں۔

اہلِ قرآن وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کے ساتھ خصوصی شغف اور انہماک رکھتے ہیں اور کلام اللہ پر فریفتہ اور شیفتہ ہیں اسی کلام ربانی کی فریفتگی اور شیفتگی نے ان کو رب العالمین سے اتنا قریب اور ایسا وابستہ کر دیا کہ ان کا خصوصی بندگانِ عالی میں شمار ہونے لگا۔ اور خواص میں شامل ہو گئے۔

(۹) عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرء القرآن فقد استدرج النبوۃ بین جنبیہ غیر انہ لا یوحی الیہ لا ینبغی لصاحب القرآن یجد مع من وجد ولا یجہل فی جوفہ کلام اللہ۔ (فضائل عن الحاکم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے قرآن پڑھا اس نے علوم نبوۃ کو اپنے سینہ میں لے لیا اگرچہ اس پر وحی نہیں آئی۔ پس صاحب قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے، اور جہالت والوں کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کے سینہ میں کلام اللہ محفوظ

یہ حافظ قرآن کی ایک بڑی منقبت اور فضیلت کا اظہار ہے منصب نبوت کا حاصل یہی ہو کہ یہی کلام الٰہی کو رب العالمین سے لے کر اس کی مخلوق تک پہنچا

Marfat.com

پس جس شخص نے قرآن کو سینہ میں لے لیا اس نے پورے علوم نبوت کو سینے میں محفوظ کر لیا۔ اگرچہ خود اس پر وحی نازل نہیں ہوئی مگر علوم تو سارے وہی ہیں جو وحی کے ذریعے سے نازل ہوئے اب اگرچہ یہ صاحب وحی نہیں مگر حامل وحی ضرور ہے۔ اس لئے اس کو اپنے طرز زندگی میں اپنے منصب کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اس بار امانت کا پاس رکھنا چاہیئے جو اس کے سینہ میں ودیعت ہے۔ پس نہ بے جا غصہ کرے اور نہ جاہلوں کی طرح جہالت کا کام کرے۔

(۱۰) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباذر لان تغدو فتعلم اٰیۃ من کتاب اللہ خیرلک من ان تصلی مائۃ رکعۃ ولان تغدو تعلم باباً من العلم عمل بہ اولم یعمل بہ خیرٌ من ان تصلی الف رکعۃ (فضائل عن ابن ماجہ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے ابو ذر علی الصباح کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھنا سو رکعت نماز نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور علی الصباح علم کا ایک باب سیکھنا اس پر عمل ہو یا نہ ہو ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔

نماز افضل ترین عبادت اور اعلیٰ ترین ذکر ہے لیکن قرآن اور علوم قرآن کا سیکھنا اس سے بدرجہا افضل عبادت ہے اور اعلیٰ تر ذکر ہے چونکہ بندگی کا صحیح طریق اور ذکر و فکر کی اصل حقیقت اسی مرکز رشد و ہدایت سے ملتی ہے پس قرآن اور علوم قرآن میں مشغول ہونا نماز نفل کی مشغولی سے بدرجہا افضل اعلیٰ ہوگا۔

Marfat.com

قرآنِ مجید سیکھنے اور سکھانے کے آداب اور شرائط

قرآنِ مجید کا سیکھنا اور سکھانا ایک اہم عبادت ہے اور ذکر اللہ کا اعلیٰ ذریعہ ہے پس اس عبادت کی ادائیگی کے لئے چند آداب و شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) قرآنِ مجید کی تعلیم و تعلم سے مقصود محض حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضا اور خوشنودگی ہو اس کے کلام پاک میں اشتغال صرف اسی کے لئے ہو دیگر اغراض اور منافع کی آمیزش سے بالکل خالی ہو۔ یہی ہر عبادت کی رُوحِ رواں ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ۔	اور نہیں حکم کئے گئے مگر اس کا کہ بندگی کریں اللہ کی خالص ہو کر اس کی بندگی میں۔

اعمال کا مدار قصد و ارادہ پر ہے اپنے قصد و ارادہ کی خوبی کے بقدر انسان اپنے اعمال سے فائدہ اٹھاتا ہے اور منتفع ہوتا ہے۔ اور اسی قدر حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا و بخشش ہوتی ہے اور قبولیت نصیب ہوتی ہے۔

(۲) قرآنِ مجید کے اتباع اور پیروی کو اپنا نصب العین بنائے اس سے اطوارِ زندگی کو سیکھے اوامرِ خداوندی کو بجا لائے اور ممنوعات سے احتراز کرے کہ یہی کامیابی کی شاہراہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی۔	پس جو پیروی کرے میری ہدایت کی تو نہ گمراہ ہوگا اور نہ شقی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے جو شخص قرآن پڑھے اور اس کا اتباع کرے وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں سوءِ حساب سے محفوظ رہے گا۔

حق تعالیٰ نے قرآن کی پیروی کرنے والے کو دنیا میں ضلالت اور آخرت کی شقاوت سے محفوظ کر رکھا ہے۔" (نزھہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سیکھتے تھے پھر اس کے مطابق علم و عمل کو معلوم کر کے اگلی دس آیات سیکھتے تھے۔" (نزھہ)

نیز فرمایا "قرآن عمل کرنے کے لئے نازل کیا گیا ہے اور لوگوں نے محض اس کے پڑھ لینے کو عمل قرار دے دیا۔ ایک شخص اول سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اور ایک حرف نہیں چھوڑتا لیکن عمل بالکل چھوڑ رکھا ہے۔" (نزھہ)

جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہے لیکن اس کا اتباع اور پیروی نہیں کرتا اور اس کے مطابق زندگی نہیں گذارتا وہ ظالم ہے اور کذاب ہے اور خود اپنی تلاوت میں اپنے پر لعنت بھیجتا ہے اس لئے کہ بار بار پڑھتا ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ اور اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

اور خود ہی ظالم ہے اور جھوٹا بھی۔

(۳) قرآن مجید کی عظمت و حرمت کو ملحوظ رکھے اور اس کے موافق خشوع و خضوع اور ادب و احترام کے ساتھ اس میں مشغول ہو اس کے معانی اور مطالب میں غور و فکر کرے اور یہ یقین کرے کہ اپنے پروردگار سے مناجات کر رہا ہے

اور ہر آیت ہو اسی کی رہنمائی کے لئے تلقین کی جا رہی ہو۔ اور اسی کی بقدر غور و فکر اور ہوش و تدبر ہو۔ ارشاد ربانی ہے۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ ۔ یہ ایک بابرکت کتاب ہے اس کو ہم نے آپ پر اس لئے اتارا ہو کہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں۔

(۴) قرآن مجید کو صحت حروف اور صحت مخارج کے ساتھ سیکھے اور سکھائے اور خوش الحانی اور ترتیل کے ساتھ تلاوت کرے۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک سورت کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا ویسے ہی بلا ترتیل سارا قرآن پڑھنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔"

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رح نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے۔

"ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور سے پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع میں کئی چیزوں کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔

اول حرفوں کو صحیح نکالنا اور اپنے مخرج سے ادا کرنا تاکہ طا کی جگہ تا اور ضاد کی ظا نہ نکلے۔

دوسرے وقوف کی جگہ پر اچھی طرح ٹھیرنا تاکہ وصل اور قطع کلام بے محل

Marfat.com

نہ ہو جائے۔

تیسرے حرکتوں میں اشباع کرنا یعنی زیر و زبر پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا چوتھے۔ آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔

پانچویں آواز کو ایسی طرح درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جائے اور دل پر جلدی اثر کرے۔ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے۔ اور اس سے روح کو قوت اور تاثر پیدا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اطباء نے کہا ہے کہ جس دوا کا اثر دل پر پہنچانا ہو اس کو خوشبو میں ملا کر دیا جائے۔ کہ دل اس کو جلد کھینچتا ہے۔ اور جس دوا کا اثر جگر میں پہنچانا ہو اس کو شیرینی میں ملا دیا جائے کہ جگر مٹھائی کا جاذب ہے۔ اسی وجہ سے بندہ کے نزدیک اگر تلاوت کے وقت خوشبو کا استعمال کیا جائے تو دل پر تاثیر میں زیادہ تقویت ہو گی۔

چھٹے تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کیا جائے کہ اس کے اظہار سے کلام پاک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

ساتویں آیات رحمت اور آیات عذاب کا حق ادا کرے۔

یہ سات چیزیں ہیں جن کی رعایت ترتیل کہلاتی ہے اور مقصود ان سب سے صرف ایک ہے یعنی کلام پاک کا فہم و تدبر (فضائل قرآن)

آیات کا حق یہ ہے کہ جب رحمت کی آیت پڑھے تو سرور و انبساط کے آثار چہرہ پر نمایاں ہوں اور دل میں اس کے حصول کا ولولہ اور شوق ہو۔ اور جب عذاب کی آیت پڑھے تو ہوش و حواس غائب ہو جائیں خوف و خشیہ

طاری ہوجائے اور دل اس سے رستگاری کا متمنی اور خواہاں ہو۔

(۵) قرآن مجید کو سیکھنے کے بعد اس کو محفوظ رکھنا تاکہ بھول اور نسیان سے مامون رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"قرآن مجید کو یاد کرتے رہا کرو۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے۔ قرآن پا بستہ اونٹ سے زیادہ فرار ہونے والا ہے (صحیحین)۔

دوسری روایت میں ہے "صاحب قرآن کی مثال پابستہ اونٹ جیسی ہے اگر اس کو باندھے رکھو تو قابو میں رہے ورنہ فرار ہوجائے" (صحیحین)

قرآن مجید کو یاد کر کے پھر بھلا دینا بڑی محرومی اور سخت ناقدری ہے اور بڑا عظیم ترین جرم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "مجھ پر میری امت کے تمام اعمال حسنہ پیش ہوئے حتیٰ کہ وہ تنکا بھی جس کو کسی نے مسجد سے اٹھا کر باہر پھینکا ہو۔ ایسے ہی تمام کے تمام گناہ بھی پیش ہوئے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نظر نہیں آیا کہ کسی شخص نے قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد کی ہو پھر اس کو بھلا دیا ہو (نزہۃ عن ابی داؤد والترمذی)

قرآن مجید کی ہر آیت ایک نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ ہے۔ اور اس کی شکر گزاری اور قدردانی یہ تھی کہ اس شاہی تحفہ کو حرز جان اور ورد زبان بنایا جاتا اتنی عظیم الشان تحفہ اور نعمت کا کفران اور نسیان اتنا بڑا جرم ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں ہوسکتا۔

قرآنِ مجید کی تلاوت

قرآن مجید کلام ربانی اور پیام رحمانی ہے جو سید الانبیاء والمرسلین کے ذریعہ مخلوق کی رہنمائی کے لیے ان کے پاس بھیجا گیا۔ بھیجنے والا ایک ہے اور لانے والا ایک ہے اور جس کے پاس بھیجا گیا وہ ہر فرد بشر۔ اب انسان کی انسانیت کا پورا تقاضا یہ ہے کہ ہر غلامی اور محکومی سے آزاد ہو کر صرف اللہ رب العالمین مالک الملک کی بندگی اور غلامی کی اختیار کرے اور اس رب العزت کے تمام احکام اور اوامر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے اپنی محکومی اور غلامی کا ثبوت دے اور اس کے بھیجے ہوئے پیام اور اتارے ہوئے کلام کو غایت عظمت و حرمت کے ساتھ اپنا حرزِ جان اور وظیفہ زبان بنائے ایک مشت خاک کی یہ عزت افزائی کہ وہ کلام الٰہی اور پیام ربانی سے سرفراز ہو سہ

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

یہ تینوں امور جو انسانیت کے لوازمات اور مقتضیات سے تھے انہی کا انسان بارگاہِ رب العزت سے مامور ہے اور ہمارے پروردگار کا یہی ہم سے مطالبہ ہے ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

مجھ کو یہی حکم ہے کہ بندگی کروں اس شہر (مکہ) کے مالک کی جس نے اس کو عزت دی ہے اور اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں میں حکم برداروں میں

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ۔ اور یہ کہ تلاوت کروں میں قرآن کی (اور سناؤں لوگوں کو)

سیدالانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تین باتوں کا حکم کیا گیا۔
اول یہ کہ صرف اللہ رب العالمین کی بندگی اور غلامی کی جائے۔
دوسرے یہ کہ اس رب العزت کی کامل فرمانبرداری اور حکم برداری کی جائے
تیسرے یہ کہ اس کلام پاک کا ورد اور تلاوت جاری رکھی جائے۔
یہی تینوں امور رشد وہدایت اور صلاح وفلاح کا اصل سرچشمہ ہیں جس کا جی چاہے ان کو اختیار کرکے راہ یاب کامیاب اور فلاح یاب ہو اور جس کا جی چاہے ان کو چھوڑ کر گمراہ اور تباہ وبرباد ہو۔
جس شخص کے پاس کتاب بھیجی جائے اور وہ اس بھیجنے والے کے عظمت وجلال سے واقف اور اس کی یکتائی کا معترف بھی ہو تو اس کتاب کا اسی حیثیت اور شان سے استقبال کیا جائے گا۔ اور اس کی عظمت وشان کے مطابق اس کتاب کی تلاوت وقرات ہوگی اگر اس میں کسی قسم کی لاپروائی اور بے اعتنائی کا ثبوت دیا گیا تو کتاب بھیجنے والے کی جانب سے انتہائی سرزنش اور عتاب کا باعث ہوگا۔ اور یہ بے توجہی سراسر کفران وحرمان شمار ہوگی۔ ارشاد ربانی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے اس کے پڑھنے کا وہی اس پر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی منکر ہوگا

هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ۔ اس سے تو وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں ۔

قرآن پر ایمان اور یقین کا تقاضا تو یہی ہے کہ اس کی تلاوت کا پورا حق ادا کیا جائے اور اس حق تلاوت کی ادائیگی میں لاپروائی اور بے اعتنائی سخت کفران نعمت ہے جو سراسر نقصان وخسران ہے ۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کی تلاوت کو ایک سودمند تجارت کے ساتھ تعبیر فرمایا جس میں نقصان اور خسارہ کا کوئی امکان ہی نہیں ہے ۔

ارشاد ربانی ہے ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۔	جو لوگ پڑھتے ہیں کتاب اللہ کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں ۔ ہمارا دیا ہوا چھپا کر اور علانیہ امیدوار ہیں ایک تجارت کے جس میں ٹوٹا نہ ہو تاکہ پورا دیوے ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دیوے اپنے فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا قدردان ۔

یعنی جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی باتوں کو مانتے اور اس کی کتاب کو عقیدت سے پڑھتے ہیں ۔ نیز بدنی اور مالی عبادت میں کوتاہی نہیں کرتے وہ حقیقت میں ایسے زبردست بیوپار کے امیدوار ہیں جس میں خسارہ اور ٹوٹے کا کوئی احتمال نہیں بلاشبہ جب خدا خود ان کے اعمال کا خریدار ہو تو اس

Marfat.com

امید میں یقیناً حق بجانب ہیں نقصان کا اندیشہ کسی طرف سے نہیں ہو سکتا از سرتاپا نفع ہی نفع ہے۔ (تفسیر علامہ عثمانی)

تلاوت کے آداب

علامہ جلال الدین السیوطی رح نے قرآن مجید کی تلاوت کے آداب کو شرح و بسط کے ساتھ تفسیر اتقان میں نقل فرمایا ہے جن کو اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) قرآن مجید کی تلاوت میں بکثرت مشغول رہے اور شب روز بلا ناغہ تلاوت کرے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں کی مدح فرمائی ہے جو شب و روز تلاوت میں مشغول رہتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ۔ — اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر۔ پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی اور وہ سجدے کرتے ہیں۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ غبطہ دو شخصوں کے بارہ میں ہو سکتا ہے ان میں ایک وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت دی اور وہ شب و روز اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کے نامہ اعمال میں ایک حسنہ (نیکی) لکھی جاتی ہے اور ہر حسنہ دس حسنات کے برابر ہوتی ہے۔

پس جس قدر کثرت قرآن مجید کی تلاوت ہو گی اسی قدر حسنات کا ذخیرہ جمع

Marfat.com

ہوگا اور مالامال ہوگا۔

(۲) تلاوت قرآن کے وقت وضو کا ہونا مستحب ہے۔ اس لئے کہ تلاوت افضل اذکار ہے اور ذکر اللہ بلا وضو پسندیدہ نہیں۔ لیکن بلا وضو تلاوت کی گنجائش ہے۔ جنبی اور حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت نہیں کر سکتے۔ اگر کسی کا منہ ناپاک ہو تو اس کو اس حالت میں تلاوت جائز نہیں۔ بلا وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔

(۳) قرآن مجید کی تلاوت پاک و صاف جگہ بیٹھ کر کرنی چاہیئے۔ تلاوت کے لئے بہتر جگہ خانۂ خدا ہے۔ گندے مقام اور لہو و لعب کی جگہ بیٹھ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہونا زیبا نہیں۔

(۴) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت قبلہ رخ خشوع و خضوع اور سکون و وقار اور ادب و احترام کے ساتھ گردن جھکا کر بیٹھنا چاہیئے۔

(۵) قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے سواک کر کے منہ کو صاف کر لینا چاہیئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ "تمہارے منہ قرآن پاک کی ادائیگی کا راستہ ہیں ان کو سواک سے صاف کر لیا کرو۔"

(۶) قرآن مجید کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ پڑھنا چاہیئے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ سو جب تو پڑھنے لگے قرآن تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے

(۷) قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہیئے۔ اور ہر صورت کی ابتدا میں بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہیئے۔

(۸) قرآن مجید کو ترتیل سے یعنی ٹھیر ٹھیر کر ہر ہر حرف اور حرکت کو صاف صاف واضح کر کے پڑھنا چاہیئے۔ جیساکہ ارشادِ ربانی ہے۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ اور قرآن کو صاف صاف پڑھو۔

ترتیل کی توضیح پہلے بیان ہو چکی۔

(۹) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت خوف و خشیہ جسم پر طاری ہو اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوں۔ جیساکہ ارشادِ ربانی ہے۔

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے
وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۔ ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ قرآن حزن و بیقراری لے کر اترا ہے جب تم قرآن کی تلاوت کرو تو آنکھوں سے آنسو رواں ہوں۔ اگر رونا نہ آئے تو بہ تکلف رونے کی کوشش کرو۔"

(۱۰) قرآنِ مجید کی تلاوت خوش آوازی اور خوب صورتی کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "قرآن کو خوش آواز کے ساتھ پڑھا کرو۔ اچھی آواز قرآن کے حسن کو دوبالا کرتی ہے" اگر خوش آواز ہو تو بقدر استطاعت خوش آوازی کی کوشش کرے۔ البتہ گانے کے طرز پر ترنم کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے۔

(۱۱) حروفِ قرآنی کو بلند اور کشادہ آواز سے پڑھے عورتوں کی طرح

Marfat.com

پست آواز میں نہ پڑھے۔

(۱۲) قرآن مجید کی تلاوت کو کسی کی بات کی وجہ سے منقطع نہ کرے اس لئے کہ کلام اللہ کے سامنے کوئی بات قابل اعتنا نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب تک قرآن شریف پڑھتے ۔۔۔ کسی سے بات نہ کرتے تھے جب فارغ ہو جاتے تب بات کا جواب دیتے۔

(۱۳) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ہنسنا یا کسی عبث کام میں مشغول ہونا یا لہو ولعب کی جانب دیکھنا ہرگز روا نہیں۔

(۱۴) قرآن مجید کو ترتیب کے موافق پڑھنا چاہیئے خلاف ترتیب پڑھنا یا الٹا پڑھنا یا ایک سورت کو دوسری صورت میں ملانا یا کچھ کسی سورت سے پڑھنا یہ سب امور مناسب نہیں۔

(۱۵) جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو تو اپنا کام اور کلام چھوڑ کر خاموشی کے ساتھ کلام الٰہی کو سننا ضروری ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

(۱۶) قرآن مجید کی تلاوت ہر وقت ہو سکتی ہے اور بہترین وقت تلاوت کے لئے نماز کی حالت ہے پھر آخر شب پھر صبح کا وقت۔

جمعہ کے دن، اور عرفہ کے دن اور رمضان شریف بالخصوص آخر عشرہ میں

تلاوت قرآن پاک کی زیادتی مناسب اور اولی ہے۔

(۱۷) ختم قرآن پاک پر اظہار مسرت کرنا مستحب ہے۔

(۱۸) ختم قرآن پاک کے بعد دعا کرنا مسنون ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ "ختم قرآن پر ایک دُعا ضرور قبول ہوتی ہے"

(۱۹) قرآنِ مجید کی تلاوت کو ذریعہ معاش اور ذریعہ رفعت نہ بنائے حدیث میں آیا ہے جو شخص قرآن کو کسی جابر کے سامنے اس لئے پڑھے "تاکہ رفعت اور مرتبہ حاصل ہو تو اس کو ہر حرف کے عوض دس لعنت ملیں گی۔ قرآنِ پاک کی تلاوت کر کے لوگوں سے سوال کرنا اس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ اور بہت نازیبا حرکت ہے۔

(۲۰) افضل ہے کہ اول دن یا اول شب میں قرآن مجید ختم کرے۔ جمعہ کے دن شروع کرنا اور جمعرات کو ختم کرنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ ختم کے بعد قرآنِ مجید کا ثواب اموات کو پہنچا سکتا ہے۔ وہ اس سے منتفع ہوتے ہیں اور مسرور ہوتے ہیں۔

Marfat.com

قرآنِ مجید کا فہم و تدبّر

نظمِ قرآنی میں عظمت و شوکت ہے حلاوت و لطافت ہے جذب و کشش ہے اس لیے کہ اس پاک ذات کا کلام ہے جو مالک الملک ہے رب العالمین ہے ہر شئے کا پیدا کرنے والا اور ہر شے اسی کے ہاتھ میں ہے پس ان نقوش پر جس قدر بھی فریفتگی شیفتگی آشفتگی ہو کم ہے اور بہت کم ہے۔ لیکن اس نظم قرآنی کے نازل کرنے سے مقصود محض ان زریں نقوش کی حفاظت نہیں بلکہ مقصود اس کے مطابق اپنی زندگی کو بنانا اور سنوارنا ہے۔ اس کے احکامات کی تعمیل اور فرمانبرداری ہے اس لیے اس کا فہم و تدبر اور غور و فکر بھی ضروری ہے کہ بغیر سمجھے اصل مطلوب اور مقصود کو نہیں پایا جا سکتا۔ اور اصل منشا رضاء خداوندی تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

نامۂ محبوب کا بار بار ورد کرنا اور اس کے معنی و مفہوم کی جانب توجہ نہ کرنا سخت ناقدری اور نادانی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید کے فہم و تدبر کا بار بار حکم آیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ — یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور کریں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ — پس کیا نہیں غور کرتے ہیں قرآن میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔

اعربوا القرآن واتبعوا غرائبہ وغرائبہ فرائضہ وحدودہ (مشکوٰۃ)

قرآن کے معانی کو بیان کرو اور اس کی نادر باتوں کی پیروی کرو۔ قرآن کے نوادر اس کے احکام فرائض وحدود ہیں۔

اور فہم و تدبر کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت کو تلاوت کرے اس کے معنی اور مطلب کو معلوم کرے پھر ان معانی میں غور و فکر کرے تاکہ مقصود آیت ذہن نشین اور دلنشین ہو جائے۔ اور دل و دماغ اس کو قبول کرلیں اور یقین راسخ پیدا ہو جائے۔ پھر دلی جذبہ اس کے مطابق عمل پر برانگیختہ اور آمادہ کرے گا۔ پس اپنی پوری وسعت و طاقت اس حکم کی بجا آوری اور فرمانبرداری میں صرف کرے۔ اور سابقہ کوتاہی پر شرمسار اور معافی کا خواستگار ہو۔ اگر آیتہ کریمہ میں کوئی نصیحت و حکمت کی بات ہو تو اس سے عبرت حاصل کرے اگر رحمت کا ذکر ہو تو خوش ہو اور اپنے مولیٰ سے رحمت کا طلب گار ہو اور اگر عذاب و گرفت کا تذکرہ ہو تو خوف و خشیہ طاری ہو جائے اور عاجزی انکساری کے ساتھ عذاب الٰہی سے پناہ مانگے۔ جہاں دعا کا موقع ہو وہاں دست سوال دراز ہو اور جہاں توبہ اور استغفار کا موقعہ ہو وہاں ندامت شرمندگی سے گردن جھک جائے۔ اپنے کئے پر پشیمان ہو اور آئندہ کے لئے عہد و پیمان ہو۔

تلاوتِ قرآنِ مجید کے فضائل

اگرچہ سابقہ بیان سے قرآنِ مجید کی تلاوت کی فضیلت اہمیت اچھی طرح نمایاں ہوگئی پھر بھی مزید تاکید اور ترغیب کے لیے چند احادیث کو نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) عن ابی موسٰی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مثل المومن الذی یقرأ القرآن مثل الاترجۃ ریحہا طیب وطعمہا طیّب ومثل المومن الذی لا یقرأ القرآن مثل التمرۃ لا ریح لہا وطعمہا حلو ومثل المنافق الذی لا یقرأ القرآن کمثل الحنظلۃ لیس لہا ریح وطعمہا مرّ ومثل المنافق الذی یقرء القرآن مثل الریحانۃ ریحہا طیب وطعمہا مرّ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے اس کی خوشبو بھی اچھی اور ذائقہ بھی اچھا۔ اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے خوشبو کچھ نہیں اور ذائقہ شیریں۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن جیسی ہے نہ اس میں کوئی خوشبو ہے اور اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔ اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبودار پھول کی ہے خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا۔

ایک روایت میں ہے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس کے [illegible]

متفق علیہ وفی روایۃ المومن الذی ترنج کے مانند ہے اور جو مومن قرآن یقرء القرآن ویعمل بہٖ کالاترجۃ والمومن نہیں پڑھتا لیکن اس کے موافق عمل کرتا ہے الذی لایقرء القرآن ویعمل بہ کالتمرۃ مشکوٰۃ وہ کھجور کے مانند ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے موافق زندگی گذارنے سے روحانی ترقی اور درجات نصیب ہوتی ہے۔ اور وہ کیفیات اور حالات طاری ہوتے ہیں جن کا ادراک اور احساس دشوار ہے۔ پس غیر محسوس کو محسوس پر قیاس کرنا دشوار ہے ارشاد نبوی میں تقریب ذہن کے لئے ایک موزوں ترین محسوس مثال بیان فرمائی گئی جس سے ایک گونہ ان غیر محسوس کیفیات کی جانب ذہن منتقل ہو سکتا ہے۔

پس جو مومن قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے موافق زندگی گذارتا ہے اس کی مثال ترنج جیسی ہے۔ ترنج خوش رنگ خوش ذائقہ اور خوشبودار اور کثیر المنافع پھل ہے ایسے ہی جو مومن قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اس کے موافق زندگی گذارتا ہے خوب صورت خوشنما اور باوقار صاحب حشمت وعزت ہوتا ہے جس سے لوگ منتفع ہوتے ہیں اس کو دیکھ کر جی خوش ہوتا ہے اور اس کے منافع سے لوگوں کو برابر فائدہ پہنچتے رہتے ہیں۔

اور جو مومن قرآن کے موافق زندگی تو گذارتا ہے مگر قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے کہ رنگ وبو سے خالی ہے مگر دیگر منافع وافادیات کثیر موجود ہیں۔

اور جو شخص نہ قرآن کے موافق زندگی گذارتا ہے اور نہ اس کی تلاوت کرتا ہے

وہ حنظل جیسا ہے۔ صورت بدنما ذائقہ کڑوا بدبودار اور محض بے کار۔ اور جو شخص قرآن مجید کی تلاوت تو کرتا ہے مگر اس کے موافق زندگی نہیں گذارتا وہ خوشنما پھول جیسا ہے۔ دیکھنے میں اچھا مگر بے فائدہ اور بے کار۔

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رات کو سورہ بقرہ تلاوت فرما رہے تھے پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا اچانک گھوڑے نے بدکنا اور کودنا شروع کر دیا۔ وہ پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گئے گھوڑا بھی ساکن ہو گیا پھر انھوں نے پڑھنا شروع کیا اور گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ پاس ہی ان کے صاحبزادے یحیی سو رہے تھے ان کو خیال ہوا مبادا گھوڑا یحیی کے لات وغیرہ مار دے اس لئے اپنی قرأت کو ذرا موقوف کر دیا۔ آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھتے کیا ہیں کہ چھت سے جس میں گویا قمقمے روشن ہیں۔ علی الصباح بارگاہ نبوی میں سارا ماجرا سنایا حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"ابن حضیر تم پڑھتے رہتے ابن حضیر تم پڑھتے رہتے۔"

ابن حضیر نے کہا: یا رسول اللہ مجھے یحیی کا خیال آیا وہ قریب ہی تھا جب میں یحیی کے پاس پہنچا تو آسمان پر ایک چھت دیکھی جس میں قمقمے روشن تھے پھر وہ دکھائی دینے موقوف ہو گئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تمھیں معلوم بھی ہے یہ کیا تھا؟"

ابن حضیر نے عرض کیا نہیں۔" ارشاد فرمایا: یہ فرشتے تھے جو تمھاری

تلاوت کو سن رہے تھے اگر تم صبح تک پڑھتے رہتے تو یہ اسی طرح رہتے اور سب لوگ ان کا مشاہدہ اور زیارت کرتے (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

(۳) عن ابی سعیدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالیٰ من شغلہ القرآن عن ذکری ومسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ۔
(مشکوٰۃ عن الترمذی والدارمی)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں جس شخص کو قرآن کی مشغولی میرے ذکر اور دعا سے روک دے میں اس کو اس سے اعلیٰ چیز دوں گا جو دعا مانگنے والوں کو دیا ہے۔ اور کلام الٰہی کو دیگر کلام پر ایسی فوقیت اور برتری ہے جیسی اللہ رب العزت کو اپنی مخلوق پر ہے۔

یعنی قرآن مجید میں مشغول ہونے کی وجہ سے اگر کسی شخص کا ذکر اللہ اور دعوات چھوٹ گئیں تو ذکر اللہ کا بدل تو یہ ہے کہ تلاوت قرآن خود ذکر اللہ بلکہ افضل اذکار ہے اور دعاؤں کا بدل یہ ہے کہ حق تعالیٰ جو دوسرے دعا مانگنے والوں کو عطا فرماتے ہیں اس سے بہت بہتر اور اعلیٰ قرآن پڑھنے والے کو مرحمت فرما دیتے ہیں۔

(۴) عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

انّ ھذہ القلوب تصدأ کما یصدأ الحدید اذا اصابہ الماء قیل یا رسول اللہ ما جلاؤھا قال کثرۃ ذکر الموت وتلاوۃ القرآن۔ (مشکوٰۃ عن البیہقی)

نے ارشاد فرمایا: یہ قلوب زنگ آلود ہوجاتے ہیں جیسا لوہا پانی پہنچنے کی وجہ سے زنگ آلود ہوجاتا ہے۔" صحابہ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ ان کا جلا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: بکثرت موت کو یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔"

غفلت و مدہوشی کے باعث انسانی قلوب میں نورانیت اور طمانیت کی جگہ کدورت اور وحشت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہی کدورت و وحشت قلوب کا زنگ ہے۔ جب انسان بکثرت موت کو یاد کرتا ہے اور قرآنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہوتا ہے تو یہ غفلت و مدہوشی کے پردے چاک ہوجاتے ہیں ساری کدورت و وحشت دور ہوجاتی ہے۔ اور دل یقینًا نور اور نکہت کا مسکن بن جاتا ہے۔ پس غافل مدہوش قلوب کو جگانے کے لئے دو ناصح ہیں۔ ایک ناصح خاموش یعنی ذکرِ موت جو تمام لذاتِ دنیوی کو بھلا دیتا ہے دوسرا ناصح ناطق یعنی تلاوتِ قرآن پاک جس کا ایک ایک حرف دل و جگر کے پار ہوتا ہے۔ اور خفتہ کو بیدار کرتا ہے۔

(۵) عن عائشۃ انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قراءۃ القرآن فی الصلوٰۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوٰۃ وقراءۃ القرآن

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نماز میں قرآن پڑھنا خارجِ نماز قرآن پڑھنے سے افضل

Marfat.com

افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جنة من النار (مشکوٰۃ عن البیہقی)

ہے اور خارج نماز میں قرآن پڑھنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ کرنا روزہ سے افضل ہے اور روزہ ڈھال ہے عذاب نار سے۔

ارشادِ نبوی میں اعمالِ حسنہ کے مراتب کو بیان فرمایا گیا۔ روزہ کی فضیلت ومنقبت ... یہ ہے کہ وہ عذاب جہنم سے محفوظ رکھتا ہے اور ڈھال کا کام دیتا ہے۔ صدقہ وخیرات روزہ سے بھی افضل ہے اس لئے کہ صدقہ میں نفع متعدی ہے اور دوسرے کی حاجت روائی ہے۔ اور تسبیح تکبیر میں مشغول ہونا صدقہ سے بھی افضل ہے۔ اس لئے کہ یہ ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اور تلاوت قرآن تسبیح وتکبیر سے بھی افضل ہے۔ اس لئے کہ یہ افضل اذکار ہے اور تمام اذکار کو جامع اور حاوی ہے۔

(۶) عن عثمان بن عبد الله بن اوس الثقفی عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قراءة الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجة وقراءته فی المصحف تضعف علی ذلك الی الفی درجة

حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قرآن حفظ پڑھنا ہزار درجہ ہے اور مصحف میں دیکھ کر پڑھنا حفظ پڑھنے سے دو ہزار درجہ بڑھا ہوا ہے۔ (مشکوٰۃ)

قرآنِ مجید کو حفظ تلاوت کرنے میں ایک ہزار مراتب عطا ہوتے ہیں اور اگر مصحف میں دیکھ کر تلاوت کی جائے تو اس پر دو ہزار درجات کا

Marfat.com

اضافہ ہوجاتا ہے اور دیکھ کر پڑھنے والے کو تین ہزار مراتب عطا ہوتے ہیں اس لئے کہ حفظ پڑھنے میں صرف زبان قرآن پاک میں مشغول ہوتی ہے۔ اور دیکھ کر پڑھنے میں زبان بھی مشغول ہوتی ہے اور آنکھیں بھی مشغول ہوتی ہیں اور ہاتھ بھی مشغول ہوتے ہیں جب مشغولی تین نوع سے بڑھ گئی تو اجر بھی سہ چند ہوگیا۔ قرآنِ مجید کو عظمت و محبت سے ہاتھ لگانا اور نقوش قرآنی کو دیکھنا مستقل عبادت اور بڑی سعادت ہے۔

نیز دیکھ کر تلاوت کرنے میں توجہ تام رہتی ہے اور خیالات مجتمع رہتے ہیں اور غور و فکر زیادہ ہوتا ہے اور یہی اصل مقاصد ہیں۔ اکثر صحابہ کرام اور تابعین عظام کا دیکھ کر تلاوت کرنے کا معمول تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس دو قرآن کثرت تلاوت کے باعث بوسیدہ ہوئے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حکم مطلق نہیں۔ اگر کسی شخص کو حفظ پڑھنے میں توجہ تام اور جمعیت خاطر اور غور و فکر زیادہ ہوتا ہو تو اس کو حفظ ہی پڑھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ اصل مقاصد ہیں ان کا فوت ہونا مناسب نہیں۔ البتہ اگر اصل مقاصد دونوں حالت میں برابر ہوں تو پھر مصحف میں دیکھ کر تلاوت کرنا افضل ہے۔

(۱) عن الحسن مرسلاً ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرء فی لیلۃ مائۃ آیۃ لم یحاجہ القرآن تلک اللیلۃ	حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے رات میں سو آیت تلاوت کی قرآن اس شخص سے اس رات

ومن قرء فی لیلة مائتی آیة کتب له قنوت لیلة ومن قرء فی لیلة خمسمائة الی الف اصبح وله قنطار من الاجر قالوا وما القنطار قال اثنا عشرالفاً۔ (مشکوٰۃ عن الدارمی)

کے بارہ میں جھگڑا نہ کرے گا اور جس رات میں دو سو آیت تلاوت کی اس کے لئے قیام لیل کا ثواب لکھا جائے گا اور جس شخص نے پانچسوے ہزار آیات تک تلاوت کی اس کے لئے ایک قنطار اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا قنطار کیا ہے؟ ارشاد فرمایا بارہ ہزار۔

قرآن مجید اپنی حق تلفی کرنے والوں سے قیامت میں اپنے حق کا مطالبہ کرے گا قرآن پاک کے دو حق ہیں اول اس کے موافق زندگی گذارنا اور دوسرے اس کی تلاوت کرنا۔ پس اگر کسی شخص نے رات کو سو آیت تلاوت کرلی تو اس رات کے حق سے سبکدوش ہوگیا اور اگر دو سو آیت تلاوت کی قانیتن (شب بیداروں) میں شمار ہوگا۔ اور اگر پانچسو یا اس سے زائد آیات تلاوت کیں تو اس کے اجر کی کوئی نہایت نہیں اس کے اجر کو قنطار سے تشبیہ دی گئی اور مقصود تحدید اجر نہیں بلکہ اظہار کثرت ہے۔ قنطار چالیس اوقیہ سونا یا بارہ ہزار اشرفی کو کہتے ہیں۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ ارشاد نبوی سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت ہر انسان پر واجب اور ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص کلام الہٰی کی تلاوت نہ کرے تو رب الکلام کی جانب سے روز حشر مطالبہ اور مواخذہ ہوگا۔ اسی مطالبہ اور مواخذہ کو مجازاً قرآن کے جھگڑنے سے تعبیر فرمایا گیا۔

قرآنِ مجید کی بعض سورتوں اور آیتوں کے خصوصی فضائل و منافع

(۱) ابو سعید بن معلی کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی میں نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکا اور نماز سے فارغ ہو کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔"

ارشاد فرمایا: "کیا حق تعالیٰ کا یہ حکم نہیں ہے۔

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ۔ (جواب دو تم اللہ اور رسول کو جب بھی وہ بلائے تم کو) پھر ارشاد فرمایا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتلا دوں گا اور میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نے مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے تجھے قرآن کی سب سے بڑی سورت بتلاؤں گا۔ ارشاد فرمایا الحمد للہ رب العالمین ہے یہی سبع مثانی ہے۔ جو مجھ کو عطا کی گئی ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ (اور دیا ہم نے تم کو سبع مثانی اور قرآن عظیم۔) (مشکوٰۃ از بخاری)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان دور رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ از مسلم)

ف : یعنی قبرستان کی طرح گھروں کو شہر خموشاں اور سنسان مت بناؤ بلکہ ذکر اللہ اور تلاوت قرآن سے گھروں کو معمور اور آباد رکھو جس گھر میں تلاوت قرآن پاک ہوتی رہتی ہے وہاں شیطانی اثرات پیدا نہیں ہوتے۔ اور سورہ بقر کی تلاوت تو خصوصیت سے شیطانی اثرات کے دور کرنے کے لئے نافع اور مفید ہے۔

(۳) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سورہ بقر کی آخری دو آیت کو جو شخص رات میں پڑھے تو یہ اس کو کفایت کرتی ہیں یعنی ہر نوع کی شر اور آفت سے پڑھنے والے کی حفاظت کرتی ہیں" (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

(۴) حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو پڑھتا رہے گا وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔ (مشکوٰۃ از مسلم)

(۵) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم رات میں تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتے؟ صحابہ نے عرض کیا: تہائی قرآن کس طرح پڑھے؟ ارشاد فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (احد ہیں) تہائی قرآن کے برابر ہے (مشکوٰۃ از مسلم)

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے قل ہو اللہ بہت محبوب ہے" ارشاد فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔ (مشکوٰۃ از ترمذی و بخاری)

(۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آج رات دو عجیب و غریب آیتیں نازل کی گئیں جن کا مثل کبھی نہیں دیکھا گیا: "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس"۔ (مشکوٰۃ از مسلم)

(۸) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب جب بستر پر بیٹھتے تو مٹھی بند کر کے اس پر پھونک مارتے اور قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر اپنے ہاتھوں کو بقدر استطاعت تمام جسم پر پھیرتے۔ سر اور چہرہ اور جسم کے اگلے حصہ سے شروع فرماتے ایسا ہی تین مرتبہ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ از بخاری مسلم)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص حم (سورہ مومن) الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھے شام تک وہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہتا ہے اور جو شخص شام کے وقت پڑھتا ہے وہ صبح تک محفوظ رہتا ہے۔" (مشکوٰۃ از ترمذی و دارمی)

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے (یعنی تمام کا خلاصہ ہوتا ہے) اور قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے جو شخص سورہ یٰسین کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اس کو دس قرآن پڑھنے کی برابر ثواب عنایت فرماتے ہیں۔" (مشکوٰۃ)

(۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص رات کو سورہ حم الدخان پڑھتا ہی صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص جمعہ کی شب میں سورہ حم الدخان کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتہ سے افضل ہے۔ (مشکوٰۃ)

مسبحات وہ سورتیں کہلاتی ہیں جن کے شروع لفظ سُبْحَانَ یا سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ یا سَبِّحْ۔ آیا ہے۔ اور وہ سات سورتیں ہیں۔

(۱) سبحان الذی اسری لعبدہ (۴) سورہ صف

(۲) سورہ حدید (۵) سورہ جمعہ

(۳) سورہ حشر (۶) سورہ تغابن

(۷) سورہ اعلیٰ۔ اور وہ آیۃ کریمہ جو ہزار آیتوں سے افضل ہے لیلۃ القدر کی طرح پوشیدہ ہے۔

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرآن کی ایک تیس آیت والی سورت نے ایک شخص کی سفارش کی کہ بالآخر اس کو بخشوا دیا اور وہ سورت سورہ تبارک الذی الملک ہے۔ (مشکوٰۃ از احمد و ترمذی و نسائی وغیرہ)

Marfat.com

(۱۵) حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

" سورۂ اذا زلزلت (اجر و ثواب میں) نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور سورہ قل ہو اللہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور سورہ قل یا ایہا الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۶) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

" جو شخص اللہ کی رضا کے لیے سورہ یٰسین پڑھتا ہے۔ اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ جو لوگ قریب المرگ ہوں ان کے سامنے سورہ یٰسین پڑھا کرو۔" (مشکوٰۃ)

نیز ارشاد فرمایا ہے جو شخص علی الصباح سورہ یٰسین پڑھتا ہے اس کی تمام حوائج پوری ہوتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۱۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " ہر شے کی ایک زینت اور جمال ہوتا ہے، اور قرآن کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۱۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

" جو شخص ہر رات سورہ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ کی نوبت نہیں آتی (حضرت ابن مسعود اپنی صاحبزادیوں کو ہر رات اس کے پڑھنے کا حکم دیا

Marfat.com

کرتے تھے۔

(۱۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم کو سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ بہت زیادہ مرغوب اور محبوب تھی۔ (مشکوٰۃ)

(۲۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کسی کی طاقت ہے کہ روزانہ ہزار آیت پڑھا کرے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پر مداومت کون کر سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا" کیا اس کی طاقت نہیں کہ سورہ الھٰکم التکاثر روزانہ پڑھا کرے (مشکوٰۃ)

یعنی اس سورت کے ایک بار پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیات کے ثواب کے برابر ہے۔

ساٹھواں شعبہ

آیاتِ خداوندی اور صفاتِ باری میں غور و فکر

غور و فکر وہ اصلی جوہر ہے جس پر زندگی کے برگ و بار لگتے ہیں اور اسی کے مطابق انسان سے اعمال و افعال سرزد ہوتے ہیں اگر فکر صحیح ہوتا ہے تو سارے کام راست ہوتے ہیں اور پوری زندگی درست ہوتی ہے۔ اور اگر فکر فاسد ہوتا ہے تو ہر کام میں بگاڑ ہوتا ہے۔ اور ساری زندگی خراب ہوتی ہے۔

دل کے جذبات اور رجحانات کا پاکیزہ ہونا فکر کے صحیح ہونے کی علامت ہے اور دل کے جذبات اور رجحانات کا گندہ اور پراگندہ ہونا فکر کے فاسد ہونے کی نشانی ہے۔

پس دل کی دنیا جب سنورتی ہے تو انسان کو اچھی طرح سنوار دیتی ہے اور انسان کو کامل انسان بنا دیتی ہے اور جب بگڑتی ہے تو انسان کو پوری طرح بگاڑ دیتی ہے۔ اور وحشی درندہ سے بھی بدتر بنا دیتی ہے۔

ذکر اللہ کا اصل مسکن و ماوی انسان کا دل ہے افکار کا بالکل صحیح ہوجانا اور دلی جذبات اور رجحانات کا فطرت کے مطابق ہوجانا بصیرت کی آنکھوں کا وا ہوجانا غفلت و مدہوشی کا دور ہوجانا یہ وہ امور ہیں جو دل کو یادِ الٰہی کے قابل بناتے ہیں اور ذکر اللہ سے صحیح طور پر آشنا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غور و فکر کو ایک بنیادی شے قرار دیا گیا اور بار بار کلامِ ربّانی

میں غور و فکر کی جانب متوجہ کیا گیا۔ ارشادِ ربانی ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ۔

اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

یعنی ہم نے قرآن مجید کو اس لئے نازل کیا ہے تاکہ تم مخلوق کے سامنے اس کو واضح کر کے بیان کر دو اور پھر لوگ اس کی آیات پر غور و فکر کر کے راہ یاب اور کامیاب ہوں۔

صحیح غور و فکر دل پر رشد و ہدایت کی راہیں کھولدیتا ہے اور حق اور حقانیت کو قبول کرنے پر برانگیختہ اور آمادہ کرتا ہے۔ اور فاسد فکر گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور کفر و طغیان پر آمادہ کرتا ہے۔

پوری کائنات انسان کے غور و فکر کی جولانگاہ ہے اور جس شئے میں بھی انسان غور و فکر کرے گا وہ اس کو حق کی جانب رہنمائی کرے گی اور بارگاہِ رب العزت تک پہنچائے گی ؎

وفی کل شیٔ لہ آیۃٌ۔ تدل علی انہ واحدٌ۔

ارشادِ ربانی ہے۔

اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَآ اِلَّا

اور کیا نہیں غور کرتے اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی الآیۃ — سادھ کر اور وعدہ مقرر پر۔

یعنی عالم کا اتنا زبردست نظام اللہ تعالیٰ نے بے کار اور ناحق نہیں بنایا کچھ اس سے مقصود ضرور ہے۔ جو آخرت میں نظر آئے گا۔ بس اتنی بڑی نشانی پر غور و فکر نہ کرنا اور اس سے صحیح سبق حاصل نہ کرنا بڑی کوتاہی اور نادانی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ	اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے
بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی	آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا
عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ	عرش پر اور کام میں لگا دیا سورج اور
وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ	چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت مقرر
مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ	پر تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے
الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ	نشانیاں کہ شاید تم اپنے رب سے
تُوْقِنُوْنَ۔ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ	ملنے کا یقین کرو اور وہی ہے جس نے
الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ	پھیلائی زمین اور رکھے اس میں پہاڑ
وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے
جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ	اس میں جوڑے دو دو قسم کے ڈھانکتا ہے
یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ	دن رات کو بیشک اس میں نشانیاں
ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔	ہیں ان کے واسطے جو فکر کرتے ہیں اور
وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ	زمین میں کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے

وَجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔
(سورہ رعد رکوع ۱)

سے متصل اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں۔ ایک کی جڑ دوسرے سے ملی ہوئی اور بعض بن ملی ان کو پانی بھی ایک دیا جاتا ہے اور ہم ہیں بڑھا دیتے ہیں ان میں ایک کو ایک سے میووں میں۔ ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو غور کرتے ہیں۔

غرض کارخانہ عالم کی ہر چیز ایک زبردست نشانی ہے جو حق کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور اللہ رب العالمین کی یاد کو تازہ کرتی ہے۔

ذکر و فکر دونوں بندگی کے لوازمات سے ہیں جو لوگ صحیح فکر رکھتے ہیں وہ کبھی ذکر سے غافل نہیں ہوتے اور جو لوگ ذکر میں مشغول ہوتے ہیں وہ فکر سے خالی نہیں رہتے اور یہی فکر ان کی اچھی رہنمائی کرتا رہتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا

بے شک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا آجانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں۔ کہتے ہیں اے رب ہمارے

بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ تو نے یہ عبث نہیں بنایا سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے وضو فرمایا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور اس قدر بکا طاری ہوا کہ تمام ڈاڑھی مبارک اور سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر بستر پر لیٹ گئے۔ اور روتے رہے۔ بلال نماز کو اٹھانے کے لئے آئے اور حضور کو روتا ہوا دیکھ کر عرض کیا "یا رسول اللہ آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے پھر آپ کیوں روتے ہیں"

ارشاد فرمایا: بلال میں کیوں کر نہ روؤں آج رات مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ

پھر ارشاد فرمایا پوری ہلاکت اور بربادی ہے اس شخص کے لئے جو اس آیت کو پڑھے اور پھر بھی غور و فکر نہ کرے" (نزھۃ)

معلوم ہوا کہ آیات خداوندی سے وہی لوگ راہ یاب ہوتے ہیں جو ذکر اور فکر دونوں میں مشغول رہتے۔ اور فکر بھی ذکر کا ایک اہم شعبہ ہے اور عبادت کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں مذکور ہے۔

کان دائم الفکر کثیر الصمت (آپ ہمیشہ غور و فکر میں رہتے اور اکثر خاموش رہتے تھے۔)

Marfat.com

حضرت حسن رضؓ فرماتے ہیں: "تھوڑی دیر کا غور و فکر رات بھر کی نماز سے افضل ہے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "غور و فکر غفلت کو دور کرتا ہے۔ اور دل میں خوف و خشیہ پیدا کرتا ہے۔ قلوب رنج و غم سے جلا پکڑتے ہیں۔ اور غور و فکر سے جگمگا اٹھتے ہیں اور روشن ہوتے ہیں۔ (نزھہ)

حضرت فضیل فرماتے ہیں: "غور و فکر ایک آئینہ ہے جس سے اپنی اچھائی اور برائی واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: "جب انسان کا غور و فکر بڑھ جاتا ہے تو اس میں فہم پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب فہم پیدا ہو جاتی تو علوم منکشف ہو جاتے ہیں پھر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ اور ہدایت کی راہیں کھل جاتی ہیں"

حضرت بشر حافی فرماتے ہیں: "اگر لوگ حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی میں غور و فکر کرنے لگیں تو ان سے کسی حال میں بھی نافرمانی سرزد نہ ہو"

شیخ ابن عطا اسکندری فرماتے ہیں: "قلب کا مخلوقات کے وسیع میدانوں کی سیر کرنا "فکر" کہلاتا ہے۔ فکر قلب کا چراغ ہے جب وہ نہ رہے گا تو قلب کی روشنی بھی جاتی رہے گی"

غور و فکر کے طریقے

غور و فکر کا میدان بہت وسیع اور کشادہ ہے۔ پروردگارِ عالم کی ساری مخلوقات اور تمام مصنوعات اس کی کمالِ صنعت و قدرت پر کھلے شواہد ہیں جن کو دیکھ کر ہر انسان صانعِ حقیقی کی جانب رہنمائی پا سکتا ہے۔ جس قدر مخلوقات اور مصنوعات میں غور و فکر ہوگا اسی قدر خالق و صانع جل جلالہ کی معرفت حاصل ہوگی اور معرفت کی بہ قدر اپنے مالک سے ربط و تعلق قائم ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تفکروا فی خلق اللّٰہ ولا تفکروا	اللہ کی مخلوق میں غور و فکر کرو اور
فی اللّٰہ فانکم لن تقدروا	اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو اس لئے کہ
قدرہ۔ کنز عن ابن عباس	اللہ کی حقیقت کا تم اندازہ نہیں کر سکتے

مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض لوگوں پر گذر ہوا جو محوِ فکر تھے حضور نے دریافت کیا کیا ہوا تم بولتے کیوں نہیں؟ انھوں نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں محوِ تحیر ہیں۔"

ارشاد فرمایا ایسا ہی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں غور و فکر کیا کرو خود اس کی ذات کو مت سوچا کرو۔"

حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات بے چون و بے گون ہے انسانی عقول اس کی حقیقت کے قریب تک بھی نہیں جا سکتیں ؎

دور بینانِ بارگاہِ الست ‏ ‏ غیر ازیں پے نبرد اند کہ ہست

پس مخلوقات الٰہیہ میں حق تعالیٰ کی قدرت کے کرشموں اور عجیب و غریب تصرفات میں جو ہر وقت ہوتے رہتے ہیں اور اسی طرح عجائباتِ عالم میں غور و فکر کرے اور حق تعالیٰ کی صفات کمال اور جمال و جلال میں غور و فکر کرے۔ اس غور و فکر سے اس کو اپنے خالق کی معرفت حاصل ہوگی اور اس بات کا کامل یقین حاصل ہو جائیگا کہ میرا خالق بڑا علیم و حکیم اور قدرت و عظمت والا ہے۔ پھر گردن خود بخود اس کے آگے سرنگوں ہو جائے گی پھر جب اپنے پر بے شمار اور بے حد و حساب انعامات اور احسانات مشاہدہ کرے گا تو طاعت و فرمانبرداری کے جذبات از خود برانگیختہ ہوں گے۔ اور مطیع و فرمانبردار بندہ بنائیں گے۔

(۲) موت اور موت کے حالات اور سکرات پر غور کرے اور مرنے والوں کے حالات کو سوچے کہ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور کہاں چلے گئے کہ اب ان کا نام و نشان بھی نہیں کوئی پرسان حال بھی نہیں۔ یہی حال اپنا ہونا ہے ایک دن یہاں سے جانا ہے پھر نہ معلوم وہاں کیا حال ہو اور کن حوادث سے سابقہ پڑے اس سے خوف و خشیہ پیدا ہوگا دنیا کی لذتوں سے بے رغبتی ہوگی اور آخرت کی نعمتوں کی رغبت و امنگ پیدا ہوگی جو بندہ کو اپنے مولیٰ سے قریب تر بنائے گی اور اس کی جانب توجہ تام حاصل ہوگی۔

(۳) قیامت کے حالات میں غور و فکر کرے اور اس وقت کے ہولناک مناظر کو سوچے۔ پوری مخلوق قبروں سے اٹھے گی اور میدان حشر میں جمع ہوگی آفتاب نزدیک تر ہوگا۔ شدت گرمی سے پسینہ میں شرابور ہوگا۔ پیاس کی بے چین ہوگا۔ کوئی پرسان حال اور خبر گیراں نہ ہوگا۔ بارگاہِ رب العزت

میں پیشی ہوگی اور ہر چھوٹی بڑی بات کی باز پرس ہوگی۔ پوری زندگی کا جائزہ لیا جائے گا۔ اور تمام اعمال پر جزا یا سزا دی جائے گی۔ جب ان امور پر غور کرے گا تو آخرت کی فکر دامن گیر ہوگی اور یہ کوشش کرے گا کہ میں بارگاہ رب العزت کی پیشی کے قابل ہو سکوں اور وہاں کی رسوائی اور روسیاہی سے کسی طرح محفوظ ہو جاؤں۔

(۴) دوزخ اور دوزخ کے ہولناک عذاب پر غور کرے دوزخ کی آگ کوئی معمولی آگ نہیں یہاں کی آگ سے ستر گنا زائد بڑھی ہوئی ہوگی، انسان اور پتھر اس کا ایندھن ہوں گے۔ خون اور پیپ وہاں کا پانی ہوگا اور ہر ایذا دینے والی چیز وہاں موجود ہوگی جس قدر دوزخ کے حالات پیش نظر ہوں گے اسی قدر گناہ اور نافرمانی سے احتراز ہوگا۔ دنیا کے جیل خانوں کی ذرا سی سختی چونکہ آنکھوں کے سامنے ہے اس لئے انسان اس سے ڈرتا ہے اور بچتا ہے۔ اگر آخرت کا جیل خانہ ذرا بھی مشاہدہ ہو جائے، تو کبھی بھی گناہ سرزد نہ ہو اور ہر انسان پارسا بن جائے۔

(۵) جنت الفردوس اور وہاں کے خوشنما مناظر پر غور و فکر کرے وہاں کی نعمتوں اور لذتوں کو یاد کرے وہاں ہر نوع کی راحت ہوگی ہر طرح اعزاز و اکرام ہوگا وہاں کی لذتیں اور نعمتیں وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں جو صرف انھیں بندوں کو نصیب ہوں گی جو مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ جس قدر ان امور کا یقین ہوگا اسی قدر اطاعت و فرمانبرداری کا ذوق و شوق پیدا ہوگا۔ اور ان نعمتوں کے حصول کی آرزو اور خواہش اور طلب و

جستجو ہوگی۔

(۶) اللہ رب العزت کے علیم وخبیر ہونے اور سمیع وبصیر ہونے پر غور وفکر کرے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب تر ہے اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے اور ہر وقت ہم سے باخبر ہے ظاہر وباطن ہر چیز کو جانتا ہے، دل کے بھیدوں سے پورے طور پر واقف ہے۔ جس قدر ان صفات پر غور وفکر ہوگا اور ان پر یقین کامل ہوگا اسی قدر اطاعت و فرمانبرداری میں انہماک اور اشتغال ہوگا۔ طاعات میں لذت وحلاوت ہوگی اور شرم وحیا کی وجہ سے گناہ کی جرأت وہمت نہ ہوگی۔

اگر کوئی شخص ہمیں دیکھ رہا ہو اور ہمیں اس کے دیکھنے کا علم ہو تو اس کے لحاظ اور شرم کی وجہ سے ہمارے سے کوئی نازیبا حرکت سرزد نہ ہوگی۔ پس اگر کسی کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ رب العزت میرے پاس ہے اور مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ کسی حال میں بھی گناہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں، میں امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے سفر میں تھا۔ راستہ میں ایک بدوی ملا، جو بکریاں چرا رہا تھا۔

حضرت عمر نے اس سے فرمایا: "ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔"

بدوی نے کہا: "میں غلام ہوں مجھے فروخت کا اختیار نہیں ہے۔"

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے امتحاناً فرمایا: "اپنے آقا سے کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا۔"

بدوی نے کہا: "اور اللہ جو دیکھ رہا ہے۔"

حضرت عمرؓ بے اختیار رو پڑے اور اس غلام کو خرید کر آزاد کیا، اور ارشاد فرمایا: "تیری اس بات نے تجھے یہاں بھی آزاد کرایا اور امید ہے کہ آخرت میں بھی آزاد کرائے گی۔"

مراقبہ

آیاتِ خداوندی اور صفاتِ باری میں غور و فکر کرنے کو صوفیاء اور مشائخ طریقت کی اصطلاح میں "مراقبہ" کہتے ہیں جس کے انھوں نے آداب و شرائط اور مختلف طریقے تلقین فرمائے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اعلم ان الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام، رغب وحث علی شیئین علی الذکر والمراد منہ ما یتلفظ بہ وعلی الفکر والمراد منہ المراقبۃ (قول جمیل)	سمجھ لو کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو باتوں کی ترغیب دی اور ان کے لئے آمادہ کیا اول ذکر اور اس سے مراد زبان سے اللہ کا نام لینا ہے دوسرے فکر اور اس سے مراد مراقبہ ہے۔

مراقبہ کا اصل اصول یہی غور و فکر ہے جس کی قرآن اور حدیث میں بار بار ترغیب اور تاکید کی گئی اس کے ساتھ پھر ایک دوسری اصل بھی ضم کی گئی اور وہ حدیث احسان ہے جو بندگی کا اصل راز ہے اور تمام عبادات کی

Marfat.com

رُوح رواں ہی کہ اس کے بغیر بندگی بھی ناقص ادا ہوتی ہی۔ اور زندگی بھی رائیگاں جاتی ہی۔

حدیث احسان کا مفہوم یہ ہے کہ زندگی کو اس طرح گذارا جائے اور بندگی کے فرائض اس نظریہ سے ادا کئے جائیں کہ اللہ رب العزت ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم اس مالک الملک احکم الحاکمین اور رب العالمین کو دیکھ رہے ہیں اس نظریہ کے مطابق جب زندگی گذاری جائے گی تو وہی حقیقی زندگی ہوگی اور وہی بندگی کے صحیح معیار پر اترے گی۔ اور یہی شریعت و طریقت کا خلاصہ ہے اور بس۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح تحریر فرماتے ہیں۔

والاصل فیہا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (قول جمیل)

مراقبہ میں اصل رسول اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ احسان یہ ہی کہ اللہ کی بندگی ایسی طرح بجالائے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو اللہ کو نہیں دیکھ سکتا تو وہ بہرحال تجھے دیکھ رہا ہی۔

غرض مراقبہ کی اصل تو وہی غور و فکر ہے اور اس سے مقصود صفت احسان کا پیدا کرنا ہی جو مومن کا انتہائی کمال ہی۔ اور بندگی کا اعلیٰ مقام ہے اور شریعت و طریقت کا اصل مقصود ہے۔

مراقبہ کا طریقہ

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو دوزانو ہو کر قبلہ رُخ بیٹھے اور جمعیت خاطر اور اطمینان قلب کے ساتھ اس آیت یا صفت کی زبان سے تلاوت کرے جس کا مراقبہ مقصود ہے اور دل سے اس کو دھرائے اور اس کے معنی اور مفہوم کو خوب ذہن نشین کرے اور ان معنی میں اچھی طرح غور و فکر کرے پھر اس مفہوم اور معنی کے وجود کا تصور کرے اور اس کی صورت متخیلہ میں اس قدر محو اور مستغرق ہو جائے کہ ذہن سے ہر ماسوا کا ذھول ہو جائے اگر لمحہ بھر بھی دوسری جانب توجہ ہو گئی تو مراقبہ ناقص اور ناتمام رہے گا۔ ابتداءً مراقبہ میں دشواری پیش آتی ہے لیکن پھر رفتہ رفتہ ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ دوسری جانب توجہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اور یہ حالت استغراق اور محویت دوامی ہو جاتی ہے ؎

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند
گر نہ بینی سِرِّ حق بر ما بخند

مراقبہ کی اقسام و انواع

مراقبے بہت ہیں جن میں سے چند ذکر کئے جاتے ہیں۔

مراقبہ حضور اپنے دل کو ما سوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی حضوری کا تصور کرے اور زبان سے اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ کا بار بار تکرار کرے پھر اس کے معنی پر غور کرے اور

یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ اور میرے ساتھ ہے اور اس تصور میں اس قدر محو اور مستغرق ہو جائے کہ ما سوا سے بالکل بے خبر بن جائے حتیٰ کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔

مراقبۂ معیت اپنے دل کو ما سوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی معیت کا تصور کرے اور آیۃ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ (اور حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو) کے معنی کا تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت مشغولی اور بیکاری کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے اور اسی تصور میں مستغرق اور محو ہو جائے۔

مراقبۂ اقربیت اپنے دل کو ما سوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے قرب کا تصور کرے اور آیۃ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ہم قریب تر ہیں انسان کے شہ رگ سے بھی) کے معنی کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ مجھ سے میرے سے زیادہ قریب اور نزدیک ہے۔ پھر اس تصور میں اس قدر مستغرق اور محو ہو جائے کہ اپنی بھی خبر نہ رہے۔

مراقبۂ رویت اپنے دل کو ما سوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے یہ تصور کرے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور آیۃ أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللهَ يَرَىٰ (کیا نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے) کے معنی کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر

Marfat.com

اس تصور میں اس قدر مستغرق اور محو ہو جائے کہ کہیں کی خبر نہ رہے۔

مراقبۂ وحدت اپنے دل کو ما سوا اللہ سے خالی اور یکسو کر کے اس بات کا تصور کرے کہ صرف حق سبحانہ تعالیٰ ہی ہیں اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور آیۃ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔ (وہی اول ہے اور وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔) کے معنی کا تصور کرے اور یہ تصور کرے کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کا بھی وجود نہیں پھر اس تصور میں اس قدر مستغرق اور محو ہو جائے کہ بس وہی وہ رہ جائے۔

مراقبۂ فنا اپنے دل کو ما سوا اللہ سے خالی کر کے سوچے کہ ہر چیز فنا ہو گئی صرف اللہ رب العزت باقی ہے اور آیۃ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی ذات تیرے رب کی جو بڑائی اور بزرگی والا ہے۔

کے معنی پر غور کرے اور تصور کرے کہ دنیا اور سارے انسان فرشتے اور تمام آسمان و زمین ٹوٹ پھوٹ کر نیست و نابود ہو چکے صرف اللہ ذو الجلال والاکرام باقی ہے اور اس تصور میں مستغرق اور محو ہو جائے۔

یہ چند مراقبے ہیں ان میں سے جو نسا بھی اختیار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے تقرب اور تعلق کو بڑھائے گا۔ اور یادِ الٰہی کو دوام اور ثبات بخشے گا۔ ان شاء اللہ۔

Marfat.com

ذکر اللہ کے تمام شعبوں پر مداومت

یہ ذکر اللہ کے سات شعبے ہیں اگر ان پر مداومت کی گئی اور ان کی ساتھ مناسبت پیدا ہوگئی تو ذکر اللہ کی باقی راہیں خود بخود واضح ہوجائیں گی۔ اور دل انوارِ تجلیات سے معمور اور آباد ہوجائے گا۔ خانہ ویران گلستان بن جائے گا۔

ذکر اللہ محض زبانی ذکر کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ اس سے مقصود مطلوب اور مذکور کا دل میں حصول اور حضور ہے۔ جس کے متعدد طریقے ہیں چنانچہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رح فرماتے ہیں۔

بدانکہ ذکر بر اقسام است و مقصود از و حصول مذکور ست بحضور دل پس ہر عملے و فعلے کہ ازاں حصول مطلوب ست ہم ذکر ست کلمہ باشد یا نماز یا تلاوت قرآن یا درود یا ادعیہ کہ مطابق قرآن و حدیث باشد یا دیگر عبادات و یا بعبارات دیگر کہ ملاحظہ معنی آں یافت مذکور و مطلوب ست آں ہم جملہ ذکر ست

سمجھ لینا چاہیئے کہ ذکر اللہ کی بہت سی قسمیں ہیں اس لیئے کہ ذکر سے مقصود مذکور کا دل میں آجانا ہے پس جس عمل اور فعل سے مقصود حاصل ہو وہی ذکر اللہ ہے خواہ ورد کلمہ ہو یا نماز یا تلاوت قرآن یا درود شریف یا دعا جو قرآن و حدیث کے موافق ہو یا دیگر عبادات یا دوسرے طریقے جن سے مطلوب اور مذکور کی معرفت اور شناخت حاصل ہو یہ سب امور ذکر اللہ ہیں۔

Marfat.com

پس ذکر اللہ اگرچہ ان سات شعبوں میں منحصر نہیں اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے لیکن اس کے حصول کے اصل ذرائع یہی ہیں جو بے شک وشبہ اور بے غل وغش ہیں جب تک ان میں انہماک اور اشتغال نہ ہوگا دیگر ذرائع تک رسائی نہ ہوگی اور جب ان میں پورا انہماک اور اشتغال ہوجائے گا تو دیگر ذرائع ازخود حاصل ہوجائیں گے۔ بلکہ ان امور میں پورا استغراق اور انہماک انسان کو سراپا ذکر بنا دے گا۔

نماز کی جامعیت

نماز ذکر اللہ کے بہت شعبوں کو جامع اور حاوی ہے۔ اس میں اللہ کے نام کا ورد بھی ہے۔ تسبیح اور تحمید بھی ہے دعا بھی ہے اور توبہ اور استغفار بھی ہے اور تلاوت قرآن مجید بھی ہے۔ اور صلوٰۃ وسلام بھی ہے۔ اور غور وفکر اور انہماک واستغراق بھی ہے۔ اس لئے ذکر اللہ کی ادائیگی کا افضل ترین طریق نماز ہے جس قدر نماز سے وابستگی اور دل بستگی ہوگی اسی قدر رب العزت سے تقرب اور تعلق قائم ہوگا اور اسی قدر کمال بندگی سے آراستگی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جس قدر تاکید اور ترغیب نماز کی ہے وہ دیگر عبادات کی نہیں۔ اور جو عظمت وفضیلت نماز کو حاصل ہے وہ دیگر عبادات کو حاصل نہیں ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

ما افترض اللّٰہ علی خلقہ بعد التوحید شیئاً احبّ الیہ من	اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ عبادات میں توحید کے بعد سب سے زیادہ محبوب اور

Marfat.com

الصلوٰۃ و ولکان شئ احب الیہ منہا لما نتعبد بھا ملائکتہ فمنہم راکع وساجد وقائم وقاعد (نزہہ)

پسندیدہ نماز ہے۔ اگر نماز سے زائد کوئی دوسری عبادت اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہوتی تو فرشتے نماز میں مشغول نہ ہوتے اور اس کو اختیار کرتے حالانکہ فرشتے ہر وقت نماز میں مشغول رہتے ہیں کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں کوئی قعود میں بیٹھا ہے۔ اور کوئی قیام میں۔

نیز ارشاد فرمایا!

اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد۔

(بندہ اپنے رب کے قریب تر نماز میں سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے!)

اسی لئے نماز کو مومن کے لئے انتہائی کمال اور آخری معراج قرار دیا گیا۔

حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا میں نماز کا رتبہ ایسا ہے جیسا آخرت میں دیدار خداوندی ہے۔ دنیا میں انتہائی قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں انتہائی قرب دیدار خداوندی کے وقت نصیب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر تمام عبادات نماز کے لئے بمنزلہ وسائل اور ذرائع کے ہیں اور خود نماز مقاصد میں سے ہے" (مکتوب ۱۱ جلد ۱)

حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔

خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ۔

اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کے لئے۔

Marfat.com

ارشاد ربانی میں جو اقیموا الصلوٰۃ [illegible] اقامت صلوٰۃ کا حکم فرمایا گیا ہے۔ نماز کی اصل حفاظت [illegible] نماز کا اصل قیام [illegible] کرنا [illegible] دور نماز کا پڑھنا [illegible] ہوا کیا جائے [illegible] نماز کی [illegible] ہے بلکہ [illegible] نماز کا قیام اور [illegible] نماز [illegible]

نماز کا حق اسی وقت ادا ہوتا ہے جب اس [illegible] نگرانی کی جائے۔

اول طہارت یعنی نماز سے پہلے تمام [illegible] [illegible] کرنا [illegible] سنت [illegible] کرنا [illegible]

دوسرے نماز [illegible] کی پابندی کرنا نماز کا اس سبب ہوتی ہے جب [illegible] طور پر ادا کیا جائے [illegible] کا نقصان اور [illegible] نماز [illegible] سے کسی سنت اور مستحب کو بھی ترک کر دیا تو وہ نماز [illegible] بلکہ پرانے کپڑے کی طرح رد کر دی جاتی ہے [illegible] محسوس ہوتا ہے۔ اور بشاشت، فرحت [illegible] کے تمام فرائض اور واجبات اور سنن [illegible] ورد سرور محسوس ہوتا ہے اور بشاشت [illegible]

صحیح طور پر ادا ہونے کی علامت ہے۔

تیسرے "حضورِ قلب" یعنی نماز میں جو کچھ تم کر رہے ہو یا کہہ رہے ہو دل اس کا معترف اور ہمنوا ہو۔ اور اول سے لے کر آخر تک پوری نماز ایسی طرح ادا کی جائے کہ دل ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو اور غیر کی جانب متوجہ نہ ہو جو لمحہ بھی غیر کے ساتھ گذرے گا وہ نماز میں شمار نہ ہوگا بلکہ خارج نماز ہوگا۔ نماز حضورِ قلب سے ہوتی ہے جب قلب حاضر نہیں رہا اور غیر میں مشغول ہوگیا تو نماز کی اصلی حیثیت اور نوعیت فوت ہوگئی پس جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو دنیا اور ما فیہا سے منہ موڑ کر ہر ما سوا کو دل سے نکال کر رب العزت کی جانب رخ کرے اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ (میں نے اپنا منہ حق تعالیٰ کی جانب کر لیا) پڑھے چہرہ کا رخ کعبۃ اللہ کی جانب ہو اور دل کا رخ رب کعبہ کی جانب متوجہ ہو پھر جب اللہ اکبر کہے تو دل میں کسی غیر کی بڑائی کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔ جب سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پڑھے تو دل میں ہر ما سوا کی حقارت و نفرت موجود ہو جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہے تو دل شکر و احسان کے جذبات سے بھرپور ہو اور ما سوی کی تمام خوبیاں کالعدم ہوں۔ جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہے تو غیر سے ساری توقعات اور تعلقات ختم ہو کر دل صرف اسی کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ جب سر جھکائے تو دل بھی عاجزی سے جھک جائے اور جب سر زمین پر پڑا ہو تو دل اس کی بارگاہ میں لوٹ رہا ہو۔ اسی طرح ساری نماز کو پوری کرے۔ یہی نماز کی اصلی روح ہے۔

Marfat.com

ان تینوں امور کی پابندی کے بعد نماز صحیح معنی میں نماز ہوگی اور نماز کی حفاظت اور نماز کی اقامت کا ایک گونہ حق ادا ہوگا۔ یہی وہ نماز ہے جو مومن کی معراج ہے۔ اس لئے کہ اس میں بارگاہِ رب العالمین کی حاضری اور حضوری ہے اور اللہ رب العزت سے شرف ہم کلامی ہے۔ اپنی بندگی اور غلامی اور وفاداری کا دل اور جوارح سے اعتراف ہے۔ اور اپنے تعلق و محبت کا اظہار ہے جو اصل مقصود اور حقیقی مطلوب ہے۔

تقرّب بالفرائض

حق سبحانہ و تعالیٰ کے تقرب اور تعلق پیدا کرنے کا اعلیٰ طریق اور اعلیٰ ذریعہ فرائض خداوندی ہیں جو تقرب اور تعلق فرائض خداوندی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسرے ذریعہ سے کبھی بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان فرائض کو ہر شخص کے لئے ضروری اور لازمی قرار دیا گیا تاکہ خدا کا کوئی بندہ خدا کے تعلق سے بے بہرہ اور محروم نہ رہے۔ اور ہر بندہ کو اپنے مولیٰ کریم سے تقرب اور نزدیکی حاصل رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

یقول اللہ تعالیٰ ما تقرب الیّ عبد بمثل اداء ما افترضت علیہ۔	اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جن چیزوں کو میں نے فرض کر دیا ہے ان کی ادائیگی کی بقدر کوئی چیز میرا تقرب پیدا نہیں کرتی۔

پس اعلیٰ تقرب اور تعلق کا ذریعہ فرض نمازیں ہیں انہی کے ساتھ مسلمان کی نجات

Marfat.com

اور فلاح و ایمان ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلاته فإن صلحت فقد أفلح وأنجح وإن فسدت فقد خاب وخسر (رواه الترمذي والنسائي)	قیامت میں آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز کا حساب کیا جائے گا اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ شخص کامیاب ہوگا اور بامراد اور اگر نماز بیکار ثابت ہوئی تو وہ نامراد ہوگا اور خسارہ میں رہے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ ہوگا اور اس کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (فضائل نماز از احمد و ابن حبان)

پہلا اصل اہتمام اور پوری توجہ فرض نمازوں کی ادائیگی کے لیے کرنا چاہیے اور جو سنتیں مؤکدہ ہیں ان کو بھی خوبی کے ساتھ ادا کرنے کی جد و جہد کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ عمر بھر کی نفل نمازیں قدر و قیمت میں ایک فرض نماز کے برابر نہیں ہیں۔ حضرت مجدد صاحب تحریر فرماتے ہیں "حق سبحانہ و تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ فرائض ہیں یا نوافل۔ نوافل کا فرائض کے مقابلہ میں کوئی بھی اعتبار نہیں ہے ایک فرض کو اس کے وقت پر ادا کرنا ہزار سال کے نوافل سے بہتر ہے۔

Marfat.com

اگرچہ وہ نوافل انتہائی خلوص کے ساتھ ادا کی گئی ہوں۔

جو چیز بھی نفل ہے خواہ نماز ہو یا روزہ یا ذکر و فکر وغیرہ بلکہ سنت تک بھی فرض کے مقابلہ میں کوئی حکم نہیں رکھتی ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک روز صبح کی نماز پڑھائی بعد نماز ایک شخص کے متعلق دریافت فرمایا جو جماعت میں موجود نہ تھا کہ وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا "وہ تمام شب بیدار رہتا ہے شاید اس وقت نیند آ گئی ہو اور جماعت فوت ہو گئی۔ ارشاد فرمایا: اگر ساری رات سوتا اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھتا تو یہ زیادہ بہتر تھا (مکتوب جلد ۱ صفحہ [illegible])

(تنبیہ) واجب کا درجہ عمل میں فرض کے برابر ہے اور حکم و ثواب میں بھی واجب فرض کے قریب تر ہوتا ہے۔

تقرّب بالنوافل

فرائض کے بعد سب سے زیادہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا تقرب نوافل سے حاصل ہوتا ہے۔ بالخصوص نفلی نمازوں کو دیگر نفلی طاعات پر بہت فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ فرض نمازیں راس المال اور اصلی سرمایہ ایمانی ہیں اور نفلی نمازیں اس راس المال کا منافعہ ہیں۔ نفلی نمازوں سے فرض نمازوں کی کوتاہی اور کمی کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت میں اگر کسی کی فرض نمازوں میں کمی رہ جاتی ہے تو حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں دیکھو اگر اس کے پاس کچھ نفلوں کا ذخیرہ موجود ہو تو اس سے اس فرض نمازوں کی کمی کو پورا کر دیا جائے۔" (جمع الفوائد از ترمذی و نسائی)

ایک حدیث قدسی میں آیا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: "میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے تقرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کو پسند کر لیتا ہوں اور جب میں اس کو پسند کر لیتا ہوں تو میں ہی اس کے حواس ظاہرہ ہوتا ہوں مجھی سے دیکھتا ہے اور مجھی سے سنتا ہے" (بخاری)

یعنی غایت تقرب اور غایت مقبولیت کی وجہ سے اس بندہ کے سارے کام خدا کے کام شمار ہونے لگتے ہیں اس کا دیکھنا گویا خدا کا دیکھنا ہے اور

اس کا سننا گویا خدا کا سننا ہے فرطِ تعلق کی بنا پر یگانگت قائم ہو جاتی ہے۔ اور مغائرت باقی نہیں رہتی اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے اور اس سے زیادہ انسان کے لئے کیا کمال متصور ہو سکتا ہے۔

فرض نمازوں کے بعد پھر مسنون نمازوں کا رتبہ ہے ان میں بالخصوص فرائض سے پہلے اور بعد میں جو نمازیں مسنون ہیں ان کو بہت اہمیت اور تاکید ہے جس نماز پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت اور مداومت فرمائی ہو اور اس کے پڑھنے کی ترغیب اور تاکید فرمائی ہو۔ اس سے بڑھ کر مومن کے لئے کیا نعمت ہو سکتی ہے؟

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے دن میں بارہ رکعت نفل پڑھی اس نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا"۔ یعنی چار رکعت نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعت نماز ظہر کے بعد اور دو رکعت نماز مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز عشا کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔ (نزھۃ از ترمذی)

یہ بارہ رکعت "سنت مؤکدہ" ہیں ان کا بلا عذر ترک کرنا کسی طرح زیبا اور روا نہیں ہے۔

ان کے علاوہ بعض سنن غیر مؤکدہ ہیں جن کے بہت فضائل اور منافع بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے نماز اشراق۔ نماز چاشت، نماز اوابین۔ نماز تہجد وغیرہ۔ کہ ان کی پابندی سے ایمان میں تازگی اور شگفتگی پیدا ہوتی ہے روحانی ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اور ان نمازوں کا اہتمام بارگاہِ خداوندی

ہیں تقرب کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ ان میں بھی تہجد کی نماز خصوصی اہمیت اور نرالی شان رکھتی ہے

نمازِ تہجد یعنی رات کے آخری تہائی حصہ میں چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھنا۔ نمازِ تہجد کو دیگر نفل نمازوں پر بہت زیادہ فوقیت اور اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں بار بار تہجد کی ترغیب دی گئی ہے اور تہجد پڑھنے والوں کی تعریف و توصیف فرمائی گئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

تَتَجَافیٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا۔ — جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ — اور وہ لوگ جو رات گذارتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں اور کھڑے ہو کر۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "تم رات کو اٹھنے کا التزام رکھو رات کو اٹھنا صالحین کا شیوہ ہے۔ اور اللہ کے تقرب کا ذریعہ ہے اور سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے اور آئندہ گناہ سے باز رکھتا ہے۔" (مشکوٰۃ)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمازِ تہجد کا بہت زیادہ اہتمام تھا اور رات کا بیشتر حصہ نماز میں گذارتے تھے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رات کو زیادہ دیر تک نماز پڑھنے اور طویل قیام کی وجہ سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین مبارک پر ورم آگیا تو خدمتِ نبوی میں عرض کیا گیا: "آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں آپ کے تو تمام اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے" ارشاد فرمایا "افلا اکون عبدا شکورا (کیا میں خدا کا شکر گذار بندہ نہ بنوں)"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ تہجد کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات کی شکر گذاری اور احسان نوازی قرار دیا ہے پس اس سے بڑھ کر اور کون عبادت ہو سکتی ہے جو

ہونا یا شکر گزاری کی ذمہ داری تو بجا ہے ورنہ ذرہ ذرہ عالم کے احسانات اور احسانات کا کوئی حد و حساب اور شمار نہیں۔ ان عظیم الشان احسانات کو ان عبادتوں کے ذریعہ اظہار شکر ہوتا ہے وہ عبادت یقیناً اعظم العبادات اور افضل عبادات ہوگی۔ اس لئے اولوالعزم انبیاء کے نماز تہجد کے ساتھ خاص نسبت رہی اور نماز تہجد فرض کی طرح رہی۔

احادیث مبارکہ میں نماز تہجد کے بہت فضائل اور فوائد بیان کئے گئے ہیں ان میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب انسان رات کو سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہ باندھ دیتا ہے اور دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی ہے سوتا رہ۔ جب انسان بیدار ہو کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور انسان حالت نشاط اور پاکیزگی میں صبح کرتا ہے ورنہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ طبیعت کسل مند ہوتی ہے اور نحوست سوار ہوتی ہے۔" (مشکوٰۃ شریف از بخاری و مسلم)

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیام رات کو اپنے اوپر لازم رکھو کہ یہ تم سے پہلے صالحین کا شیوہ ہے اور رب العالمین کے تقرب کا ذریعہ ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے اور آئندہ گناہوں سے روکنے والا ہے۔" (مشکوٰۃ از ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔" (مشکوٰۃ)

اوراد و وظائف

نفل نمازوں کے بعد پھر دوسری نفلی عبادات کا درجہ ہے۔ انہی میں سے اوراد و وظائف ہیں۔

اوراد و وظائف دو قسم کے ہیں ایک وہ جو احادیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہوئے ہیں۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائے ہیں یہ اصل شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی مقبولیت خود صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ ان کا درجہ اور مرتبہ دیگر تمام اوراد اور اشغال سے بدرجہا اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس لئے کہ ان میں اتباع سنت ہے اور اتباع سنت ہر چیز سے فائق و اعلیٰ ہے۔

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ فقیر پورے وثوق کے ساتھ لکھتا ہے کہ مدت دراز تک علوم و معارف اور احوال و مقامات ابر نیسان کی طرح برسے اور خدا کی عنایت سے جو کام کرنا چاہیئے تھا کیا مگر اب اس کے سوا کوئی آرزو نہیں کہ سنن مصطفویہ میں سے کسی سنت کا احیاء ہو جائے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام احوال اور کیفیات ارباب ذوق کو مبارک ہوں ہمیں تو صرف اس قدر

درکار ہے کہ باطن اپنے بزرگوں کی نسبت سے معمور ہو اور ظاہر بالکلیہ سنن ظاہرہ کی پیروی سے مزین اور آراستہ ہو۔ ع

کار این ست وغیر این ہیچ (مکتوب ۳۷ ج ۱ ص ۵۱)

ان مسنون اوراد و وظائف کی جانب متوجہ کرنا ہمارا مقصود ہے۔ ان میں کر بہت سے اوراد و وظائف کتاب میں بیان ہو چکے ہیں۔

دوسرے وہ اوراد و اشغال ہیں جن کو صوفیائے کرام اور مشائخ طریقت نے قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے مقرر کیا ہے۔ اور اپنی نور بصیرت سے ان اوراد و اشغال کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے تقرب اور تعلق کا ذریعہ سمجھا ہے اور پھر اپنے تجربہ اور مشاہدہ سے ان اوراد و اشغال کو مثمر برکات اور منتج اثرات بھی پایا ہے۔ چنانچہ ان کو مشائخ طریقت نے تقرب الی اللہ کے لئے آزمایا اور ہزاروں مخلوقِ خدا کو ان کے ذریعہ خدا تک پہنچا دیا۔ اب یہ اوراد اس قدر معتمد اور مستند ہو گئے کہ ان میں ذرا شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اگرچہ ان اوراد و اشغال کا رتبہ مسنون اوراد و وظائف سے کمتر اور بہت کمتر ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسنون وظائف کے اصل مقصود کی جانب رسائی بغیر ان اشغال کی پابندی کے قریب بہ محال ہے اس لئے کہ تمام عبادات ایمان حقیقی اور اخلاص کے ساتھ وابستہ ہیں اور ایمان اور اخلاص کی دولت اسی راہ سے نصیب ہوتی ہے۔ اور یہی سلوک کا اصل مقصود ہے۔

حضرت مجدد صاحب تحریر فرماتے ہیں: "سلوک کی منازل طے کرنے

Marfat.com

مقصود ایمانِ حقیقی کا حصول ہے۔ جو اطمینانِ نفس سے وابستہ ہے تا وقتیکہ نفس مطمئن نہ ہو نجات متصور نہیں ہو سکتی (مکتوب ۱۹۱ جلد ۱)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔ شریعت کے تین جزء ہیں۔ علم ۔ عمل ۔ اخلاص ۔ جب تک یہ تینوں اجزاء متحقق نہ ہوں شریعت کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اور جب شریعت متحقق ہو جاتی ہے تو رضائے الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔ جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بالاتر ہے۔

(ترجمہ) وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ اور اللہ کی رضا بہت بڑی نعمت ہے۔

پس شریعت تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں کی متکفل اور ضامن ہے۔ اور شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی احتیاج نہیں ہے۔ طریقت و حقیقت جن کے ساتھ صوفیاء ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خدمت گار ہیں اور ان کا مقصود صرف شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے علاوہ کسی اور شے کی جستجو۔ اور وہ احوال اور مواجید اور علوم و معارف جو صوفیا کو اثنائے راہ میں پیش آتے ہیں مقصود نہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں جن کے ذریعہ ان کی تربیت ہوتی ہے ان سب کو چھوڑ کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہیئے جو مقاماتِ سلوک کی انتہا ہے۔ اس لئے کہ طریقت و حقیقت کے منازل طے کرنے سے مقصود صرف اخلاص کا حاصل ہونا ہے۔ جس سے مقامِ رضائے الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ (مکتوب ۳۶ جلد ۱)

غرض ایمان و اخلاص کے حاصل کرنے کے لئے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے تقرب اور تعلق کا اصل ذریعہ ہیں اور عبادات کی اصل روح ہیں ان اوراد و

اشغال کا حاصل کرنا بھی ضروری ۔ اور لابدی ہو گیا جن کو مشائخ طریقت نے اختیار فرمایا ہے۔

مشائخ طریقت کے چار سلسلے ہیں۔

(۱) چشتیہ ۔ (۲) نقشبندیہ (۳) قادریہ (۴) سہروردیہ ۔ اور چاروں سلسلوں کے علیحدہ علیحدہ معمولات اور اشغال مقرر ہیں۔ جن کو امام طریقت مجدد ملت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "قول الجمیل" میں بیان فرمائے ہیں۔

اور شیخ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی کتاب "ضیاء القلوب" میں شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

جو اشغال ہیں ان کا اہل جو ہوں وہ ان اوراد و اشغال کو ان کتابوں سے اخذ کریں۔ مجھ جیسا ناواقف کی ہمت و جرأت نہیں کہ ہر ان سے متعلق کچھ بھی تحریر کر سکوں۔ اور نہ ہر شخص ان سے مستفید ہو سکتا ہے ان کے لئے شیخ کامل کی رہنمائی درکار ہے۔

اگر حق تعالیٰ شانہٗ کسی کو توفیق و سعادت نصیب فرما دیں تو کسی شیخ کامل متبع سنت کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور راہ سلوک پر گامزن ہو تاکہ جلد منزل مقصود پر پہنچے اور تقرب خداوندی کی سرفرازی ہو۔

Marfat.com

خاتمۂ کلام

مجھے اپنی نااہلیت اور ناواقفیت کا پورا اعتراف اور کامل یقین ہے پھر بھی ایک نادان کی زبان سے علم وعرفان کی باتیں سننا اور ناآشنائے محبت سے عشق ومحبت کی داستان سننا محض حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا فضل اور احسان ہے اور بزرگوں کا فیضان ہے۔

یہ فیوض وبرکات ہیں سیدی مولائی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نوراللہ مرقدہٗ کی توجہات عالیہ کے اور خوشہ چینی ہے۔ استاذی ومحسنی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ کے علوم ومعارف کی۔ ع

زباں میری ہے لیکن کہنے والا اور ہے کوئی

جو کچھ اس کتاب میں صواب ہے وہ ان حضرات کی عطا ہے اور باقی میری خطا ہے۔ اگر اس کے ذریعہ کسی گم گشتہ راہ کو راستہ مل جائے اور کسی بندۂ خدا کو ہوش آجائے اور اس کا دل درد آشنا ہو جائے تو میری دارین کی کامیابی اور سرخروئی کے لئے کافی ہے اور یہی مقصود ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من ھو رحمۃ للعالمین وشفیع للمذنبین وملجاء للمستغیثین علیہ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اٰلاف الصلوٰۃ والتحیۃ۔

احقر زمن محمد احتشام الحسن غفرلہٗ کاندھلہ ضلع مظفر نگر۔

شب پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۶ھ

Marfat.com

قال اللہ تعالےٰ

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

قلوب صرف اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں

حقیقتِ ذکر

یعنی

اطمینانِ قلب اور تسکینِ خاطر حاصل کرنے کے طریقے اور ذرائع

مُرتبہ

حضرت مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

ناشر

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد دہلی نمبر ۶

(کتبہ ایس احمد علی مکان ۳۶۱۱ شیامحل دہلی)

Marfat.com